www.KitaboSunnat.com

كُلُّ نَفْسٍ ذَائِقَةُ الْمَوْتِ
ہر نفس نے موت کا مزہ چکھنا ہے (القرآن)

جنازے کے مسائل

مرتبہ
فضل الرحمن بن محمد

ایم اے عربی گولڈ میڈلسٹ ایم اے اسلامیات
شرعیہ کورس - جامعۃ الازہر ○ القاہرہ

خطیب مسجد مبارک ○ اسلامیہ کالج ریلوے روڈ ○ لاہور

ناشر:-
ریز مشنری سٹور ۵۳ نشتر روڈ
لاھور

بسم اللہ الرحمن الرحیم

قُلْ أَطِيعُوا اللَّهَ وَأَطِيعُوا الرَّسُولَ

مجلس التحقیق الاسلامی زیر اہتمام

محدث لائبریری

کتاب وسنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

معزز قارئین توجہ فرمائیں

- کتاب وسنت ڈاٹ کام پر دستیاب تمام الیکٹرانک کتب... عام قاری کے مطالعے کیلئے ہیں۔
- مجلس التحقیق الاسلامی کے علمائے کرام کی باقاعدہ تصدیق واجازت کے بعد (Upload) کی جاتی ہیں۔
- دعوتی مقاصد کیلئے ان کتب کو ڈاؤن لوڈ (Download) کرنے کی اجازت ہے۔

تنبیہ

ان کتب کو تجارتی یا دیگر مادی مقاصد کیلئے استعمال کرنے کی ممانعت ہے
کیونکہ یہ شرعی، اخلاقی اور قانونی جرم ہے۔

اسلامی تعلیمات پر مشتمل کتب متعلقہ ناشرین سے خرید کر تبلیغ دین کی کاوشوں میں بھرپور شرکت اختیار کریں

PDF کتب کی ڈاؤن لوڈنگ، آن لائن مطالعہ اور دیگر شکایات کے لیے درج ذیل ای میل ایڈریس پر رابطہ فرمائیں۔

KitaboSunnat@gmail.com

www.KitaboSunnat.com

www.KitaboSunnat.com

كُلُّ نَفْسٍ ذَائِقَةُ الْمَوْتِ
ہر نفس نے موت کا مزہ چکھنا ہے (القرآن)

جنازے کے مسائل
مصور

مرتبہ
فضل الرحمٰن بن محمد

ایم اے عربی گولڈ میڈلسٹ ایم اے اسلامیات
شرعیہ کورس ۔ جامعۃ الازہر ○ القاہرہ
خطیب مسجد مبارک ○ اسلامیہ کالج ریلوے روڈ ○ لاہور

ناشر
انجمن اہلحدیث مسجد مبارک لاہور

www.KitaboSunnat.com

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

252.24
رمضان ۲۰

جملہ حقوق محفوظ ہیں

ناشر ———— ریز مشینری سٹور

پندرہواں ایڈیشن ———— جون ۱۹۹۶ء

طابع ———— انیب الرحمٰن

کاتب ———— محمد صدیق

مطبع ———— زاہد بشیر پریس

ناشر

ریز مشینری سٹور

۵۳ نشتر روڈ
لاہور

المکتبۃ الرحمانیۃ
۹۹۔ ب ماڈل ٹاؤن - لاہور
15498

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی اٰلِ مُحَمَّدٍ
کَمَا صَلَّیۡتَ عَلٰی اِبۡرَاھِیۡمَ وَعَلٰی
اٰلِ اِبۡرَاھِیۡمَ اِنَّکَ حَمِیۡدٌ مَّجِیۡدٌ
اَللّٰھُمَّ بَارِکۡ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی اٰلِ مُحَمَّدٍ
کَمَا بَارَکۡتَ عَلٰی اِبۡرَاھِیۡمَ وَعَلٰی
اٰلِ اِبۡرَاھِیۡمَ اِنَّکَ حَمِیۡدٌ مَّجِیۡدٌ

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

آدمی کا جسم کیا ہے جس پہ ہے شیدا جہاں
ایک مٹی کی عمارت ایک مٹی کا مکاں
خون کا گارا ہے اس میں اور اینٹیں ہڈیاں
چند سانسوں پہ کھڑا ہے یہ خیالی آسماں
موت کی پُرزور آندھی اس سے جب ٹکرائے گی
دیکھ لینا یہ عمارت ٹوٹ کر گر جائے گی

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

تأثرات

تبصرہ نگار: مولانا محمد اسحاق بھٹی (ادارہ ثقافتِ اسلامیہ، لاہور)

ہفت روزہ الاعتصام لاہور: ۱۸ مارچ ۱۹۸۸ء

زیرِ نظر کتاب ــــــ جنازے کے مسائل ــــــ کے مصنف مولانا فضل الرحمٰن اگرچہ ہمارے حلقۂ قارئین میں کسی رسمی تعارف کے محتاج نہیں ہیں۔ تاہم چونکہ ہر مصنّف کتاب کا تھوڑا بہت پس منظر بیان کرنا ضروری سمجھا جاتا ہے، اس لیے ہم بھی ان کے بارے میں چند باتیں عرض کرنا چاہتے ہیں۔

کسی زمانے میں وہ ایس ایف رحمٰن تھے۔ اور مشہور کرکٹر تھے۔ کالج اور یونیورسٹی میں ایم اے عربی گولڈ میڈلسٹ اور ایم اے اسلامیات ہوئے۔ پھر طبیعت نے کچھ ایسا پلٹا کھایا کہ حضرت مولانا عطاء اللہ صاحب حنیف کے حلقۂ شاگردی میں شامل ہو گئے۔ اور ان سے تفسیر و حدیث اور فقہ اسلامی کی مروّجہ تعلیم حاصل کی۔ اس کے بعد مسجد مبارک کے خطیب مقرر کئے گئے۔

مسجد مبارک ترتیبِ تعمیر کے اعتبار سے لاہور میں جماعت اہل حدیث کی تیسری مسجد ہے۔ پہلی مسجد چینی والی (جو مسجد چینیانوالی مشہور ہے) دوسری بنگلہ ایوب شاہ (اندرون شیرانوالہ گیٹ) میں لسوڑیاں والی مسجد اور تیسری اسلامیہ کالج ریلوے روڈ سے متصل مسجد مبارک۔!

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

۱۹۳۰ء میں مسجد مبارک کے منصب درس وخطابت پر مولانا محمد حنیف ندویؒ کو فائز کیا گیا تھا۔ جو اسی سال دارالعلوم ندوۃ العلماء (لکھنؤ) سے فارغ التحصیل ہو کر آئے تھے۔ مولانا ندویؒ نے جون ۱۹۴۹ء (اُنیس سال) تک یہ خدمت انجام دی۔ پھر مولانا محمد علی قصوری (ایم اے کینٹب) اس میں خطبہ ارشاد فرمانے لگے۔ ۱۲ جنوری ۱۹۵۶ء کو حرکتِ قلب بند ہو جانے سے ان کا انتقال ہوا تو علامہ حسین میر کاشمیری کو خطیب مقرر کیا گیا۔ بعد ازاں حضرت الاُستاذ مولانا محمد عطاء اللہ حنیفؒ نے یہ منصب سنبھالا۔ اس اثناء میں کچھ عرصہ مولانا محمد رمضان بھی اس مسجد میں جمعہ پڑھاتے رہے۔ جو اس زمانے میں جمعیت اہل حدیث لاہور کے ناظم اعلیٰ تھے۔ لیکن جب مولانا فضل الرحمٰن علومِ دینیہ کی تکمیل کر چکے تو مولانا محمد عطاء اللہ صاحب حنیفؒ نے مستقل طور پر یہ اہم ذمہ داری اپنے اس شاگردِ رشید کے سپرد کر دی اب کم وبیش پندرہ سال سے بالالتزام وہ یہ فریضہ سرانجام دے رہے ہیں۔ ان کے عہدِ خطابت میں شرکائے نمازِ جمعہ کی تعداد بھی بہت بڑھی ہے۔ اور مسجد کی تعمیر میں بھی کافی اضافہ ہوا ہے۔

دورانِ خطابت میں مولانا فضل الرحمٰن نے فاضل کورس بھی کیا اور مصر جا کر قاہرہ کی جامعہ ازھر میں بھی تحصیلِ علم کی۔

بُنیادی طور پر وہ کاروباری آدمی ہیں۔ تجارت ان کا پیشہ مگر خدمتِ دین ومسلک ان کا شیوہ ہے۔ جب سے اس میدان میں اُترے ہیں۔ وضع قطع اور لباس وہیئت میں اس قدر تبدیلی آگئی ہے کہ کسی دینی درس گاہ کے صدر مدرس معلوم ہوتے ہیں۔ انہوں نے خطابت اور وعظ وتقریر کی منزل تک ہی اپنے آپ کو محدود نہیں رکھا بلکہ اس سے آگے قدم بڑھا کر قلم وقرطاس سے بھی باقاعدہ رابطہ قائم کر لیا ہے۔

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

تصنیف و تالیف کی وادیٔ محنت طلب میں داخل ہو گئے ہیں۔ اور تحقیق و کاوش کی سنگلاخ زمین کی پیمائش شروع کر دی ہے، چونکہ وہ طبعِ مشّاق رکھتے ہیں۔ اس لئے اللہ کے فضل سے وہ ان راہوں میں خوب قدم زنی کر رہے ہیں۔

زمینِ شعر ہو ہر چند سنگلاخ شعور
قدم جو رکھتے ہیں مشّاق چل نکلتے ہیں

ان کی اب تک دو کتابیں ہمارے علم میں آئیں اور ہم نے پڑھی ہیں۔ ایک مولانا ثناء اللہ امرتسریؒ رحمۃ اللہ علیہ کے حالات و سوانح سے متعلّق، جس کا نام "حضرت مولانا ثناء اللہ امرتسریؒ" ہے۔ اور دوسری پیشِ نگاہ کتاب " **جنازے کے مسائل** " پہلی کتاب سوانحی اور تاریخی نوعیت کی ہے۔ اور بلاشُبہ بہت سی معلومات پر محیط ہے۔ دوسری خالص دینی اور فقہی سلسلے کی ایک اہم کڑی ہے۔ اور ان سطور میں اسی کے متعلّق کچھ عرض کرنا مقصود ہے۔

اس کتاب کا نام یُوں تو " جنازے کے مسائل " ہے (جس سے شُبہ پڑتا ہے کہ اس میں چند مسائلِ جنازہ بیان کئے گئے ہوں گے) لیکن واقعہ یہ ہے کہ یہ موت و حیات کے ان بہت سے معاملات و مسائل کا احاطہ کئے ہُوئے ہے، جو انسان کو قدم قدم پر پیش آتے ہیں اور ہر آن جن سے واسطہ پڑتا ہے۔

۲۴۸ صفحات میں پھیلی ہوئی اس کتاب میں مختلف عنوانات کے تحت مختلف مَسَائل معرضِ تحریر میں لائے گئے ہیں۔ مثلاً قریب المرگ شخص کو لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰه یعنی کلمۂ توحید پڑھنے کی تلقین کرنا، میّت کے لئے دُعائے خیر کرنا، اس کو اچھے لفظوں میں یاد کرنا، وارثوں کا صبر سے کام لینا، بَین اور نوحہ کرنے سے بچنا، وفات کی خبر سُن کر انا للہ و انّا الیہ راجعون پڑھنا۔ خاوند کا بیوی کو اور بیوی کا خاوند کو غسل دینا،

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

میت کا کفن ، حاجی اور شہید کی تجہیز و تکفین ، شہید کی فضیلت ، جنازہ پڑھنے کا طریقہ ، جنازے کی دُعائیں جو حدیثِ رسولؐ میں منقول ہیں ، بڑے کے جنازے کی دعائیں ، بچّے کے جنازے کی دعاء ۔ قبر پر نمازِ جنازہ وغیرہ بہت سے مسائل اس کتاب میں مرقوم ہیں ۔

علاوہ ازیں ایصالِ ثواب اور قرآن خوانی اور رسم قل جیسی جو خلافِ شرع رسوم ہمارے معاشرے میں مروّج ہو گئی ہیں ، ان کے بارے میں اصل حقیقت کی وضاحت کی گئی ہے ۔ میّت کی طرف سے حجّ بیت اللہ ، رمضان کے روزے اگر بیماری اور تکلیف کے باعث اس سے نہ رکھّے گئے ہوں ، زیارتِ قبور اور بیماری یا تکلیف میں صبر کا اَجر وغیرہ اُمور کی صراحت کی گئی ہے ۔

غرض اس قسم کے سب مسائل درجِ کتاب ہیں ۔ اور ہر مسئلے کے قرآن و حدیث اور کتبِ فقہ سے حوالے دیئے گئے ہیں ۔ اس اعتبار سے اپنے موضوع کی یہ مستند کتاب ہے ۔ اور ہر مسلمان کو اس کا مطالعہ کرنا چاہیئے ۔ اس کی مقبولیت کا یہ عالم ہے کہ اب تک اس کے چار ایڈیشن نکل چکے ہیں اور ہمارے سامنے اس کا پانچواں ایڈیشن ہے جو جنوری ۱۹۸۸ء میں معرضِ اشاعت آیا ہے ۔

یہ کتاب انشاءاللہ آیندہ بھی کئی مرتبہ شائع ہوگی اور ہمیں اُمید ہے اس کتاب کے مندرجات سے لوگ زیادہ سے زیادہ مستفید ہوں گے ۔

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

تبصرہ نگار: نذیر حق

روزنامہ مشرق۔لاہور۔میگزین: یکم جنوری ۱۹۸۸ء

مولانا فضل الرحمان لاہور کے ایک ممتاز تاجر ہیں۔ اور مسجد مبارک اسلامیہ کالج میں خطبہ جمعہ دیتے ہیں۔ ان کی بطور عالم دین حیثیت محتاج تعارف نہیں۔ انہوں نے جنازہ کے مسائل پر یہ کتاب مرتب کر کے جملہ اہل اسلام پر احسانِ عظیم کیا ہے۔ میری ناقص معلومات کے مطابق اُردو زبان میں جنازہ اور اس کے متعلق مسائل و اُمور پر اس طرح کی کوئی کتاب قبل ازیں موجود نہیں۔ تقریباً ڈھائی سو صفحات کی اس کتاب میں نہایت سیدھے سادے پیرایہ اور آسان زبان میں جنازہ کے مسائل بیان کئے ہیں۔ نماز جنازہ اس جہان سے چلے جانے والے مسلمان مرد یا خاتون کی آخری خدمت ہوتی ہے جو ان کے عزیز رشتہ دار احباب یا دوسرے مسلمان کر سکتے ہیں، لیکن مقام افسوس ہے کہ ہم میں سے بیشتر افراد کو جس طرح مرنا یاد نہیں اسی طرح نماز جنازہ کے بارے میں مسائل بھی یاد نہیں۔

مولانا فضل الرحمان کو خدا جزائے خیر دے اُنہوں نے مرنے سے لے کر لحد میں اتارے جانے تک کے اُمور و مسائل کو اس کتاب میں نہایت عمدہ انداز میں بیان کیا ہے۔ جسے پڑھ کر بآسانی جملہ مسائل سمجھ میں آجاتے ہیں۔ کفن دفن اور اس سے قبل میّت کے غسل کے بارے میں بھی تفصیلی ہدایات اور مسائل بیان کئے گئے ہیں اور بعض غلط باتوں اور توہمات کا ازالہ کیا گیا ہے۔ اگر کتاب میں کفن کی تیاری کا طریقِ کار

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

اور میّت کو کفنانے کا شرعی طریقہ بھی بیان کر دیا جاتا تو کتاب کی افادیت میں مزید اضافہ ہو جاتا۔ توقع ہے کہ آئندہ ایڈیشن میں یہ کمی دُور کر دی جائے گی۔ اور یہ دونوں کام جو شرعی نقطۂ نظر سے نہایت اہم ہیں مثالوں کے ذریعہ اجاگر کر دیئے جائیں گے۔

کتاب کی کتابت اور طباعت عمدہ ہے۔ اسے عمدہ سفید کاغذ پر شائع کیا گیا ہے۔ معلوم ہوا ہے کہ ناشرین نے کتاب اللہ کی راہ میں ہدیہ کے بغیر ہی تقسیم کی ہے جو ایک قابلِ قدر بات ہے۔ میرے خیال میں صاحبِ ثروت اصحاب کو آگے آنا چاہیئے اور اس کتاب کو بڑی تعداد میں شائع کر کے پورے ملک میں پھیلانا چاہیئے کہ یہ ایک صدقہ جاریہ ہوگا اور نہایت اعلیٰ درجے کی نیکی بھی۔

نوٹ: فاضل تبصرہ نگار نے جس کمی کو محسوس کیا ہے خیر القرون میں اس کو اتنی اہمیت نہیں دی جاتی تھی جتنی اب حاصل ہو چکی ہے اور کفن تیار کرنے کا مروجہ طریقہ اُس وقت موجود نہ تھا۔ کیونکہ عام صحابہؓ کو ایسی وسعت نصیب نہ ہوئی تھی جس سے اللہ تعالیٰ نے اُمتِ محمدیہ کو اب نواز رکھا ہے۔ رہی بات یہ کہ اللہ کی عطا کردہ وسعت کا فائدہ کس طرح اٹھایا جائے تو اس کا طریقہ یہ ہے کہ میت کو غسل دینے کے بعد چارپائی پر دو اتنی بڑی چادریں ایک کے اُوپر دوسری بچھالی جائیں کہ جن میں میت کو اچھی طرح سے لپیٹا جا سکے۔ اگر اتنی بڑی میسّر نہ ہوں تو ایک گز عرض کے کپڑے کو سلائی سے جوڑ کر دو گز بنا لیا جائے۔ تیسری چادر میت کے قد سے کچھ زیادہ لے کر سر کے برابر درمیان میں سے پھاڑ کر میّت کے گلے میں ڈال دی جائے۔ اس کے بڑے حصّے کو سامنے جسم پر اور چھوٹے کو میت کی پُشت کے نیچے کر کے بچھی ہوئی چادروں پر رکھ کر ان میں لپیٹ دیا جائے۔ میت اگر عورت کی ہو تو اُس کے بالوں کو رومال میں چھپا دیا جائے۔

فضل الرحمٰن

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

چند دن قبل بھائی ابراہیم غزنوی صاحب کی وساطت سے مجھے مولانا فضل الرحمٰن کی تازہ تصنیف "جنازے کے مسائل" موصول ہوئی۔ ایک صبح بیٹھ کر اس کا مطالعہ شروع کیا تو تقریباً اس کا اکثر حصہ اسی نشست میں پڑھ گیا، جوں جوں پڑھتا گیا شوق بڑھتا گیا اور اسے مکمل پڑھے بغیر چھوڑنے کو جی نہ چاہا بعض مقامات پر تو رقت طاری ہوگئی اور ساتھ ہی آنکھوں سے آنسو بھی جاری ہوگئے اور مولانا فضل الرحمٰن صاحب کے لئے دل سے دعائیں نکلیں۔ جی چاہا کہ انہیں اپنے ان تاثرات سے بھی آگاہ کردوں تاکہ مصنف تک ایک قاری کے تاثرات پہنچ جائیں۔

مصنف نے دل سے لکھا ہے یہی وجہ ہے کہ پڑھتے ہوئے دل پر اثر ہوتا ہے۔

ع دل سے جو بات نکلتی ہے اثر رکھتی ہے

کتاب کے ماخذ و مصادر مستند ہیں۔ کتاب عام فہم اور سادہ زبان میں لکھی گئی ہے۔ معمولی پڑھا لکھا آدمی بھی اس سے پوری طرح استفادہ کرسکتا ہے اور پڑھے لکھے حضرات کے لئے بھی یہ ایک عمدہ تحفہ ہے۔ کتاب معنوی وصوری دونوں اعتبار سے دلکش اور جاذب توجہ ہے۔ کتاب جس موضوع پر لکھی گئی ہے اس سے ہر مسلمان کو واسطہ پڑتا ہے اور ایسے میں اس کے صحیح مسائل کا جاننا کتنا ضروری ہے۔ انسان دنیا کی چکاچوند سے متاثر ہوکر اکثر موت کو بھول جاتا ہے، پھر جب کسی کا جنازہ سامنے آتا ہے تو تھوڑی دیر کے لئے اُسے موت اور جنازہ کا خیال آجاتا ہے اور تدفین کے چند دن بعد احساس رہتا ہے۔ پھر بھول جاتا ہے۔ ہاں اگر اس کے قریبی عزیز رخصت ہوجائیں تو پھر یہ صدمہ گہرا اور دیرپا ہوتا ہے مگر ہماری اس غفلت کا کیا کیا جائے کہ جنازہ کے مسائل تو درکنار عموماً اس کی دعائیں بھی یاد نہیں ہوتیں۔ اور جانے والے مسلمان بھائی کا آخری حق بھی ادا نہیں کرسکتے

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

اس کتاب کے لکھے جانے کا مقصد میری دانست میں یہی ہے کہ ہم اس کی دُعائیں یاد کریں اور نہایت ضروری مسائل سے آگاہ ہوں۔ جنازہ ایسی چیز نہیں کہ اس سے غفلت برتی جائے کہ ع

آج تو کل ہماری باری ہے

مولانا فضل الرحمٰن صاحب کو اللہ تعالےٰ جزائے خیر دے کہ اُنہوں نے ایک نہایت ہی اہم موضوع پر قلم اٹھایا اور اس کا حق ادا کر دیا۔ یہ موضوع بڑا اہم بھی ہے اور نازک بھی، انہوں نے اس کی اہمیّت کا بھی خیال رکھا ہے اور نزاکت بھی، اور کہیں ان کا قلم جادۂ حق سے اِدھر اُدھر نہیں ہوا۔

مولانا مسلکاً اہلحدیث ہیں اور راقم الحروف حضرت امام ابُوحنیفہؒ کا پیرو اور مقلّد، مگر کتاب پڑھتے ہوئے مجھے ہرگز یہ احساس نہیں ہوا کہ یہ کتاب کسی اہلحدیث عالم کی لکھی ہوئی ہے اور وہ یوں کہ ایک تو انہوں نے جا بجا فقہ حنفی کے حوالے دیئے ہیں اور فیاضی کے ساتھ دیئے ہیں۔ دوسرا ان کا انداز بڑا پیارا ہے اور اس میں حقیقتہً اعتدال ہے اور یہ بھی حقیقت ہے کہ اہلِ علم اعتدال سے نہیں ہٹتے اور نہایت ہی وسیع النظر ہوتے ہیں۔

یہ چند سطور جو قلم برداشتہ لکھی گئی ہیں۔ یہ ایک قاری کا تأثر ہے جس میں کسی مبالغہ کی گنجائش نہیں، اور میرے ہاں ویسے بھی اس کی کوئی قیمت نہیں۔

اللہ تعالےٰ سے دُعا ہے کہ وہ مولانا کی اس خدمت کو قبولیت سے نوازیں اور انہیں مزید مخلصانہ خدماتِ دینیہ کی توفیق نصیب ہو، اور مسلمانوں کو ان کی نگارشات سے نفع ہو

این دُعا از من و از جملہ جہاں آمین باد

خادم العلماء والدین

ڈاکٹر حافظ قاری فیوض الرحمٰن جدون

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

فہرست

عنوان	صفحہ
پیش لفظ	۱۱
جنازے کے مسائل	۱۳
قریب المرگ کو لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللہ کی تلقین	۱۴
فوت ہونے والوں کے لئے دُعائے خیر	۱۶
صبر کرنے کا حکم	۱۸
میّت پر چیخنے چلانے اور نوحہ کرنے کی ممانعت	۲۰
اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ کی فضیلت	۲۲
لطیفہ	۲۴
میّت کو غسل دینا۔	۲۶
خاوند کا بیوی کو اور بیوی کا خاوند کو غسل دینا۔	۳۱
غسل دینے والے پر بعد میں خود نہانا کیا واجب ہے؟ ۔	۳۳
غسل دینے والے کی فضیلت ۔	۳۴
میّت کا کفن	۳۶
کفن پر دُعائیہ کلمات لکھنا۔	۳۹
میّت کے لئے راہ داری۔	۴۰
حاجی اور شہید کی تجہیز و تکفین۔	۴۱

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

شہداء کی فضیلت ۴۴
میّت کو قبرستان لے جانے میں جلدی کرنا اور میّت کے ساتھ چلنا۔ ۴۶
جنازے کو کندھا دینا۔ ۴۹
میّت کو دیکھ کر کھڑے ہونا۔ ۵۴
نمازِ جنازہ میں شریک ہونا۔ ۵۷
نمازِ جنازہ کے لئے وضو کرنا۔ ۶۰
مسجد میں نمازِ جنازہ پڑھنا۔ ۶۱
صفوں کو درست کرنا۔ ۶۲
نیّت۔ ۶۶
تکبیرات۔ ۶۷
تکبیرات کے ساتھ ہاتھوں کا اٹھانا۔ ۶۹
نمازِ جنازہ پڑھنے اور میّت کو دفنانے کا وقت۔ ۷۳
امام نماز پڑھانے کے لئے کہاں کھڑا ہو؟۔ ۷۴
نمازِ جنازہ پڑھانے کا حق دار کون ہے؟۔ ۷۵
نمازِ جنازہ۔ ۷۶
جوتوں میں نماز۔ ۷۷
پہلی تکبیر ۷۸
اَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطَانِ الرَّجِیْمِ کی فضیلت واہمیّت ۸۱
بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ کی فضیلت واہمیّت ۸۳

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ کا بالجہر پڑھنا۔	۸۵
سورۃ فاتحہ کی فضیلت اور نماز میں اس کا واجب ہونا۔	۸۹
دُوسری تکبیر	۹۵
درُود کی فضیلت	۹۷
انگوٹھوں کو چُوم کر آنکھوں پر لگانا۔	۱۰۰
تیسری تکبیر	۱۰۰
پہلی دعا	۱۰۱
دوسری دُعا	۱۰۲
تیسری دُعا	۱۰۴
چوتھی دعا	۱۰۵
پانچویں دعا	۱۰۶
چوتھی تکبیر اور سلام	۱۰۷
میّت پر نماز پڑھنے اور اُس کو دفنانے کا ثواب	۱۰۸
بچّوں کی نمازِ جنازہ	۱۱۰
بچّے کے جنازہ کی دُعا	۱۱۳
چھوٹے بچّوں کی وفات پر صبر کا اجر	۱۱۵
صحابیہؓ کا بے مثال صبر	۱۱۷
ایک عالم کو ایک عورت کا سمجھانا	۱۲۰
ایک سے زائد میّتوں کی نمازِ جنازہ	۱۲۱

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

غائبانہ نمازِ جنازہ۔	۱۲۴
قبر پر نمازِ جنازہ۔	۱۲۷
علمِ غیب کے بارے میں نکتہ	۱۲۹
مقروض کی نمازِ جنازہ	۱۳۰
خودکشی کرنے والے کی نمازِ جنازہ	۱۳۳
نمازِ جنازہ کے بعد دُعا	۱۳۴
قبر کو پختہ کرنے کی ممانعت	۱۳۶
قبروں پر چراغ جلانے کی ممانعت	۱۴۳
میّت کو دفن کرنا	۱۴۴
قبر پر سورہ بقرہ کی پہلی اور آخری آیات پڑھنا	۱۴۷
قبر پر پانی چھڑکنا	۱۴۸
قبر پر نشانی کے لئے پتّھر رکھنا	۱۴۹
قبر پر درخت کی ٹہنی لگانا	۱۵۰
میت کو دفنانے کے بعد دُعا	۱۵۱
میّت کو ایک شہر سے دوسرے شہر یا ملک لے جانا	۱۵۳
سمندری سفر کے دوران میں میّت کو سمندر کے حوالے کرنا۔	۱۵۶
ایک قبر میں ایک سے زائد میتوں کو دفن کرنا	۱۵۸
قبروں پر چادریں ڈالنا	۱۵۹
مرنے والوں کو گالی دینے کی ممانعت	۱۶۰

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

کیا قبر میں عذاب ہوتا ہے	۱۶۲
احادیث کے بارے میں اہم نکتہ	۱۶۲
قبر میں عذاب اَز رُوئے قرآن	۱۶۵
مرنے کے بعد جنّت میں داخل ہونا	۱۶۶
احادیث میں عذابِ قبر کی خبر	۱۶۸
تعزیت	۱۷۴
میّت کو دفنانے کے بعد گھر میں دعا کرنے کا سلسلہ	۱۷۶
فاتحہ خوانی	۱۷۷
صحیح طریقہ	۱۷۷
میّت پر سوگ اور عورت کی عدّت	۱۷۸
میّت کے اہل خانہ کے لئے کھانا	۱۸۱
قرآن خوانی اور رسمِ قل	۱۸۴
ایصالِ ثواب	۱۸۵
میّت کی طرف سے حج کرنا	۱۹۳
میّت کی طرف سے روزے	۱۹۶
میّت کی طرف سے نمازیں	۱۹۸
زیارتِ قبور	۲۰۱
زیارتِ قبُور کے لئے دُور دراز کا سفر کرنا	۲۰۸
عورتوں کا قبرستان جانا	۲۱۱

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

موت کی تمنا کرنے کی ممانعت	۲۱۲
بیماری اور تکلیف میں صبر کا اجر	۲۱۵
بیماری میں دوا کا استعمال	۲۱۹
غیر شرعی علاج معالجے کی ممانعت	۲۲۰
بیمار پرسی کی فضیلت	۲۲۱
بیماری میں پڑھی جانے والی دعائیں	۲۲۶
سیّد الانبیاء محمّد رسول اللہ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کی وفات	۲۳۳
حضرت ابوبکر الصّدّیق کا عظیم کردار	۲۳۵
سقیفہ بنی ساعدہ کا واقعہ	۲۳۸
حضرت ابوبکر الصّدّیق کی بیعت	۲۳۹
رسول اللہ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کی تجہیز وتکفین اور تدفین۔	۲۴۰
رسول اللہ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کی نماز جنازہ کیسے پڑھی گئی۔؟	۲۴۲

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

پیش لفظ

میری یہ عادت ہے کہ جب بھی کسی کی نمازِ جنازہ پڑھاتا ہوں تو پہلے موقع کی مناسبت سے موت اور ذکرِ آخرت پر تھوڑی سی گفتگو ضرور کرتا ہوں۔ اس پر خاص زور ہوتا ہے کہ بھائیو نمازِ جنازہ کی دعائیں یاد کرو تا کہ فوت ہونے والوں کو تم مسنون دُعاؤں کے ساتھ رخصت کر سکو۔ شاید اس وقت تو بھائیوں کو احساس ہو جاتا ہے کہ واقعتاً وہ اپنے فرائض میں کوتاہی کے مرتکب ہو رہے ہیں لیکن زندگی کے ہنگاموں میں پلٹتے ہی جنازہ گاہ میں سنی ہوئی گفتگو ذہن سے اُتر جاتی ہے اِسی بات کو پیشِ نظر رکھتے ہوئے میں بھی اپنی باتوں کو دہراتا رہتا ہوں ؎ شاید کہ اُتر جائے تیرے دل میں مری بات

اپریل یا مئی کی بات ہے کہ میں اپنی نئی کتاب "اسلام میں عورت کے حقوق اور اس کے فرائض" میں مصروف تھا کہ عزیزم حاجی شیخ محمّد ریاض میرے پاس آئے اور اُنہوں نے مجھ سے کہا کہ آپ ہمیشہ جنازہ پڑھانے سے پہلے ہمیں دعائیں یاد کرنے کی تلقین کرتے ہیں۔ آپ دُعاؤں کی ایک چھوٹی سی کتاب کیوں نہیں لکھ دیتے تا کہ ہم آپ کے کہنے پر عمل کریں۔ میں نے ان سے وعدہ کر لیا کہ انشاء اللہ تعالیٰ اپنی شروع کردہ کتاب سے فارغ ہوتے ہی سب سے پہلا کام یہی کرونگا لیکن ان کا اصرار تھا کہ چونکہ جنازہ کا مسئلہ زیادہ اہم ہے۔ اس لئے پہلے اس پر کتاب لکھّی جائے اور بعد میں آپ جو چاہیں کریں۔ ان کا پُرخلوص اصرار میرے پروگرام کو بدلنے میں کامیاب ہو گیا۔ اور میں نے کتابوں کا مطالعہ شروع کر دیا۔

پہلے خیال تھا کہ مختصر سی ایسی کتاب لکھ دی جائے کہ جس میں چند دعائیں ہوں اور جنازے

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

کے اہم مسائل پر روشنی ڈال دی جائے لیکن تھوڑے سے مطالعہ نے میرے دل میں عزم پیدا کر دیا کہ جنازے کے مسائل پر ایسی کتاب لکھی جائے کہ ایک عام مسلمان بھی اسے پڑھ کر فوت ہونے والے اپنے پیارے عزیز کو خود اپنے ہاتھوں سے نہلائے۔ کفنائے اور پُرخلوص دُعاؤں کے ساتھ اسے دفنائے۔ ہمارے ہاں مُروّجہ غیر اسلامی رسم و رواج سے بھی اُسے آگاہی حاصل ہو جائے اور اُسے معلوم ہو جائے کہ اسلامی تعلیم کتنی سادی اور جامع ہے۔

چنانچہ اللہ تعالیٰ کے خاص فضل و کرم اور اس کی توفیق کا نتیجہ ہے کہ چند مہینوں میں ہی بہت سی کتابوں میں منقول جنازے کے مسائل کو جمع کرنے والی اور عام مسلمانوں کی راہنمائی کا سبب بننے والی کتاب مکمّل ہو گئی۔ جس کے کریڈٹ کے حق دار حاجی شیخ محمّد ریاض ہیں۔ کیونکہ نہ صرف ان کی تحریک پر یہ کتاب لکھی گئی بلکہ انہوں نے کسی وقت بھی مجھے سُستی اور کاہلی کا شکار نہیں ہونے دیا۔ اور میری تمام تر دوسری مصروفیات کے باوجود اللہ تعالیٰ نے ایک انتہائی اہم کارِ خیر کو پایۂ تکمیل تک پہنچا دیا۔

انسان کتنی ہی محنت کیوں نہ کرے۔ لیکن کمی اور کوتاہی سے بچ نہیں سکتا۔ قارئین کو اس کتاب میں جہاں اصلاح کی گنجائش نظر آئے تو مجھے مطلع فرما دیں تاکہ آئندہ ایڈیشن میں اس کا ازالہ کر دیا جائے۔

دُعا ہے کہ اللہ تعالےٰ اس کوشش کو قبول فرمائے۔

فضل الرحمٰن

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

بسم اللہ الرحمن الرحیم

جنازے کے مسائل

الحمد للہ رب العالمین والصلوۃ والسلام علی سید المرسلین

اما بعد! اس دنیا میں جو بھی آتا ہے۔ ایک نہ ایک روز اُسے چھوڑ کر چلا جاتا ہے اس لیے کہ اللہ الحیّ القیّوم کا یہی قانون ہے۔

قرآن پاک میں ارشاد ہوتا ہے۔

كُلُّ نَفْسٍ ذَآئِقَةُ الْمَوْتِ ثُمَّ إِلَيْنَا تُرْجَعُونَ [1] — "ہر نفس نے موت کا مزا چکھنا ہے۔ پھر تم نے ہماری ہی طرف لوٹ کر آنا ہے۔"

إِنَّكَ مَيِّتٌ وَإِنَّهُمْ مَيِّتُونَ [2] — "بے شک آپ بھی فوت ہوں گے اور وہ بھی وفات پائیں گے۔"

وَمَا جَعَلْنَا لِبَشَرٍ مِّنْ قَبْلِكَ الْخُلْدَ أَفَإِنْ مِّتَّ فَهُمُ الْخَالِدُونَ [3] — ہم نے آپ سے پہلے کسی انسان کے لیے ہمیشہ زندہ رہنے کا سلسلہ قائم نہیں کیا پس اگر آپ فوت ہو جائیں گے تو کیا وہ زندہ رہیں گے؟

كُلُّ مَنْ عَلَيْهَا فَانٍ وَّيَبْقَىٰ — "جو کچھ زمین پر ہے وہ فنا ہونے والا ہے

---

[1] سورۃ العنکبوت: آیت ۵۷ [2] سورۃ الزمر: آیت ۳۰ [3] سورۃ الانبیاء: آیت ۳۴

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

وَجْهُ رَبِّكَ ذُو الْجَلَالِ وَالْإِكْرَامِ [1] — اور آپ کے ربّ ذوالجلال والاکرام کی ذات باقی رہے گی۔"

یہ ایسا قانون ہے کہ اس سے نہ کوئی محفوظ رہا ہے اور نہ ہی رہے گا۔ لہٰذا اسلام جہاں اس دُنیا میں زندگی گزارنے میں راہنمائی کرتا ہے۔ وہاں یہ بھی بتاتا ہے کہ دنیا سے رُخصت ہونے والوں کو کس طرح رُخصت کیا جائے۔ سیّد الانبیاء محمّد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم کی زندگی مُبارک میں آپؐ کے صحابہؓ پر موت کا قانون جاری ہوا۔ ان کو نہلانے، کفنانے، دفنانے اور ان کے لیئے دُعاء مانگنے کا جو طریقہ آپ نے اُمّت کو سمجھایا اور سکھلایا وہ احادیث میں قیامت تک کے لیئے محفوظ کر لیا گیا ہے۔ چنانچہ ہر مسلمان کا فرض ہے کہ اس کے مطابق عمل کرے۔ اگر اس سے ہٹ کر بدعات و خرافات کا شکار ہوگا تو اپنا اور اپنے عزیز و قریبی کا نقصان کرے گا۔ اس لیے کہ اللہ تعالیٰ نے بار بار قرآن پاک میں ارشاد فرمایا۔ اللہ اور اس کے رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کی اطاعت کرو۔ جو اللہ اور اس کے رسُول صلّی اللہ علیہ وسلّم کی نافرمانی کرے گا وہ ہمیشہ جہنّم میں رہے گا۔

قریب المرگ کو لَا اِلٰہَ اِلَّا اللہ کی تلقین کرنا

ہمارے ہاں یہ معمول بن گیا ہے کہ جب جنازے کو اٹھایا اور کندھا دیا جاتا ہے تو پکارنے والا نعرہ لگاتا ہے، کلمۂ شہادت

سُننے والے جواباً کہتے ہیں:۔ اَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللهُ۔ یعنی میں گواہی دیتا ہوں کہ

[1] سورۃ الرحمٰن، آیت ۲۷۔

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں۔

ذرا سے غور کرنے پر معلوم ہوگا نعرہ لگانے اور اس کا جواب لینے یا دینے سے میّت کو کچھ بھی فائدہ نہیں پہنچتا۔ کیوں کہ میّت کے لیے یہ دعاء نہیں بلکہ اللہ کی وحدانیت کی گواہی ہوتی ہے۔ چونکہ ہمارا تعلق ہندو معاشرے سے رہا ہے لہٰذا غیر شعوری طور پر ہندوانہ رسم و رواج کی طرف ہمارے ذہن منتقل ہوتے رہتے ہیں۔ ہندوؤں میں جب میّت کو اٹھایا جاتا ہے تو اُس وقت کہا جاتا ہے۔ بولو ـــ رام ـــ بولو ـــ رام ؛ چنانچہ میّت کے ساتھ جانے والے رام رام کا ورد شروع کر دیتے ہیں۔

اسلام کا معاملہ اس سے مختلف ہے۔ اسلام کلمۂ شہادت کہنے کا اس وقت حکم دیتا ہے۔ جب اس کا میّت کو فائدہ پہنچ سکتا ہے۔

رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا۔

لقنوا موتاکم لَا اِلٰهَ اِلَّا اللہ [1] — اپنے مرنے والوں کو لَا اِلٰهَ اِلَّا اللہ کی تلقین کیا کرو۔"

یعنی جو تمہارے پیارے اور قریبی تم سے رُخصت ہونے والے ہوتے ہیں۔ ان کی موت کا وقت آجاتا ہے۔ تمہیں ایسا معلوم ہو کہ ان کی رُوح اَب قبض ہونے لگی ہے۔ تو پھر اس وقت ان کے قریب بیٹھ کر خود لَا اِلٰهَ اِلَّا اللہ پڑھو۔ تاکہ تمہارے پڑھنے کے ساتھ ان کی زبان پر بھی لَا اِلٰهَ اِلَّا اللہ جاری ہو جائے۔

آپ نے ارشاد فرمایا:۔

---

[1] صحیح مسلم: ص ۳۰۰ ج ۱۔ ابن ماجہ: ص ۱۰۴۔ ابُو داؤد: ص ۴۴۴۔

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

من کان اٰخر کلامہ لَا اِلٰہ اِلَّا اللہ دخل الجنّۃ [1] | جس کا آخری کلام لَا اِلٰہ اِلَّا اللہ ہوگا وہ جنّت میں داخل ہوجائے گا۔

اِس سے واضح ہوا کہ کلمۂ شہادت اُس وقت فائدہ بخش ہوتا ہے جب جان کنی کا وقت قریب ہوجاتا ہے نہ کہ اُس وقت جب اُس کی اجل اسے پالیتی ہے۔ اُس کو نہلا کر، کفنا کر دفنانے کے لئے قبرستان لے جایا جاتا ہے۔

جب مرنے والے کو فائدہ پہنچانے کا وقت ہوتا ہے تو اُس وقت گھر والے رونے، چیخنے، چلّانے اور پیٹنے میں مصروف ہوجاتے ہیں۔ جب وہ وقت گزر جاتا ہے۔ تو کلمۂ شہادت کے نعرے بلند ہونے لگتے ہیں۔

یہ بھی مروی ہے کہ آپؐ نے فرمایا:۔

اقرؤا سورۃ یٰسٓ علی موتاکم [2] | فوت ہونے والوں پر سورہ یٰسٓ پڑھا کرو

حافظ ابن کثیرؒ نے نقل کیا ہے کہ جب سورۃ یٰسٓ قریب المرگ کے پاس پڑھی جائے تو اللہ تعالیٰ اُس پر موت کو آسان کر دیتا ہے [3]

ارشاداتِ نبویؐ سے عیاں ہوا کہ رُخصت ہونے والوں کی بھلائی اسی میں ہے، کہ آخری وقت میں اس کو لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللہ کی تلقین کی جائے اور اُس کے پاس سورہ یٰسٓ پڑھی جائے۔

فوت ہونے والوں کے لئے دُعائے خیر

عموماً فوت ہونے والوں کی نگاہیں رُوح کے قبض ہونے کے ساتھ ہی آسمان کی طرف

---

[1] ابوداؤد: ص ۴۴۴ [2] ابوداؤد: ص ۴۴۵۔ ابن ماجہ: ص ۱۰۴، احمد ص ۲۲۶ ج ۲ [3] تفسیر ابن کثیر ص ۵۶۳ ج ۳

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

لگ جاتی ہیں۔ ایسا ہونے پر آنکھوں کو بند کر کے اُن کے لیے دُعائے خیر کرنی چاہیئے۔

اُمِّ سلمہؓ سے مروی ہے کہ رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا۔

اذا حضرتم المریض او المیّت فقولوا خیرا قال الملائکۃ یؤمنون علی ما تقولون [1]	"جب تم کسی مریض یا میّت کے پاس آؤ تو اچھّی بات کہو۔ اس لیے کہ جو تم کہو گے فرشتے اس پر آمین کہیں گے"

دوسری روایت کے مطابق جب رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم ابوسلمہؓ کے پاس تشریف لائے تو اُن کی نگاہیں پھٹ چکی تھیں۔ آپ نے ان کی آنکھوں کو بند کر کے فرمایا۔

ان الروح اذا قبض تبعہ البصر فضجّ ناس من اھلہ فقال لا تدعوا علی انفسکم الا بخیر فان الملائکۃ یؤمنون علی ما تقولون ثم قال اَللّٰھُمَّ اغْفِرْ لِاَبِیْ سَلَمَۃَ وَارْفَعْ دَرَجَتَہٗ فِی الْمَھْدِیِّیْنَ وَاخْلُفْہُ فِیْ عَقِبِہٖ فِی	"بے شک رُوح جب قبض کی جاتی ہے تو نگاہ اس کے پیچھے لگ جاتی ہے یہ سُن کر ان کے اہلِ خانہ نے رونا چلّانا شروع کر دیا۔ آپ نے فرمایا اپنے لئے بھلائی طلب کرو۔ اس لیے کہ جو تم کہتے ہو فرشتے اس پر آمین کہتے ہیں۔ پھر آپ نے دعاء فرمائی اے اللہ ابوسلمہ کو بخش دے اور ہدایت یافتہ لوگوں میں اس کے درجات کو بلند کر دے اور اس کے پیچھے اس کے گھر والوں میں

---

[1] مسلم: ص ۳۰۰ ج ۱ - ابُوداؤد: ص ۴۴۴ - ابن ماجہ ۱۰۴

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

الْغَابِرِيْنَ وَاغْفِرْلَنَا وَلَهٗ يَا	نگہبان بن جا۔ اے رب العالمین ہمیں اور
رَبَّ الْعَالَمِيْنَ وَافْسَحْ لَهٗ	اس کو بخش دے۔ اس کی قبر کو وسیع کر دے
فِيْ قَبْرِهٖ وَنَوِّرْلَهٗ فِيْهِ[1]	اور اس کے لیے اس میں روشنی کر دے "

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کتنی پیاری اور خوبصورت دعا حضرت ابوسلمہؓ کے لیے فرمائی۔ اور گھر والوں کو بے فائدہ اور بے ہودہ کلمات منہ سے نکالنے سے منع فرمایا اور صبر و تحمل کے ذریعے اپنی اُمت کو نجات اور بھلائی کی راہ دکھائی۔

صبر کرنے کا حکم

انسؓ سے مروی ہے کہ ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ابوسیف لوہار کے پاس داخل ہوئے جو آپ کے صاحبزادے حضرت ابراہیم علیہ السلام کو دودھ پلانے والی کے خاوند تھے۔ آپ نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کو اٹھایا۔ چوما اور گلے لگایا۔ اس کے بعد جب دوسری مرتبہ آپ ان کے ہاں تشریف لے گئے۔ تو اُس وقت حضرت ابراہیم علیہ السلام قریب المرگ تھے۔ بیٹے کی حالت دیکھ کر آپ کی آنکھوں سے آنسو بہنے لگے۔ حضرت عبدالرحمٰنؓ بن عوف نے آپ کے آنسوؤں کو دیکھ کر عرض کیا۔ آپ بھی اللہ کے رسول۔ آپ نے فرمایا۔ اے ابن عوف! خاموشی سے آنسوؤں کا بہہ جانا۔ رحمت ہے۔ پھر آپ نے ارشاد فرمایا۔

ان العين تدمع والقلب	بے شک آنکھ آنسو بہا رہی ہے اور دل
يحزن ولا نقول الا ما	غمزدہ ہے لیکن ہم وہی کہیں گے جس سے

---

[1] مسلم: ص ۳۰۱ ج ۱۔ ابوداؤد ص ۴۴۵۔

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

یرضی ربّنا و انا بفراقك	جس سے ہمارا رب راضی ہو جائے سلے ابراہیم
یا ابراھیم لمحزونون[1]	ہم تیرے فراق سے ضرور غمزدہ ہیں۔

اسی طرح آپ کی بیٹی زینبؓ کے بیٹے کی موت کا وقت جب قریب آتا ہے۔ تو آپ کو بلانے کے لیے پیغام بھیجتی ہیں۔ آپ اُن کو اپنا سلام بھیجتے ہیں اور ارشاد فرماتے ہیں۔

انّ للّٰه ما اخذ ولہ ما	بے شک اللہ ہی کے لیئے ہے جو اُس نے لیا۔
اعطی وکل عندہ باجل	اور جو اس نے عطا فرمایا۔ ہر ایک کا اس کے پاس
مسمّی فلتصبر و	وقت مقرر ہے میری بیٹی کو چاہیئے کہ اللہ سے
لتحتسب۔	اجر و ثواب کی اُمید رکھے اور صبر کرے،،

حضرت زینبؓ نے آپ کو قسم دے کر دوبارہ پیغام بھیجا کہ آپ ضرور تشریف لائیں۔ آپ کھڑے ہوئے۔ اس وقت آپ کے پاس سعدؓ بن عبادہ، معاذؓ بن جبل، اُبیؓ بن کعب، زیدؓ بن ثابت اور دُوسرے صحابہؓ بھی تھے۔ آپؐ ان سب کے ساتھ بیٹی زینبؓ کے پاس تشریف لائے۔ جب آپ کے نواسے کو آپؐ کے سامنے لایا گیا تو اس وقت ان کی رُوح قبض ہو رہی تھی۔ نواسے کی حالت کو دیکھ کر آپ کی آنکھوں سے آنسو جاری ہو گئے۔ حضرت سعدؓ نے عرض کیا: اللہ کے رسول یہ کیا؟ آپؐ نے ارشاد فرمایا۔ یہ رحمت ہے۔ جو اللہ اپنے بندوں کے دلوں میں رکھتا ہے۔ اللہ اپنے ان بندوں پر رحم کرتا ہے جن کے دل نرم ہوتے ہیں[2]

---

[1] بخاری: ص ۱۷۴۔ مسلم: ص ۲۵۴ ج ۲۔ ابوداؤد: ص ۴۴۶۔

[2] بخاری: ص ۱۷۱۔ مسلم: ص ۳۰۱۔ ج ۱۔

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

میّت پر چیخنے، چلّانے اور نوحہ کرنے کی ممانعت

محبوب و عزیز کے بچھڑنے اور غم و حزن کے موقع پر آنکھوں سے آنسوؤں کا جاری ہونا یہ عین انسانی فطرت کے مطابق ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اُسے رحمت کا نام دیا۔ لیکن جن آنسوؤں کے ساتھ جزع و فزع کا مظاہرہ ہو۔ چیخنا۔ چلّانا اور شور مچانا شامل ہو جائے۔ تو وہ زحمت بن جاتے ہیں۔ اسی لئے رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے وضاحت فرما دی۔

لیس منا من ضرب الخدود وشق الجیوب و دعا بدعوی الجاھلیۃ [1]	"وہ ہم میں سے نہیں جس نے مصیبت کے نازل ہونے پر گالوں کو پیٹا۔ گریبان کو چاک کیا اور جہالت کے کلمات منہ سے نکالے"

اسلام میں جہالت کی باتوں اور ایسے کاموں کی کوئی گنجائش نہیں۔ رہی یہ بات کہ دل کو تکلیف یا صدمہ پہنچے تو نرم دل انسان کے لئے واقعۃً اپنے آنسوؤں پر قابو رکھنا مشکل ہو جاتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ خاموشی سے بہنے والے آنسوؤں پر کوئی گرفت نہیں رکھی گئی۔

امام مسلم نے اس حدیث کو کتابُ الایمان میں نقل کر کے ثابت کیا ہے۔ اگر کوئی ایسا کرے گا تو وہ اپنے ایمان سے ہاتھ دھو بیٹھے گا۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم نے ارشاد فرمایا۔ اللہ تعالیٰ آنکھوں کے آنسوؤں اور دل کے حُزن کی وجہ سے عذاب نہیں دیتا۔ آپؐ نے اپنی زبان مبارک کی طرف اشارہ کر کے فرمایا بلکہ اس کی وجہ سے عذاب دیتا ہے یا رحم کرتا ہے۔ [2]

---

[1] بخاری: ص ۱۷۳ مسلم: ص ۷۰ ج ۱ [2] بخاری: ص ۱۷۴۔ مسلم، ص ۳۰۱ ج ۱

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

لیکن ہمارا معاملہ پھر سے جہالت کی طرف لوٹ آیا ہے۔ کیونکہ جہاں بھی کوئی مرگ ہوتی ہے تو وہاں وہی کام اور وہی باتیں دیکھنے میں آتی ہیں جن سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے منع فرمایا تھا۔ اچھے اچھے شریف گھرانوں کی عورتیں نوحہ خوانی کا ایسا اور ایسے انداز میں مظاہرہ کرتی ہیں کہ شاید جہالت کے زمانہ میں بھی نہ ہوتا ہو۔ سروں سے چادریں اُتر جاتی اور سینے کھل جاتے ہیں۔ مردوں کی موجودگی اور غیر موجودگی کا احساس مٹ جاتا ہے۔ گھر اور بازار کی پرواہ نہیں رہتی۔ بعض جگہوں میں تو مرد حضرات عورتوں کو بھی مات دے دیتے ہیں۔ حالانکہ اسلام نے واضح طور پر جہالت کے کاموں سے روکا ہے اور ایسے موقعوں پر صبر کرنے اور اللہ سے اجر کی اُمید رکھنے والوں کو اللہ تعالیٰ نے قرآن پاک میں بہت بڑی بشارت دی ہے۔ ارشاد ہوتا ہے۔

وَلَنَبْلُوَنَّكُمْ بِشَيْءٍ مِّنَ الْخَوْفِ وَالْجُوعِ وَنَقْصٍ مِّنَ الْأَمْوَالِ وَالْأَنْفُسِ وَالثَّمَرَاتِ وَبَشِّرِ الصَّابِرِينَ الَّذِينَ إِذَا أَصَابَتْهُمْ مُّصِيبَةٌ قَالُوا إِنَّا لِلَّهِ وَإِنَّا إِلَيْهِ رَاجِعُونَ ○ وَأُولَٰئِكَ عَلَيْهِمْ صَلَوَاتٌ مِّنْ رَّبِّهِمْ وَرَحْمَةٌ وَأُولَٰئِكَ هُمُ الْمُهْتَدُونَ [1]	"ہم تمہیں کچھ خوف اور بھوک اور مالی جانی اور پھلوں کے نقصان سے ضرور آزمائیں گے اور آپ صبر کرنے والوں کو بشارت دے دیں وہ لوگ جن کو کوئی مصیبت پہنچتی ہے تو کہتے ہیں کہ ہم اللہ ہی کے لیے ہیں اور ہم اسی کی طرف لوٹنے والے ہیں۔ وہی لوگ ہیں جن پر ان کے رب کی طرف سے رحمتیں اور برکتیں ہوں گی اور وہی لوگ ہدایت یافتہ ہیں۔"

---

[1] سورۃ البقرۃ: آیت ۱۵۵۔ ۱۵۶۔ ۱۵۷۔

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

اللہ تعالیٰ نے اپنا قانون بیان فرما دیا کہ وہ اپنی مخلوق کو آزمائش میں ضرور مبتلا کرتا ہے۔ تاکہ دیکھے کہ اس کے بندوں میں سے کون ایسے ہیں جو اس کی رضا پر راضی رہنے اور ہر حال میں اُس کا شکر ادا کرنے والے ہیں۔ پھر ان کو اجر و ثواب سے نواز دیتا ہے۔ اور اپنی رحمت سے ان کو ڈھانپ لیتا ہے۔

اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْن کی فضیلت

ابو موسیٰ اشعریؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جب اللہ تعالیٰ کے کسی بندے کا بیٹا فوت ہوتا ہے تو اللہ تعالیٰ اپنے فرشتوں سے فرماتے ہیں۔ تم نے میرے بندے کے بیٹے کی جان قبض کر لی۔ فرشتے عرض کرتے ہیں۔ جی ہاں۔ اللہ تعالیٰ پھر فرماتے ہیں۔ تم نے اس کے دل کے میوے کو قبض کر لیا۔ مسند احمد کی روایت کے مطابق اللہ تعالیٰ ملک الموت سے ارشاد فرماتے ہیں، تم نے میرے بندے کے بیٹے، اس کی آنکھوں کی ٹھنڈک اور اس کے دل کے میوے کو قبض کیا۔ وہ کہتے ہیں جی ہاں۔ اللہ تعالیٰ پھر دریافت فرماتے ہیں۔ لیکن میرے بندے نے کیا کہا۔ فرشتے عرض کرتے ہیں۔ حمدك واسترجع۔ اے اللہ! اُس نے تیری حمد بیان کی اور انا للہ وانا الیہ راجعون پڑھا۔ اللہ تعالیٰ یہ سن کر ارشاد فرماتے ہیں۔

ابنوا لعبدی بیتا فی الجنّة — "جاؤ میرے بندے کے لئے جنّت میں ایک
وسموه بیت الحمد[1] — گھر بنا دو اور اس کا نام بیت الحمد رکھ دو۔"

اس کی مزید تائید حدیث قدسی سے یوں ہوتی ہے۔

یقول الله ما لعبدی — اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ اہل دنیا میں سے

---

[1] مسند احمد: ص ۴۱۵ ج ۴۔ ترمذی: ص ۱۵۳ ج ۱۔

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

المؤمن عندی جزاء اذا	اپنے مومن بندے کے محبوب کی جان
قبضت صفیة من اهل	جب میں قبض کرتا ہوں اور وہ اس پر
الدنیا ثم احتسبه الا	اجر وثواب کی اُمید رکھتے ہوئے صبر کرتا
الجنة [1]	ہے تو اس کی جزا میرے پاس اس کے لیے جنت ہے"

یہاں یہ بھی خیال رہے کہ وہی صبر اجر وثواب کا سبب بنتا ہے جو مصیبت کے نازل ہونے پر کیا جاتا ہے۔ کیونکہ وقت گزرنے پر تو صبر آہی جاتا ہے۔ لہٰذا صبر وہی اللہ کے نزدیک مقبول ہے جو مصیبت کے نزول پر کیا جائے۔

انسؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا گزر ایک عورت کے پاس سے ہوا جو ایک قبر کے پاس بیٹھی رو رہی تھی۔ آپؐ نے اس سے فرمایا۔

اتقی اللہ واصبری	"اللہ سے ڈر جا اور صبر کر"

وہ عورت آپ کو نہ پہچانتی تھی۔ لہٰذا اُس نے کہا جاؤ میاں، اپنی راہ لو۔ تمہیں وہ مصیبت نہیں پہنچی جس کا میں شکار ہوں۔ بعد میں جب اُسے بتایا گیا کہ آپ اللہ کے رسول تھے تو وہ آپ کے دروازے پر آئی۔ اُس نے آپ کے دروازے پر پہرہ داروں کو نہ پایا۔ آپ کی خدمت میں حاضر ہوئی اور عرض کیا۔ جب آپ نے مجھے صبر کی نصیحت فرمائی، اس وقت میں نے آپ کو پہچانا نہیں تھا۔ آپ نے اس کی بات کا کوئی بُرا نہ منایا بلکہ ارشاد فرمایا۔

انما الصبر عند الصدمة	"بے شک صبر وہ ہوتا ہے جو صدمہ پہنچنے
الاولیٰ [2]	کے پہلے وقت میں ہو"

---

[1] صحیح بخاری: ص ۹۵۰ (کتاب الرقاق)

[2] مسلم ص ۳۰۲ ج ۱۔ ابوداؤد: ص ۴۴۶۔ صحیح بخاری: ص ۱۷۱۔

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

چونکہ یہ کام اس وقت مشکل ہوتا ہے۔ اس لیے اللہ تعالٰی نے اس پر بڑا ہی اجر و ثواب رکھا ہے۔ اللہ تعالٰی کی کمال مہربانی یہ بھی ہے کہ وقت گزرنے کے باوجود مسلمان مرد یا عورت کے دل میں اگر مصیبت یا صدمہ کی یاد تازہ ہو جائے تو اُس وقت بھی قرآنی تعلیم کے مطابق اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ پڑھے۔ تو اللہ تبارک و تعالیٰ اسے اسی اجر و ثواب سے نواز دیتا ہے۔ جو اُس نے اپنے بندے کو صبر کرنے کی بنا پر پہلے موقع پر عطا فرمایا تھا[1]

اس کے برعکس زور سے رونے، چیخنے، چلّانے، پیٹنے اور بے ہودہ باتیں منہ سے نکالنے والے نہ صرف اللہ کی رحمت سے محروم ہوتے ہیں بلکہ گناہ کے مرتکب ہوتے ہیں۔ اس سے بڑھ کر محرومیت کیا ہو سکتی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے نوحہ کرنے اور نوحہ میں دکھاوے کا ارادہ رکھنے والی پر لعنت بھیجی[2]

لطیفہ

میرے ایک عزیز جب فوت ہوئے تو میں نے دیکھا کہ ایک عورت باہر سے آئی۔ گھر میں داخل ہونے سے پہلے ٹھیک ٹھاک تھی لیکن جیسے ہی گھر میں داخل ہوئی تو زور زور سے رونا اور چلّانا شروع کر دیا۔ میں نے جب اُسے رونے سے منع کیا تو وہ اور شدّت سے چلّانے لگی۔ میں نے ذرا سختی سے جب منع کیا اور کہا کہ کیوں شور مچا رہی ہو، تو اس نے روتے ہوئے جواب دیا۔ اگر روؤں گی نہیں تو گھر والے کہیں گے کہ میں ان کے صدمہ میں شریک نہیں ہوئی۔ یہی کام جہالت کے دور میں ہوا کرتا تھا جس کو اسلام نے ختم کیا اور نہ رکنے والیوں پر لعنت بھیجی۔

---

[1] مشکوٰۃ: ص ۱۵۲۔ مسند احمد: ص ۲۰۱۔ ج ۱ [2] ابوداؤد: ۲۴۶۔

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

ظاہر ہے کہ جس پر سیّد الانبیاء محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لعنت بھیجیں تو وہ جنّت میں کیسے داخل ہو سکتی ہے؟

اُمِّ سلمہؓ سے مروی ہے کہ جب میرے خاوند ابوسلمہؓ فوت ہوئے۔ تو میں نے کہا کہ ابوسلمہ پردیس میں مسافری کی حالت میں فوت ہو گئے۔ میں اس پر رونے کا ایسا مظاہرہ کروں گی کہ مدّت تک لوگوں میں اس کا تذکرہ ہوتا رہے گا۔ ایک اور عورت بھی میرے ساتھ شریک ہونے کے لیے تیار ہو گئی۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو جب معلوم ہوا تو آپ تشریف لائے اور اُمِّ سلمہؓ سے فرمایا۔

أتريدين ان تدخلي الشيطان بيتا اخرجه الله منه مرتين ركففت عن البكاء فلم ابكى[1]

"کیا تو یہ ارادہ رکھتی ہے کہ اس گھر میں پھر سے شیطان کو داخل کر دے جس سے اللہ تعالیٰ نے اسے نکال دیا۔ چنانچہ میں رونے سے رُک گئی اور نہ روئی۔

انہی سے منقول ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ جب کسی مسلمان کو کوئی مصیبت پہنچے تو وہ اللہ کے حکم کے مطابق إِنَّا لِلّٰهِ وَإِنَّا إِلَيْهِ رَاجِعُونَ کہے اور دُعاء مانگے۔

اَللّٰهُمَّ اَجِرْنِيْ فِيْ مُصِيْبَتِيْ وَاَخْلِفْ لِيْ خَيْرًا مِنْهَا۔

"اے اللہ! میری مصیبت پر مجھے اجر سے نواز اور جو لیا ہے اُس سے بہتر مجھے عطا فرما۔"

جب مصیبت زدہ یہ دُعاء پڑھے گا تو اللہ تعالیٰ جو اس سے لیتا ہے اُس سے بہتر عطا فرما دیتا ہے۔

اُمِّ سلمہؓ سے مروی ہے کہ جب ابوسلمہؓ فوت ہوئے تو میں نے کہا، مسلمانوں میں سے ابوسلمہؓ

---

[1] مسلم: ص ۳۰۱ ج ۱۔

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

سے کون بہتر ہو سکتا ہے ؟ اس کا پہلا گھرانہ تھا کہ جس نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف ہجرت کی ۔ لیکن اس کے باوجود میں آپ کی تعلیم کے مطابق یہ دُعاء پڑھتی رہی ۔ پھر اللہ تعالیٰ نے مجھے ابوسلمہؓ کے بعد محمدؐ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عطا فرما دیئے ۔ یعنی مجھے آپ نے اپنی زوجیت میں لے لیا۔[1]

اِسی لیے رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم نے ارشاد فرمایا کہ مومن کا معاملہ بڑا عجیب ہے ۔ اگر اسے بھلائی پہنچے تو اللہ کی تعریف اور اس کا شکر ادا کرتا ہے ۔ اگر اس پر کوئی مصیبت نازل ہو تو پھر بھی اللہ کی تعریف اور صبر کرتا ہے ۔ پس مومن کو اُس کے ہر معاملے میں اَجر دیا جاتا ہے یہاں تک کہ جو لقمہ اپنی بیوی کے منہ میں رکھتا ہے اور اس کے لئے مُہیّا کرتا ہے تو اس پر بھی اللہ سے اَجر پاتا ہے ۔

لہٰذا ہر مسلمان کو چاہیئے کہ اسلامی تعلیم کے مطابق ہر مصیبت میں صبر و شُکر کر کے اللہ سے اجر پائے ۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْن کا وِرد اپنی زبان پر جاری کر کے جنّت میں اپنے لئے گھر بنوائے ۔

میّت کو غسل دینا

ہمارا معاملہ بڑا ہی عجیب ہے ۔ جب ہمارا کوئی پیارا ہم سے ہمیشہ کے لئے جدا ہوتا ہے تو ہم جزع و فزع اور غیر اسلامی رسم و رواج کی ادائیگی کے ذریعے اس سے اپنی انتہائی محبّت کا اعلان کرتے ہیں ۔ لیکن جب اس کو غسل دینے کا وقت آتا ہے تو مرد کے لیے غاسل اور عورت کے لئے غاسلہ کی تلاش شروع کر دیتے ہیں ۔ تمام تر محبّت کے باوجود گھر میں کوئی ایسا نہیں ہوتا جو خود اپنے عزیز قریبی کو غسل دینے پر تیار ہو جائے ۔

---

[1] مُسلم : ص ۳۰۰ ج ۱ ۔

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

عام مسلمانوں کی سہولت کے لیے اَب کچھ ادارے اَیسے بھی قائم ہوتے جا رہے ہیں جو معاوضہ لے کر گھر والوں کو اس آزمائش سے بچانے کا بندوبست کر دیتے ہیں۔ حالانکہ میّت کو غسل دینے کا حق اُس کے سب سے قریب ترین رشتہ داروں اور عزیزوں پر ہوتا ہے۔ کچھ ایسے بھی لوگ ہوتے ہیں۔ جو اس فریضہ کی ادائیگی خود پسند تو کرتے ہیں لیکن نہلانے اور کفنانے کے طریقہ سے واقف نہیں ہوتے۔

لہٰذا میّت کو نہلانے اور کفنانے کا طریقہ بیان کیا جاتا ہے تاکہ جو اس فریضہ کو خود ادا کرنا چاہتے ہوں، اُن کے لیے آسانی ہو جائے اور اُن کی دیکھا دیکھی دوسرے بھی اس اہم فرض کی ادائیگی پر آمادہ ہو جائیں۔

حضرت اُبَیّ بن کعب رضی اللہ عنہ سے مروی ہے۔

ان آدم علیہ السّلام	”بے شک آدم علیہ السّلام کو
قبضتہ الملائکۃ و	فرشتوں نے قبض کیا ان کو نہلایا اور
غسلوہ وکفنوہ وحضوا	کفنایا ان کے لیے لحد والی قبر
لہ والحدوا وصلوا علیہ	کھودی اور اُن پر نماز پڑھی۔ پھر ان کی
ثم دخلوا قبرہ ووضعوہ	قبر میں داخل ہو کر ان کو قبر میں رکھا اور لحد
فی قبرہ و وضعوا	کو اینٹوں سے بند کیا پھر قبر سے باہر آ
علیہ اللبن ثم خرجوا	کر ان پر مٹی ڈال دی۔ پھر انہوں
من القبر ثم حثوا	نے کہا اے آدم کی اولاد!
علیہ التراب ثم قالوا	میّت کو دفنانے کا
یا بنی آدم ھذہ	تمہارے لیے یہ طریقہ

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

سنتکم[۱]

ہے "

امام عبدالرزاق اور علامہ جمال الدین ابومحمد عبداللہ بن یوسف الحنفی الزیلعی المتوفی ۷۶۲ھ نے الفاظ کی کچھ کمی اور زیادتی کے ساتھ اسی حدیث کو مرفوعاً بھی نقل کیا ہے[۲]

اس سے معلوم ہوا کہ میت کو نہلانے، کفنانے اور دفنانے کا طریقہ کوئی نیا نہیں بلکہ حضرت آدم کی وفات پر ہی شروع ہو گیا تھا۔ اسلام نے اس کو مزید واضح کیا ہے۔

اُمِّ عطیہؓ سے مروی ہے جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بیٹی زینبؓ فوت ہوئیں تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمارے لئے ارشاد فرمایا۔

اغسلنها وترا ثلاثا او خمسًا واجعلن فی الخامسة كافورا او شيئا من كافور فاذا اغسلتنها فاعلمننی قالت اعلمنّا فاعطانا حقوه وقال اشعرنها اياه[۳]	"اس کو طاق غسل دینا یعنی تین یا پانچ مرتبہ اور پانچویں مرتبہ کافور یا کافور سے کچھ لگا دینا جب تم اسے غسل دے چکو تو مجھے خبر کر دینا۔ چنانچہ جب ہم نے آپ کو خبر دی تو آپ نے اپنی چادر مبارک اتار کر ہمیں دی اور فرمایا کہ اس میں اس کو لپیٹ دو۔"

امام بخاریؒ نے نقل کیا ہے کہ آپؐ نے فرمایا کہ اس کو پانی اور بیری سے تین یا پانچ یا اس سے بھی زیادہ مرتبہ غسل دینا۔ حضرت حفصہؓ کی روایت میں سات مرتبہ بھی منقول ہے[۴]۔ آپ نے

---

[۱] نیل الاوطار: ص ۲۷-۲۸ ج ۴ [۲] مصنف عبدالرزاق: ص ۴۰۰ - ج ۳

[۳] مصنف ابن ابی شیبہ: ص ۲۴۳ ج ۳۔ ایضاً: ص ۲۴۲ ج ۳۔ صحیح مسلم: ص ۳۰۵ ج ۱

[۴] صحیح بخاری: ص ۱۶۷۔

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

یہ غسل دینے والیوں پر چھوڑ دیا کہ جتنی مرتبہ مناسب سمجھیں یعنی جب تک صحیح طور پر صفائی نہ ہو جائے غسل دینا۔

آپؐ نے یہ بھی ارشاد فرمایا:۔

ابدؤا بمیامنہا و مواضع الوضوء منہا [1]	اُس کے دائیں جانب اور وضو کی جگہوں سے شروع کرنا۔

اُمّ عطیہؓ روایت کرتی ہیں کہ ہم نے ان کے سر کے بالوں کو تین مینڈھوں میں تقسیم کر کے سر کے پچھلی طرف کر دیا۔[2]

ائمہ کرام اور علمائے اُمّت نے میّت کو نہلانے کی مزید وضاحت یوں کی ہے۔

کہ میّت کو ذرا اونچی جگہ تختے پر لٹایا جائے۔ اس کے پاس ایک نہلانے والا اور دوسرا نہلانے میں اس کی مدد کرنے والا ہو۔ دونوں ہی نیک اور امین ہونے چاہئیں۔ کیونکہ اگر کوئی ایسی بات میّت کی دیکھنے میں آئے جو بیان نہ ہونی چاہیئے تو وہ اس کو میّت کا راز سمجھ کر کسی پر افشا نہ کریں۔ کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد مبارک ہے۔

من ستر مسلما سترہ اللہ یوم القیامۃ [3]	"جو کسی مسلمان کی پردہ داری کریگا قیامت کے روز اللہ اس کی پردہ داری کرے گا۔"

پانی میں بیری کے پتے ڈال کر میّت کو نہلانے کے لئے نیم گرم کر لیا جائے چونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے عہد مبارک میں اور آپؐ کے بعد بھی ایسا ہوتا رہا ہے۔ لہٰذا مسنون یہی ہے۔ ویسے

---

[1] صحیح بخاری: ص ۱۶۸۔ مسلم: ص ۳۰۵، ج ۱۔ ابن ابی شیبہ: ص ۱۴۱، ج ۳۔ السنن الکبریٰ: ص ۳۸۸ ج ۳

[2] بخاری: ص ۱۶۹ [3] صحیح بخاری: ص ۳۳۰۔ مسلم: ص ۳۲۲ ج ۲۔

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

صابن سے فائدہ اٹھانا بھی سنّت کے خلاف نہیں۔ کیونکہ مقصود میّت کی صفائی ہوتی ہے۔ اِس لئے جس سے زیادہ حاصل ہو سکے وہ چیز استعمال کرنے میں کوئی ہرج نہیں۔

میّت کے پاس خوشبو کا بھی بندوبست کرلیا جائے تو مناسب ہوگا۔ کیونکہ نہلاتے وقت پیٹ سے گندگی نکلنے کا عام امکان ہوتا ہے۔ اس وقت خوشبو کی موجودگی میں گندگی کی بو کم محسوس ہوتی ہے۔

میّت کے کپڑے اُتار کر شرم گاہ پر کوئی کپڑا رہنے دیا جانا چاہیئے۔ پھر نرمی کے ساتھ میّت کے پیٹ کو دبایا جائے۔ تاکہ اگر کوئی گندگی پیٹ سے پہلے ہی نکل جائے تو بہتر ہے۔ نہلانے والا اپنے ہاتھ پر کپڑے کی سلی ہوئی تھیلی چڑھا کر میّت کی گندگی اور شرم گاہ کو دھوکر اچھی طرح صاف کرے۔ پھر رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کے ارشادِ مُبارک کے مطابق دائیں جانب سے وضو کی جگہوں سے غسل کا آغاز کرے۔ علماء کرام کا اس پر اتفاق ہے کہ میّت کو پہلے وضو کرایا جائے لیکن کُلی کے لئے منہ میں اور ناک صاف کرنے کے لئے ناک میں پانی نہ ڈالا جائے۔ کیونکہ جو بھی پانی ڈالا جائے وہ پیٹ میں چلا جائے۔ اَور وہ میّت کی جلدی خرابی کا باعث بن سکتا ہے لہٰذا کپڑے یا روئی کو گیلا کرکے پہلے دانتوں کو صاف کیا جائے پھر اسی طرح ناک بھی صاف کی جائے۔

وضو کروانے کے بعد میّت کو بائیں پہلو پر کرکے اس پہ پانی بہایا جائے۔ سر سے پاؤں تک صابن لگا کر ممکنہ حد تک صفائی کی جائے۔ پھر دائیں پہلو پر کرکے اسی طرح جسم کے بائیں پہلو کو دھویا جائے۔ اگر میّت کے بال ہوں تو اُن کو بھی اچھی طرح دھولیا جائے اور خوشبو لگائی جائے۔ یہ ایک مرتبہ غسل ہوگیا۔

جسم کو اچھی طرح غسل دینے کے بعد میّت کو ٹیک لگا کر بٹھا لیا جائے۔ پھر نرمی کے ساتھ پیٹ کو دبایا جائے۔ اگر اس میں سے کچھ نکلتا ہے تو اُسے دھو دیا جائے۔ اگر میّت حاملہ ہو تو اس کے

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

پیٹ کو دبانے میں احتیاط کی ضرورت ہے۔ غاسلہ جیسا مناسب سمجھے ـــــ کرے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم کے ارشاد مبارک کے مطابق اسی طرح میّت کو تین یا پانچ یا سات مرتبہ نہلایا جائے۔ تاکہ اچھی طرح صفائی ہو جائے۔ عورت ہونے کی صورت میں میّت کے بالوں کو دھو کر دو تین مینڈھیاں کر کے سر کی پچھلی طرف ڈال دی جائیں۔ پھر صاف ستھرے کپڑے کے ساتھ میّت کے جسم کو پونچھ لیا جائے تاکہ کفن خراب نہ ہو۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم نے اپنی بیٹی کو آخر میں کافور لگانے کا حکم دیا تھا۔ اس لیے آپ کی سنّت پر عمل کرتے ہوئے میّت کو کافور لگایا جاتا ہے۔ اگر کافور میسّر نہ آسکے تو کوئی بھی اچھی خوشبو کام دے سکتی ہے۔ لیکن کافور کا اپنا ایک خاصہ ہے۔ ایک تو یہ ٹھنڈا ہوتا ہے جو میّت کے جسم کے لئے مفید ہوتا ہے۔ اور دوسرا یہ کہ اس کی ایسی خوشبو ہے جس سے کیڑے مکوڑے میّت کے جسم کے جلدی قریب نہیں آتے۔

میّت کے سجدہ کرنے والے اعضاء پر خاص طور پر کافور کا لگایا جانا علماء کرام کے نزدیک مستحب ہے۔ ویسے اگر سارے جسم پر بھی لگا دیا جائے تو اچھا رہتا ہے۔ کافور کے لگ جانے کے بعد میّت کفنانے کے لیے تیار ہو جاتی ہے [1]

خاوند کا بیوی کو اور بیوی کا خاوند کو غسل دینا

اسلام میں خاوند اپنی بیوی کی میّت کو غسل دے سکتا ہے اور اسی طرح بیوی بھی اپنے خاوند کی میّت کو غسل دے سکتی ہے۔ احناف کے نزدیک بیوی اپنے خاوند کو غسل دے سکتی ہے کیونکہ وہ

---

[1] فقہ السنہ: ص ۵۱۵۔ الہدایۃ فصل فی الغسل الفقہ علی المذاہب الاربعہ۔ مباحث الجنائز۔

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

اس کی عدّت میں ہوتی ہے۔ جب کہ بیوی کے فوت ہونے پر وہ اس کی زوجیت سے نکل جاتی ہے۔ اس بناء پر وہ عورت کو غسل نہیں دے سکتا[1]

لیکن یہ مسلّمہ حقیقت ہے کہ حضرت علیؓ نے اپنی زوجہ فاطمہؓ کی وفات کے بعد اُن کو غسل دیا۔ اسماءؓ بنت عمیس سے مروی ہے۔

انّ فاطمۃؓ اوصت ان یغسلھا علیؓ و اسماءؓ فغسلاھا[2]	"بے شک فاطمہؓ نے وصیت کی کہ ان کو علیؓ اور اسماءؓ غسل دیں۔ چنانچہ ان دونوں نے ان کو غسل دیا"
ان علیا غسل فاطمۃؓ[3]	"بے شک علیؓ نے فاطمہؓ کو غسل دیا"
والصحیح ان علیاًؓ و اسماءؓ غسلاھا[4]	"صحیح یہی ہے کہ علیؓ اور اسماءؓ نے ان کو غسل دیا"

ابو نعیم نے نقل کیا ہے کہ فاطمہؓ نے اسماءؓ کو وصیت کی۔

فاذا مت انا فاغسلینی انت وعلیؓ ولا یدخل علی احد فلما توفیت غسلھا علیؓ و اسماءؓ[5]	"جب میں فوت ہو جاؤں تو تم اور علیؓ مجھ کو غسل دینا اور میری میّت کے پاس کوئی اور نہ آئے۔ چنانچہ جب وہ فوت ہوئیں تو ان کو علیؓ اور اسماءؓ نے غسل دیا"

اس سے ملتی جلتی روایت مصنّف عبدالرزاق ص ۴۱۰ ج ۳ میں بھی منقول ہے۔

---

[1] الفقہ علی المذاہب الاربعۃ: ص ۵۰۴ ج ۱ [2] دارقطنی: ص ۷۹ ج ۲ [3] الاصابہ: ص ۱۵۹ ج ۸ طبقات ابن سعد ترجمہ فاطمہؓ

[4] اسد الغابۃ: ص ۲۲۶ ج ۷۔ ایضاً: ص ۵۱ ج ۲۔ [5] حلیۃ الاولیاء: ص ۴۳ ج ۲۔ ایضاً: السنن الکبریٰ: ص ۳۹۶ ج ۳۔

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہؓ کی موجودگی میں علیؓ نے اپنی زوجہ حضرت فاطمہؓ کی وفات کے بعد اُن کو نہلایا، کفنایا اور دفنایا۔ صحابہؓ میں سے کسی نے ان پر کسی قسم کا کوئی اعتراض نہ کیا۔ جب یہ ایک ثابت شدہ امر ہے تو اس کو ٹھکرانے کی کوئی ضرورت نہیں۔ اگر کوئی اس پر عمل کرنا چاہے، تو کر سکتا ہے۔

حسنؒ، حمادؒ اور سلیمانؒ بن موسیٰؒ بھی اسی کے قائل تھے[1]۔ جہاں تک بیوی کا خاوند کی میت کو غسل دینا ہے تو اس میں کوئی اختلاف نہیں۔

غسل دینے والے پر بعد میں خود نہانا کیا واجب ہے؟

ابوہریرہؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔

من غسل المیّت	"جس نے میت کو غسل دیا۔ اُس کو
فلیغتسل ومن حمله	چاہیئے کہ نہائے اور جس نے اس کو اٹھایا
فلیتوضأ[2]	اس کو وضو کرنا چاہیئے"

یہی حدیث ابن ماجہ اور ابن حبان میں بھی ہے۔ لیکن امام ابُوداؤدؒ نے اس حدیث کو نقل کرنے کے بعد لکھا ہے۔ یہ حدیث منسُوخ ہے۔

ابُوداؤد کے حاشیہ میں مؤطا امام محمدؒ کے حوالے سے منقول ہے کہ جس نے میت کو اٹھایا یا نہلایا یا کفنایا اُس پر وضو نہیں۔ اور یہی قول امام ابوحنیفہؒ کا ہے۔ امام ترمذیؒ نے بھی اسی طرح امام شافعیؒ سے نقل کیا ہے۔

---

[1] مصنف ابن ابی شیبہ: ص: ۲۵ ج ۳ [2] ابُوداؤد: ص۴۵۔ ابن ماجہ: ص۱۰۔ زوائد ابن حبان: ص۱۹۱

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

حافظ ابن حجرؒ عسقلانی نے مذکورہ حدیث کے ایک راوی عمرو بن عمیر کے بارے میں واضح کیا ہے۔ کہ وہ معروف نہیں۔ ابن حبان اور ترمذی میں جس سند سے یہ روایت منقول ہے۔ اس کے راوی ابوصالح کا سماع حضرت ابوہریرہؓ سے ثابت نہیں ہے[1]

حافظ ابن حجرؒ نے اس سلسلہ میں حضرت سعد بن ابی وقاص کا واقعہ نقل کیا ہے کہ جب ان کو حضرت سعید بن زید بن عمرو کی وفات کی خبر ملی تو اس وقت وہ عقیق میں تھے۔ خبر ملتے ہی آئے۔ اور ان کو غسل دیا۔ کفنایا اور خوشبو لگائی۔ پھر اپنے گھر آئے اور غسل کیا۔

غسل کرنے کے بعد انہوں نے واضح کر دیا۔ تاکہ کسی کو شک نہ ہو کہ میں نے حضرت سعیدؓ کو غسل دینے کی وجہ سے غسل نہیں کیا۔ اگر وہ نجس ہوتے تو میں ان کو ہاتھ نہ لگاتا۔ میں نے تو گرمی کی وجہ سے غسل کیا ہے[2]

امام ابن ابی شیبہ کی روایت میں سعید کی بجائے سعد اور عقیق کی جگہ بقیع منقول ہے۔ انہوں نے حضرت ابن عباسؓ اور ابن عمرؓ سے بھی نقل کیا ہے کہ دونوں نے فرمایا۔

لیس علی غاسل المیت غسل "کہ میت کو غسل دینے والے پر غسل نہیں"

معلوم ہوا کہ میّت کو غسل دینے والے پر غسل واجب نہیں۔ اگر کوئی اپنی مرضی سے نہا لیتا ہے یا میّت کو اٹھانے کے بعد وضو کے نہ ہونے کی وجہ سے وضو کر لیتا ہے تو ٹھیک ہے۔ اگر کسی کا وضو تھا تو اُسے وضو کرنے یا نہانے کی کوئی ضرورت نہیں۔

غسل دینے والے کی فضیلت

حضرت علیؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

---

[1] فتح الباری: ص ۱۲۷ ج ۳۔ ترمذی: ص ۱۵۰ ج ۱ [2] فتح الباری: ص ۱۲۷ ج ۳ مصنف ابن ابی شیبہ: ص ۲۶۸ ج ۳۔

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

من غسل میتا وکفنه وحنطه وحمله وصلی علیہ ولم یفش علیہ مارای خرج من خطیئته مثل یوم ولدته امه[1]

"جس نے میت کو غسل دیا۔ کفنایا۔ خوشبو لگائی، اٹھایا۔ اس پر نماز پڑھی اور میت کی کوئی چیز دیکھی۔ پھر اسے صیغۂ راز میں رکھا۔ تو اپنے گناہوں سے نکل کر اس دن کی طرح ہو جائیگا جس دن اس کی ماں نے جنا تھا۔"

اسی طرح حضرت معاذؓ بن جبل کا قول ہے کہ جس نے میّت کو غسل دیا اور اس میں امانت کا حق ادا کیا تو وہ گناہوں سے اس دن کی طرح صاف ہو گیا جس دن اس کی ماں نے اسے جنا تھا[2]

علاّمہ زیلعیؒ نے علیؓ کی روایت کو نقل کر کے اس کے ایک راوی عمرو بن خالد کے مُتّہم بالوضع ہونے کی نشاندہی کی ہے۔ یعنی اس کے بارے میں کہا جاتا ہے کہ وہ احادیث گھڑا کرتا تھا۔ لیکن انہوں نے علیؓ ہی سے بھی ایک اور حدیث نقل کی ہے کہ رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے ان سے فرمایا۔ اے علیؓ! مرنے والوں کو نہلایا کر۔ اس لیے کہ جس نے میّت کو نہلایا۔ اُسے ستّر بخششوں سے نواز دیا جاتا ہے۔ اگر ایک بخشش کو تمام مخلوق میں تقسیم کیا جائے تو اُن کو کفایت کر جائے گی۔

علیؓ نے عرض کیا۔ اللہ کے رسول! میّت کو غسل دینے والا غسل دیتے وقت کیا کہے؟ آپؐ نے ارشاد فرمایا۔ وہ کہے۔

غُفْرَانَكَ یَا رَحْمٰن "اے رحمٰن تیری بخشش کا میں طلب گار ہوں۔"

یہاں تک کہ وہ غسل دینے سے فارغ ہو جائے[3]

---

[1] ابن ماجہ: ص ۱۰۵۔ نیل الاوطار: ص ۲۷، ج ۴ [2] مصنف ابن ابی شیبہ: ص ؟ ج ۳۔ مصنف عبدالرزاق: ص ۴۰۴ ج ۳

[3] نصب الرایۃ: ص ۲۵۶ ج ۲۔

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

ثابت ہوا کہ میت کو غسل دینا بڑے ہی اجر و ثواب کا کام ہے۔ لہٰذا مسلمانوں کو چاہیئے کہ غسل دینے کے طریقہ کو اچھی طرح سمجھ کر خود اپنے ہاتھوں سے اپنے عزیزوں اور قریبیوں کو نہلائیں اور کفنائیں۔

میّت کا کفن

جابرؓ سے مروی ہے کہ رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم نے ارشاد فرمایا۔

اذا کفن احدکم اخاہ فلیحسن کفنہ [1] — "جب تمہارا کوئی اپنے کسی بھائی کو کفن دے تو اس کو اچھا کفن دے"

اسی طرح کی روایت ابو قتادہؓ سے بھی منقول ہے [2]

اس سے یہ مراد نہیں کہ کفن کے بارے میں غلو کیا جائے بلکہ کفن درمیانہ صاف ستھرا اچھا ہونا چاہیئے۔ کیونکہ علیؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا۔

لا تغالوا فی الکفن فانہ یسلب سلبا سریعا [3] — "کفن دینے میں غلو مت کرو۔ اس لئے کہ وہ جلدی خراب ہو جاتا ہے"

حضرت حذیفہؓ نے بھی اپنے کفن کے بارے میں کہا تھا۔

لا تغالوا فی الکفن اشتروا لی ثوبین نقیین [4] — "کفن میں غلو نہ کرنا میرے لئے دو صاف ستھرے کپڑے خرید لینا"

---

[1] مسلم: ص ۳۰٦ ج ۱۔ ابُوداوُد: ص ۹۴۴۔ محلّٰی ابن حزم: ص ۱۱۳ ج ۵ [2] ابن ماجہ: ص ۱۰٦۔ ترمذی: ص ۰ ۱۵ ج ۱

[3] ابُوداوُد: ص ۹۴۴۔ ایضًا۔ السنن الکبریٰ: ص ۴۰۳ ج ۲ [4] محلّٰی ابن حزم: ص ۱۱۳ ج ۵۔ مصنّف عبدالرزاق: ص ۴۲۲ ج ۳

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

حضرت ابو بکرؓ کی وفات کا جب وقت قریب آیا تو انہوں نے کہا۔

اغسلوا ثوبی ھذین و کفنونی فیھما [1]
"میرے ان دو کپڑوں کو دھو ڈالو اور مجھے ان میں کفنا دینا"

ان سے یہ بھی مروی ہے۔

کفنونی فی ثوبی اللذین کنت اصلی فیھما [2]
مجھے میرے ان دو کپڑوں میں کفن دینا جن میں مَیں نماز پڑھا کرتا تھا۔

جب ان سے کہا گیا کہ یہ تو پرانے ہیں۔ کیا آپ کے لئے نیا کپڑا نہ خریدیں تو انہوں نے کہا۔ کہ زندہ مُردہ سے نئے کپڑوں کا زیادہ حقدار ہے [3] یہ اُن کا اپنا زہد اور تقویٰ تھا۔ اس سے یہ لازم نہیں آتا کہ نئے کپڑوں میں کفن دینا نہیں چاہیئے یا یہ افضل ہے بلکہ سعید الخدریؓ کی موت کا وقت جب قریب ہوا تو انہوں نے نئے کپڑے منگوا کر پہن لئے اور کہا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سُنا

المیت یبعث فی ثیابہ التی یموت فیھا [4]
"میت ان کپڑوں میں (قیامت کے روز) اٹھائی جائیگی جس میں اس کی موت واقع ہوئی تھی"

دونوں روایتوں میں کوئی تضاد یا ٹکراؤ نہیں بلکہ کفن کے بارے میں اعتدال اختیار کرنے کی طرف راہنمائی کی گئی ہے۔ کفن جب میسر آسکے تو درمیانے درجے کا اچھا ہونا مستحب ہے۔ اگر نہ مل سکے تو جیسا بھی ہو۔ اس سے گزارہ کر لینا ہی مستحب ہے جیسا کہ جنگ احد کے موقع پر بڑے

---

[1] الہدایۃ: فصل فی التلقین: ص ۱۳۷ ج ۱۔ نصب الرایۃ: ص ۲۶۲ ج ۲ [2] نیل الاوطار: ص ۳۹ ج ۳۔ نصب الرایۃ ص ۲۶۳ ج ۲

[3] مصنف عبدالرزاق: ص ۴۲۴ ج ۳ مصنف ابن ابی شیبہ: ص ۲۸۵ ج ۳۔ نصب الرایہ: ص ۲۶۲ ج ۲ [4] مشکوٰۃ: ص ۱۴۲ نیل الاوطار ص ۳۹ ج ۳

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

بڑے جلیل القدر صحابہؓ کے ساتھ ہوا۔

سعد بن ابراہیم اپنے باپ سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت عبدالرحمٰنؓ بن عوف روزہ رکھے ہوئے تھے۔ جب افطاری کے لئے ان کے سامنے کھانا رکھا گیا۔ کہنے لگے، مصعبؓ بن عمیر شہید کئے گئے حالانکہ وہ مجھ سے بہتر تھے لیکن ان کو ایک چادر میں کفن دیا گیا۔ اگر ان کے سر کو ڈھانپا جاتا تو پاؤں ننگے ہو جاتے اور اگر پاؤں پر چادر کو کھینچا جاتا تو سر سے کپڑا ہٹ جاتا۔ حمزہؓ شہید کئے گئے۔ حالانکہ وہ مجھ سے بہتر تھے۔ پھر دنیا ہم پر فراخ کی گئی اور دنیا کی نعمتوں سے ہمیں نوازا گیا۔ ہمیں ڈر ہے کہ ہماری نیکیوں کا بدلہ کہیں جلدی ہی اس دنیا میں نہ دے دیا گیا ہو۔ پھر ان کی آنکھوں سے آنسو جاری ہو گئے اور انہوں نے کھانا نہ کھایا[1]

بخاری ہی کی روایت ہے کہ مصعبؓ کو انکی چادر نے جب کفایت نہ کیا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ ان کے سر کو ڈھانپ دیا جائے اور پاؤں پر گھاس ڈال دی جائے۔

معلوم ہوا کہ تنگی کی صورت میں جیسا بھی کفن میسر آئے تو وہ کافی ہوتا ہے۔ ویسے دو چادریں بھی ٹھیک ہیں لیکن مستحب یہ ہے کہ مرد کی میت کو تین چادروں میں کفنایا جائے۔ اس لیے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو راجح روایات کے مطابق تین چادروں میں کفنایا گیا تھا۔ جیسا کہ حضرت عائشہؓ سے مروی ہے:

كفن فى ثلثة اثواب	"آپ کو تین سفید سحولیہ کپڑوں میں
بيض سحولية ليس فيها	کفنایا گیا۔ ان میں قمیص اور
قميص ولا عمامة[2]	پگڑی نہ تھی۔"

---

[1] صحیح بخاری: ص ۱۷۰، [2] صحیح مسلم ص ۳۰۶ ج ۱۔ بدایۃ المجتہد: ص ۱۶۸ ج ۱ صحیح بخاری: ص ۱۶۹۔ الہدایۃ: ص ۱۳۷ (فصل فی تکفین)، نصب الرایۃ: ص ۲۶۰ ج ۲

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

یہ بھی واضح ہوا کہ کفن سفید ہو تو اچھا ہے۔ کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو سفید کپڑے پسند تھے۔ اسی لیے آپ نے فرمایا۔

البسوا من ثیابکم البیاض	"اپنے کپڑوں میں سے سفید کپڑے پہنا کرو، اس لئے
فانھا من خیر ثیابکم وکفنوا	کہ وہ تمہارے کپڑوں میں سے بہتر ہیں۔ اور
فیھا موتاکم [1]	انہی میں اپنے مردوں کو کفنایا کرو۔"

محدّثین، فقہاء اور علماء کرام کے نزدیک عورت کو پانچ کپڑوں میں کفنانا مستحب ہے۔ اگر پانچ میسّر نہ ہوں تو تین بھی کفایت کر سکتے ہیں۔ تین میں ایک قمیص۔ ایک چادر اور ایک لفافہ کا ہونا ضروری ہے۔ اور پانچ ہونے کی صورت میں سر کی اوڑھنی اور چھاتیوں پر باندھنے کے لئے کپڑا بنا لیا جاتا ہے۔ مرد اور عورت دونوں کے کفن کے لفافے اتنے لمبے ہونے چاہئیں کہ سر اور پاؤں کی طرف سے باندھنے اور قبر میں اتارنے کے لئے پکڑنے میں آسانی ہو سکے۔ کفن کو جسم کے ساتھ لگائے رکھنے کے لئے کمر پر بھی ایک بند باندھ لیا جائے تو ٹھیک ہے [2]

کفن پر دُعائیہ کلمات لکھنا

ہمارے ہاں عام رواج ہوتا جا رہا ہے کہ میّت کے کفن پر دُعائیہ کلمات لکھے جائیں حالانکہ قرآن و سُنّت میں اس کی کوئی اصل نہیں۔ رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم کی زندگی مبارک میں آپ کے جانثار فوت ہوئے۔ آپ نے ان کو اپنے ہاتھوں سے دفنایا۔ پھر آپ کے بعد خلفائے راشدین کے عہد

---

[1] فتح الباری: ص ۱۳۵ ج ۳۔ فقہ السُّنّہ: ص ۵۱۸ ج ۱۔ ایضاً مصنّف عبدالرزاق: ص ۴۲۹ ج ۳۔

[2] الفقہ علی المذاہب الاربعۃ: ص ۵۱۵۔ الھدایۃ: ص ۱۴۷۔۱۴۸۔ فقہ السّنّہ: ص ۱۵۹ ج ۱۔ ترمذی: ص ۱۵۱۔ ج ۱۔

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

میں یہ سلسلہ جاری رہا۔ تابعین، تبع تابعین اور ائمہ کرام کا زمانہ بھی ہمارے سامنے ہے۔ لیکن کہیں یہ بات ثابت نہیں کہ میّت کے کفن پر کبھی دعائیہ کلمات لکھے گئے ہوں۔ ظاہر ہے کہ دینی اعتبار سے جو کام خیر القرون میں نہ ہوا وہ بعد میں خیر و برکت کا سبب نہیں بن سکتا بلکہ بدعت کی صورت اختیار کرنے کی وجہ سے آخرت کو ضرور برباد اور خراب کر دے گا۔ کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا "جس نے بھی ہمارے دین میں کوئی نئی بات پیدا کی یا ایسا عمل کیا جو ہمارے طریقے کے مطابق نہ ہو وہ عند اللہ مردود ہوگا[۱]

تفصیلی بحث کے لیے اس موضوع پر لکھا ہوا میرا رسالہ "دعائیہ کلمات کفن پر لکھنے کی اصل" دیکھا جا سکتا ہے۔

ضرورت اس بات کی ہے کہ ہر کام اور عمل سنّت کے مطابق ہونا چاہیئے اور اپنی طرف سے نئی نئی باتیں دین میں شامل کرنے سے اجتناب کیا جائے۔

میّت کے لئے راہ داری

آج کل اسلامی تعلیم سے واقفیت نہ رکھنے والی عورتوں میں یہ بدعت بھی عام ہوتی جا رہی ہے کہ جب میّت کو اٹھا کر گھر سے باہر لانے کا وقت قریب آتا ہے تو کوئی ایک عورت نعرہ لگاتی ہے کہ میّت کے لئے راہ داری کے ڈھائی سپارے تو پڑھ لو۔ چنانچہ میّت سے قریبی تعلّق رکھنے والی خواتین فوراً راہ داری کا بندوبست کر دیتی ہیں۔ یہ ایسا مسئلہ ہے کہ شریعت میں اس کا کوئی ثبوت نہیں۔ میّت کی حقیقی راہ داری اس کے اپنے نیک اعمال و افعال ہوتے ہیں۔ اگر

---

[۱] بخاری: ص ۹۲-۱۰۷۱ ج ۳ مسلم: ص ۷۷ ج ۲

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

میّت نیک ہے۔ تو اسے کسی بھی راہ داری کی محتاجی نہیں ہوتی اور اگر میّت کا ذاتی اعمال نامہ نیکیوں سے خالی ہو تو کوئی بھی راہ داری اس کے کام نہیں آسکتی۔

ابو سعید الخدریؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:۔

کہ جنازہ جب قبرستان لے جانے کے لئے رکھا جاتا اور لوگ اس کو اپنے کندھوں پہ اٹھاتے ہیں۔ اگر میّت نیک صالح ہو تو وہ کہتی ہے کہ مجھے جلدی سے لے چلو۔ اگر میّت صالح انسان کی نہ ہو تو وہ اپنے گھر والوں سے کہتی ہے۔ تمہاری ہلاکت ہو مجھے کہاں لئے جا رہے ہو۔ میّت کی یہ آواز سوائے انسان کے ہر شئے سُنتی ہے۔ اگر انسان میّت کی اس وقت آواز کو سن لے تو بے ہوش ہو جائے[1]

اِس حدیث سے وضاحت ہو جاتی ہے کہ ڈھائی سپارے کی راہ داری میّت کی نجات کا سبب نہیں بنتی بلکہ ہو سکتا ہے کہ بدعت کی وجہ سے اہل خانہ کی نیکیاں برباد ہو جائیں اور میّت کو اُلٹا نقصان پہنچے۔ لہٰذا اس وقت جو بہترین بات ہے وہ کلمہ خیر ہے۔ اور میّت کے لیے نیک دعاء ہے۔

حاجی اور شہید کی تجہیز و تکفین

حضرت عبداللہ بن عباسؓ سے مروی ہے کہ ایک شخص رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس اپنی سواری پر موجود تھا۔ کہ اچانک وہ اپنی سواری سے گرا اور اس کی گردن ٹوٹ گئی جس سے اس کی موت واقع ہو گئی۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔

---

[1] بخاری ج س ۱۷۵-۱۷۶۔

www.KitaboSunnat.com

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

اغسلوه بماء وسدر وكفنوه	" اس کو پانی اور بیری سے غسل دو ۔ اور دو
في ثوبين ولا تمسوه طيبا	کپڑوں میں کفنا دو ۔ اس کو خوشبو مت
ولا تخمروا رأسه فان	لگانا اور نہ ہی اس کے سر کو کپڑے سے ڈھانپنا
الله يبعثه يوم القيامة	اس لئے کہ قیامت کے روز اللہ تعالیٰ اُسے اس
ملبيا [1]	حال میں اٹھائے کہ یہ حج کا تلبیہ پکار رہا ہوگا "

اِس روایت سے واضح ہوا کہ حاجی کی موت جب احرام باندھے ہوئے ہوجائے تو اس کو نہلانے اور کفنانے میں خوشبو استعمال نہ کی جائے اور اس کو دو کپڑوں میں کفنایا جائے ۔ اور اس کے سر کو ننگا ہی رکھا جائے تاکہ قیامت کے روز وہ تلبیہ پکارتا ہوا اُٹھے ۔

کفّار کے مقابلہ میں میدانِ جنگ میں شہید ہونے والوں کو عام میّت کی طرح نہلایا۔ اور کفنایا نہیں جاتا ۔ اور نہ ہی ان کی نماز جنازہ پڑھی جاتی ہے بلکہ جس حال میں وہ شہید ہوتے ہیں ۔ اُسی حال میں ان کو دفنا دیا جاتا ہے تاکہ قیامت کے روز ان کے زخموں سے بہنے والا خون دیکھنے میں تو خون ہو لیکن خوشبو اس کی کستوری جیسی ہو ۔ اور اللہ کی راہ میں لگنے والے زخم ان کی شہادت پر گواہ ہوں ۔ جنگ اُحد میں شہید ہونے والوں میں سے کسی ایک کو بھی رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے نہلانے اور کفن میں کفنانے کا حکم نہ دیا بلکہ ان کو ان کے انہی کپڑوں میں دفنا دیا گیا ۔ جن میں اُنہوں نے شہادت پائی تھی ۔ جن کو چادریں میسّر آسکیں ان کو ان سے ڈھانپ دیا گیا [2]

---

[1] بخاری : ص ۱۶۹ ۔ نیل الاوطار : ص ۴۳ ج ۴ ۔ السنن الکبری : ص ۳۹۱ ج ۳ ۔

[2] روضۃ الطالبین : ص ۱۱۹ ج ۲ ۔ المحلیٰ ابن حزم ص ۱۱۵ ج ۵ ۔ سبل السلام : ص ۹۷ ج ۲ ۔

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

مسند احمد کی روایت ہے۔ جب شہداء زیادہ اور کپڑے کم ہو گئے تو ایک ہی کپڑے میں دو۔ دو اور تین تین کو کفنایا گیا۔ یعنی دو دو یا تین تین پر ایک ایک چادر ڈال دی گئی۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم دریافت فرماتے ان میں قرآن زیادہ کس کو یاد ہے؟ جس نے زیادہ قرآن یاد کیا تھا اُس کو آپ قبلہ کی طرف پہلے رکھتے۔ آپ نے ان کی نمازِ جنازہ نہ پڑھی [1]

جابرؓ کی روایت کے مطابق آپؐ نے فرمایا قیامت کے روز میں ان پر گواہ ہوں گا۔ اور آپؐ نے اُن کو اُن کے خونوں سمیت دفنانے کا حکم فرمایا۔ نہ ان کو غسل دیا گیا اور نہ ہی ان کی نمازِ جنازہ پڑھی [2]

اگر شہادت پانے والا جُنبی بھی ہو تب بھی اسے غسل دینے کی ضرورت نہیں [3]۔ کیونکہ حضرت حنظلہؓ بن ابی عامر جب دفنائے گئے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔ میں دیکھ رہا ہوں کہ حنظلہ کو فرشتے غسل دے رہے ہیں۔ جاؤ، اس کی بیوی سے پُوچھو۔ یہ کیا معاملہ ہے؟ جب ان کی بیوی سے پُوچھا گیا تو انہوں نے بتایا۔ جب انہوں نے جہاد کرنے اور کفّار سے ٹکرانے کے لئے رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے منادی کرنے والے کی منادی سُنی تو وہ اس حال میں گھر سے نکلے کہ جُنبی تھے۔ اُنہوں نے نہانے میں بھی وقت ضائع کرنا مناسب نہ سمجھا۔ اللہ کی راہ میں قربان ہونے کے لئے فوراً گھر سے نکل پڑے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ یہی وجہ ہے کہ فرشتے ان کو غسل دے رہے ہیں۔ اللہ کے نزدیک یہی شرف اور منزلت ان کے لئے کافی ہے۔ [4]

---

[1] الفتح الرّبانی: ص ۱۷۹، ۱۸۰، ۱۸۱ ج ۷ [2] بخاری: ص ۱۷۹ [3] نقد السنہ ص ۵۱۲ ج ۱
[4] اسد الغابہ: ص ۶۶ ج ۲؛ الاستیعاب: ص ۱۰۵۔ سیرت ابن ھشام: ص ۷۵۔ ج ۲

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

شہداء کی فضیلت

شہداء کی نمازِ جنازہ اِس لیے نہیں پڑھی جاتی کہ اللہ تعالیٰ نے ان کو مُردہ کہنے سے منع فرمایا ہے۔ ارشاد ہوتا ہے۔

وَلَا تَقُوْلُوْا لِمَنْ يُّقْتَلُ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ اَمْوَاتٌ ط بَلْ اَحْيَآءٌ وَّلٰكِنْ لَّا تَشْعُرُوْنَ [1]	"جو اللہ کی راہ میں قتل کئے جاتے ہیں ان کو مُردہ مت کہو بلکہ وہ زندہ ہیں۔ لیکن ان کی زندگی کا تمہیں شعور نہیں"
وَلَا تَحْسَبَنَّ الَّذِيْنَ قُتِلُوْا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ اَمْوَاتًا ط بَلْ اَحْيَآءٌ عِنْدَ رَبِّهِمْ يُرْزَقُوْنَ ۙ فَرِحِيْنَ بِمَآ اٰتٰهُمُ اللّٰهُ مِنْ فَضْلِهٖ [2]	"اللہ کی راہ میں جو قتل کئے گئے ان کو مردہ گمان مت کرو بلکہ زندہ ہیں، اپنے رب کے پاس رزق دیئے جاتے ہیں۔ اللہ نے ان کو اپنے رزق سے جو عطا فرمایا اس پر خوش ہیں"

اِن آیاتِ مُبارکہ میں شہداء کی فضیلت بیان کی گئی ہے۔ ان کو مُردہ کہنے یا مُردہ گمان کرنے سے روکا گیا ہے۔ یہ بھی بتا دیا گیا ہے کہ ان کی اپنی ایک ایسی زندگی ہے جس کا ہمیں شعور نہیں۔ وہ اپنے رب کے پاس زندہ ہیں اور خوش ہیں، وہاں ان کو رزق دیا جاتا ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم نے اس کی مزید وضاحت یوں فرمائی کہ ان کی روحیں سبز پرندوں کی پوٹوں میں رکھ دی جاتی ہیں جو جنّت میں جہاں چاہتے ہیں جاتے ہیں اور جنّت کے

---

[1] سورۃ البقرۃ: آیت ۱۵۴ [2] سورۃ آل عمران: آیت ۱۶۹ - ۱۷۰

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

میوے کھاتے ہیں۔ پھر عرش کے نیچے لگی ہوئی قندیلوں میں اپنا ٹھکانا بناتے ہیں۔ اللہ تعالےٰ ان سے ہمکلام ہوتا ہے۔ اور ان سے پوچھتا ہے کہ تمہیں کچھ چاہیئے تو مانگو۔ وہ عرض کرتے ہیں کہ اللہ ہم کیا مانگیں۔ اس سے بڑھ کر فضل کیا ہو سکتا ہے کہ ہم جنّت میں جہاں چاہتے ہیں، جاتے ہیں۔ مزے سے سیر کرتے ہیں۔ لیکن اللہ تعالیٰ ان سے پھر یہی فرماتے ہیں۔ جب وہ دیکھتے ہیں کہ ہمیں کچھ نہ کچھ مانگنا ہی ہوگا تو عرض کرتے ہیں کہ اے اللہ! تو ہمیں ہمارے دنیوی جسموں میں لوٹا دے تاکہ ہم دوبارہ تیری راہ میں قتل کئے جائیں۔ اللہ جب دیکھتا ہے کہ ان کی اس کے علاوہ کوئی حاجت نہیں تو ان کو ان کے حال پر چھوڑ دیتا ہے [1]

ابوداؤد کے الفاظ ہیں۔ اے اللہ! ان کو کون بتائے کہ ہم جنّت میں زندہ ہیں اور رزق دیئے جاتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔ یہ کام میں کروں گا۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ نے سورۂ آل عمران کی آیت نازل فرمادی۔

جابرؓ کے والد حضرت عبداللہؓ جب جنگ میں شہید کئے گئے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم نے ان سے فرمایا۔ اے جابرؓ کیا تمہیں میں بتاؤں کہ اللہ عزّ وجلّ نے تیرے باپ سے کیا کہا؟ انہوں نے عرض کیا جی ہاں ارشاد فرمائیں۔ آپ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے جب بھی کسی سے بات کی تو پردے کے پیچھے سے کی لیکن تیرے باپ سے بلاحجاب بات کی اور فرمایا۔ اے میرے بندے۔ مجھ سے کسی چیز کی تمنّا کر۔ میں اُسے پورا کروں گا۔ تیرے باپ نے عرض کیا۔ اے میرے رب مجھے دوبارہ زندہ کردے تاکہ تیری راہ میں قتل کیا جاؤں۔ اللہ تعالےٰ نے فرمایا۔ یہ نہیں ہوسکتا۔ کیونکہ میرا یہ قانون ہے کہ جو میرے پاس آجاتا ہے پھر دنیا میں لوٹایا نہیں جاتا۔ تیرے باپ نے کہا۔ اے

---

[1] ابن ماجہ: ص ۲۰۱۔ ترمذی: ص ۱۴۷ ج ۲۔ ابوداؤد: ص ۳۴۱

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

اللہ جو میرے پیچھے رہ گئے ہیں۔ اُن کو بتا دے کہ مجھے یہاں کیا ملا ہے۔ تو اللہ تعالیٰ نے قرآن پاک میں یہ آیت نازل فرما دی۔ کہ جو اللہ کی راہ میں قتل کئے گئے ہیں اُن کو مردہ گمان مت کرو۔ بلکہ زندہ ہے۔ اپنے ربّ کے پاس رزق دیئے جاتے ہیں۔

معلوم ہوا کہ شہداء کی اپنے ربّ کے پاس ایسی زندگی ہے جس کا ہماری زندگی سے کوئی تعلق نہیں۔ وہ دنیا میں آنے کی تمنّا اور آرزو کرتے ہیں لیکن اللہ کے قانون کے مطابق واپس نہیں آپاتے اللہ نے ان کو جو کچھ عطا فرما رکھا ہے۔ اس پر خوش ہیں۔

یہی وجہ ہے کہ ان پر نماز جنازہ نہیں پڑھی جاتی۔ لیکن انفرادی طور پر شہید ہونے والوں پر عام میّت کا حکم جاری ہوتا ہے۔ جیسا کہ حضرت عمرؓ۔ حضرت عثمانؓ اور حضرت علیؓ کی شہادت تھی۔ ان سب کو نہلایا اور کفنایا گیا اور ان کی نمازِ جنازہ پڑھی گئی۔

میّت کو قبرستان لے جانے میں جلدی کرنا اور میّت کے ساتھ چلنا

رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا کہ مسلمان کے مسلمان پر پانچ حق ہیں۔

ملاقات ہونے پر جب ایک مسلمان دوسرے مسلمان کو سلام کرے تو دوسرے پر یہ حق ہو جاتا ہے کہ اس کے سلام کا جواب دے۔

جب ایک بیمار ہو تو دوسرا اس کی عیادت کرے۔

جب ایک دعوت کے لئے بلائے تو اس کی دعوت کو قبول کیا جائے۔

جب ایک کو چھینک آئے تو وہ اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ کہے تو دوسرا یَرْحَمُكَ اللّٰهُ کہے۔

جب ایک مسلمان فوت ہو جائے تو دوسرا اس کے جنازہ کے ساتھ قبرستان جائے [1]

---

[1] صحیح بخاری ص ۱۶۶ (باب الامر باتباع الجنائز) مسلم: ص ۲۰۷ ج ۱۔ ایضاً: السنن الکبریٰ: ص ۳۸۶ ج ۳

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

مجاہد سے مروی ہے۔ اِتِّبَاعُ الْجَنَازَةِ اَفْضَلُ النَّوَافِلِ جنازہ کے ساتھ جانا افضل نوافل ہیں۔ انہی سے عبدالرزاق نے نقل کیا ہے۔

اتباع الجنازة افضل من صلوة التطوع۔ — جنازے کے ساتھ جانا نفلی نماز سے افضل ہے[1]

ابو سعید سے مروی ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

عودوا المريض واتبعوا الجنازة تذكركم الاخرة۔ — "مریض کی عیادت کیا کرو اور جنازے کے ساتھ جایا کرو۔ کیونکہ وہ تمہیں آخرت یاد دلاتے ہیں"[2]

معلوم ہوا کہ اگر کوئی مسلمان بھائی فوت ہو جائے تو دوسرے مسلمان بھائی اس کی نمازِ جنازہ پڑھنے اور اس کو دفنانے کے لئے اس کے ساتھ قبرستان جائیں۔

اسلام کی یہ بھی تعلیم ہے کہ میّت کو زیادہ دیر گھر میں نہ رکھا جائے جتنی جلدی ممکن ہو سکے۔ اس کی تجہیز و تکفین سے فارغ ہو کر اس کو اس کی آخری منزل کی طرف لے چلیں۔

ابو ہریرہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

اسرعوا بالجنازة فان تك صالحة فخير تقدمونها وان تك سوى ذلك فشر تضعونها عن رقابكم[3] — "جنازے کو جلدی لے کر نکلو اگر میّت نیک ہوگی تو بھلائی کی طرف تم اسے جلدی لے جاؤ گے۔ اگر نیک نہیں ہوگی تو وہ برائی ہے جو تم اپنے کندھوں سے جلدی اتارو گے"

---

[1] فتح الباری: ص ۱۹۳ ج ۳ [2] مصنف ابن ابی شیبۃ: ص ۲۳۵ ج ۳، السنن الکبریٰ: ص ۳۷۹۔۳۸۰ ج ۳

[3] صحیح بخاری: ص ۱۷۶ (باب السرعۃ بالجنازۃ) ایضاً ابوداؤد: ص ۴۵۳ - ابن ماجہ، ص ۱۰۶ ایضاً مصنف ابن ابی شیبۃ: ص ۲۸۱ ج ۳۔

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

حضرت عمرانؓ بن حصینؓ۔ حضرت ابوہریرہؓ۔ حضرت ابووائلؓ اور حضرت علیؓ بن حسینؓ نے وصیت کی تھی کہ ان کو دفنانے میں جلدی کی جائے[1]

ہمارے ہاں عزیز و اقارب کا انتظار کرتے ہوئے میت کو اٹھانے میں بہت دیر کر دی جاتی ہے۔

حالانکہ ہمارے دین کی تعلیم اس کے بالکل برعکس ہے میت کو جلدی اٹھانے میں کئی ایک حکمت کی باتیں ہیں۔

پہلی تو وہ جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمادی۔

دوسری یہ کہ طبی نقطہ نظر سے میت نے وقت کے گزرنے کے ساتھ خراب ہی ہونا ہوتا ہے کیونکہ جسم میں سے جب روح قبض کر لی جاتی ہے تو اس کا یہی انجام ہوتا ہے۔ لہٰذا بھلائی اسی میں ہے کہ اسے ممکنہ حد تک جلدی دفنا دیا جائے۔

تیسری یہ کہ گھر میں جتنی دیر میت پڑی رہتی ہے۔ گھر والوں پر صدمہ انتہائی صورت اختیار کر جاتا ہے گھر والوں کے لئے بھی یہی بہتر ہے کہ ان سے جدا ہونے والے پیارے عزیز کو جلدی اٹھا لیا جائے۔

چوتھی یہ کہ اہل محلہ اور میت کو اٹھا کر قبرستان لے جانے والوں کی بھی یہ کوشش ہوتی ہے کہ اپنے بھائی کے حق کو جتنی جلدی ہو سکے ادا کریں۔ کیونکہ ہر شخص اپنی جگہ مصروف ہوتا ہے اور اس کی مصروفیت سے زیادہ دیر اس کو دور رکھنا اچھی بات نہیں۔

سب سے اہم ترین بات تو یہ کہ جب ہر ایک نے اللہ ہی کی طرف لوٹنا ہے تو پھر اللہ سے ملاقات ہونے میں دیر نہیں ہونی چاہیئے اور میت کو اس کی آخری آرامگاہ کی طرف جلدی لے جانا چاہیئے کیونکہ اس میں اس کی خیر اور بھلائی ہوتی ہے۔

حافظ ابن حجرؒ عسقلانی نے حضرت ابن عمرؓ کے حوالے سے نقل کیا ہے کہ انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ارشاد فرماتے سنا۔

---

[1] مصنف ابن ابی شیبہ: ص ۲۸۱-۲۸۲

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

اذا مات احدکم فلا تحبسوہ واسرعوا بہ الی قبرہ [1]

"جب تمہارا کوئی ایک فوت ہو جائے تو اسکو روکے مت رکھو اور اس کو اس کی قبر کی طرف جلدی لے چلو"

حصین بن وحوح سے منقول ہے کہ طلحہؓ بن براء بیمار ہوئے تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم ان کی عیادت کے لئے تشریف لائے۔ آپ نے ان کی حالت دیکھ کر فرمایا میرا خیال ہے کہ ان کی موت کا وقت آ گیا ہے جب ان کی روح قبض ہو جائے تو مجھے اطلاع کر دینا۔ ان کی تجہیز و تکفین اور تدفین میں جلدی کرنا۔ اس لیے کہ مسلمان میت کے لئے مناسب نہیں کہ اس کو اس کے گھر والوں میں روک رکھا جائے [2]

حضرت علیؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

لا تؤخروا الجنازۃ اذا حضرت

"جب جنازہ تیار ہو جائے تو پھر اسے اٹھانے میں تاخیر مت کرو"

اس سے واضح بات اور کیا ہو سکتی ہے۔ لہٰذا ہر مسلمان پر فرض ہے کہ آپ کی تعلیم کو اپنائے اور دنیا داری کی پرواہ نہ کرے۔ جو کچھ میت کے لئے بہتر ہے وہی کرے۔

جنازے کو کندھا دینا

جنازے کو اٹھا کر جب قبرستان لے جایا جائے تو ہر ساتھ چلنے والے مسلمان بھائی پر میت کا یہ بھی حق ہوتا ہے کہ اس کو کندھا دے۔ یہ نہیں کہ جو لوگ شروع میں جذبے اور ہمدردی کے تحت میت کو اٹھاتے ہیں۔ وہی اس کو قبرستان پہنچائیں۔ بلکہ ساتھ چلنے والوں میں سے ہر ایک کو چارپائی کے دونوں طرف ایک ایک مرتبہ ضرور کندھا دینا چاہیئے۔

---

[1] فتح الباری: ص ۱۸۴ ج ۳۰ [2] ابوداؤد: ص ۴۵۰۔ ایضاً السنن الکبریٰ ص ۳۸۶/۳۸۷ ج ۳
[3] ابن ماجہ: ص ۱۰۷۔

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

دین اور اخلاق کا تقاضا یہی ہے۔

حضرت عبداللہ بن مسعودؓ سے مروی ہے۔

من اتبع جنازة فليحمل بجوانب السرير كلها فانه من السنة ثم ان شاء فليتطوع وان شاء فليدع [1]

"جو جنازے کے ساتھ چلے اس کو چاہیئے کہ چارپائی کے ہر طرف سے کندھا دے کیونکہ یہ سُنّت ہے۔ پھر چاہے تو مزید کندھا دے چاہے تو چھوڑ دے۔"

طبرانی نے مرفوعاً نقل کیا ہے۔

من حمل جوانب السرير الاربع كفر الله عنه اربعين كبيرة [2]

"جس نے چارپائی کے چاروں طرف سے کندھا دیا، اللہ تعالیٰ اس کے چالیس کبیرہ گناہوں کو معاف کر دیتا ہے۔"

یہ اس لیے کہ کندھا دینے والا میّت سے کچھ حاصل کرنے کے لیے اُسے کندھا نہیں دیتا بلکہ اپنا دینی فریضہ سمجھتے ہوئے اور اللہ سے اَجر و ثواب پانے کی خاطر کارِ خیر میں حصّہ لیتا ہے۔ لہٰذا اللہ تعالیٰ اس کے گناہوں کو معاف فرما دیتا ہے۔

اس کا ایک پہلو یہ بھی ہے کہ آج وہ اپنے دینی بھائی کی میّت کو کندھا دیتا ہے تو کل جب وہ خود اسی چارپائی پر ہوگا تو دوسرے بھی اس کی چارپائی کو کندھا دیں گے۔

امام شافعیؒ سے مروی ہے کہ رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت سعدؓ بن معاذ کے

---

[1] ابن ماجه: ص ۱۰۶ - ایضاً، ابوداؤد الطیالسی: ص ۸۲ ج ۱ - ایضاً۔ السنن الکبریٰ: ص۲۰ - ج ۴

[2] نیل الاوطار: ص ۷۰ - ج ۴ -

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

جنازے کو کندھا دیا۔ ابن سعدؓ سے بھی اسی طرح منقول ہے [1]

صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین کا بھی یہی معمول تھا کہ جب کسی میّت کے ساتھ چلتے، اور کندھا دینے میں ضرور حصّہ لیتے۔

علی الازدی سے مروی ہے میں نے دیکھا کہ عبداللہ بن عمرؓ میّت کو چاروں طرف ہو کر کندھا دے رہے تھے اور انہوں نے دائیں جانب سے کندھا دینا شروع کیا [2]

ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سنا۔

من تبع الجنازة وحملها	"جو جنازے کے ساتھ چلا اور تین مرتبہ
ثلاث مرار فقد قضى ما	اس نے کندھا دیا تو میّت کی طرف سے
عليه من حقها [3]	اس پر عائد ہونے والا حق اس نے ادا کر دیا"

امام ابن ابی شیبہ نے بھی اس روایت کو معمولی سے فرق کے ساتھ نقل کیا ہے۔

ابوہریرہؓ کا اپنا بھی قول ہے کہ جس نے چاروں طرف سے ایک ایک بار کندھا دے دیا، تو اس پر جو فرض عائد ہوتا تھا اُس نے ادا کر دیا [4]

یہ تمام روایات اس پر دال ہیں کہ میّت کے اٹھانے میں گھر والوں اور اس کے عزیز و اقارب کی مدد کرنی چاہیئے۔ ہاں اگر کوئی شخص خود بیمار یا معذور ہے تو وہ اس حق سے بری ہے کیونکہ اللہ تعالےٰ کا قانون ہے۔

لَا يُكَلِّفُ اللّٰهُ نَفْسًا اِلَّا وُسْعَهَا [5] — اللہ کسی نفس کو اس کی طاقت سے زیادہ تکلیف نہیں دیتا

---

[1] نیل الاوطار: ص ۷۲ ج ۴۔ مشکوٰۃ: ص ۱۴۶ بحوالہ شرح السنّۃ: نصب الرایۃ: ص ۲۸۷ ج ۲

[2] مصنف ابن ابی شیبہ: ص ۲۸۳ ج ۳ [3] ترمذی: ص ۱۵۶ ج ۱۔ ایضًا: مصنف ابن ابی شیبہ: ص ۲۸۳ ج ۳

[4] نیل الاوطار: ص ۷۵ ج ۴ [5] سورۃ البقرۃ: آیت ۲۸۶۔

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

لیکن جو بھائی تندرست اور صحت مند ہوں۔ ان پر میت کا یہ حق بنتا ہے کہ وہ اس کو ایک بار ضرور کندھا دیں۔ لیکن کندھا دیتے وقت کلمۂ شہادت کا نعرہ لگانے کی بجائے میت کے لئے خود اپنے دل میں بخشش کی دعاء کریں۔ کیونکہ صحابہؓ اس بات کو پسند نہیں کرتے تھے کہ کوئی بلند آواز کے ساتھ یہ بھی کہے کہ میت کے لئے اللہ تعالیٰ سے بخشش طلب کرو بلکہ صحابہؓ آخرت کی فکر میں ڈوبے اور خاموشی اختیار کئے ہوئے جنازے کے ساتھ چلا کرتے تھے۔

امام عبداللہ بن مبارکؒ نے ابراہیم سے نقل کیا ہے کہ وہ لوگ اگر کسی جنازے میں شریک ہوتے تو کئی کئی دن محزون و مغموم رہتے اور یہ بات ان کے چہروں سے عیاں ہوتی[1]

شرح طحاوی میں منقول ہے کہ جنازے کے ساتھ چلنے والے خاموشی اختیار کریں۔ اور اُونچی آواز سے قرآن کا پڑھنا یا ذکر کرنا اُن کے لیے مکروہ ہے[2]

یہاں عرض کیا جا چکا ہے کہ مسلمان ہونے کے باوجود آج تک ہم ہندوانہ رسم و رواج سے چھٹکارا حاصل نہیں کر پائے۔ ہندوؤں کے ہاں یہ رواج ہے کہ جب میت کو اٹھائے گھر سے نکلتے ہیں تو ساتھ چلنے والوں کو ورد کروایا جاتا ہے۔ رام نام ست ہے۔ یعنی رام کا نام سچ ہے۔ وہی رواج ہمارے ہاں بھی رائج ہو چکا ہے۔ ضرورت اس بات کی ہے کہ ہمارا ہر کام اور فعل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اُسوۂ حسنہ کے مطابق ہونا چاہیئے۔

بکر بن عبداللہ المزنی سے مروی ہے کہ جب میت کو اٹھایا جائے تو بسم اللہ کہا جائے اور اللہ کی تسبیح بیان کی جائے[3] ابن عمرؓ نے بھی ایسے موقع پر بسم اللہ کہنے کا حکم دیا[4]

---

[1] کتاب الزھد : ص ۸۳ [2] الفتاوی الھندیہ (عالمگیری) : ص ۱۶۲ ج ۱۔

[3] مصنف عبدالرزاق: ص ۳۸۹ ج ۳۔ مصنف ابن ابی شیبۃ: ص ۲۸۹ ج ۳۔ السنن الکبری: ص ۳۵ ج ۳

[4] مصنف ابن ابی شیبہ : ص ۳۸۵ ج ۳۔

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

ابن عیینہ نے اسمٰعیل بن ابی خالد سے نقل کیا ہے کہ ابو جحیفہؓ۔ عمرو بن شرحبیل کی میت کو قبرستان تک کندھا دیتے رہے۔ یہاں تک کہ قبر تک پہنچ گئے۔ اور سارا راستہ دعا کرتے رہے۔ اے اللہ ابو میسرہ یعنی عمرو بن شرحبیل کو بخش دے [1]

لہٰذا میت کے لئے بہتر اور اولیٰ یہی ہے کہ اس کو بسم اللہ کہہ کر اٹھایا جائے۔ اللہ کی تسبیح بیان کی جائے اور اس کے لئے دعا کی جائے۔

ہمارے ہاں یہ بھی عام رواج ہے کہ میت کے ساتھ چلتے ہوئے لوگ اکثر دنیوی باتوں میں مصروف رہتے ہیں۔ اپنے عزیز اور قریبی کے جنازے کے ساتھ قبرستان جا کر خود اس کو اپنے ہاتھوں سے دفناتے ہیں۔ لیکن عبرت کا معمولی بھی سبق لیے بغیر ہاتھوں کو جھاڑ کر واپس چلے آتے ہیں۔ کسی کے دل میں یہ خیال نہیں آتا کہ کل کو میں نے بھی یہیں آنا ہے۔ یا آج اگر میں اس کی جگہ ہوتا تو پھر کیا ہوتا۔ حالانکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا معمول مبارک تھا کہ جنازے کے ساتھ جاتے ہوئے سب سے زیادہ آپ ہی خاموش اور فکر کرنے والے ہوتے تھے [2]

لہٰذا تمام مسلمان بھائیوں کو چاہیئے کہ میت کے ساتھ چلتے ہوئے اور قبرستان میں اس کے دفنائے جانے کے وقت میں اپنی اپنی آخرت کے بارے میں غور و فکر کریں اور رخصت ہونے والے اپنے عزیز کے لئے دعائے خیر کرتے رہیں۔ اگر اس کے ماضی کے بارے میں کوئی گفتگو ہوتی ہے تو اس کی اچھائی اور نیکیوں کا ذکر کریں۔ اس کی برائی کو زیر بحث لانے سے اجتناب کریں کیونکہ اس کا معاملہ اس کے رب کے پاس پہنچ چکا ہوتا ہے۔

---

[1] مصنف عبدالرزاق: ص ۴۸۰ ج ۳۔

[2] مصنف عبدالرزاق: ص ۴۵۳ ج ۳۔ مصنف ابن ابی شیبہ: ص ۲۷۴ ج ۳۔ ایضاً بخاری: ص ۴۵ ۶

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

اور کسی انسان کو لائق نہیں کہ ربّ کے پاس پہنچے ہوئے معاملے میں رائے زنی کرے۔

میّت کو دیکھ کر کھڑے ہونا

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم نے مدینہ طیبہ میں جب اسلامی ریاست کی بنیاد رکھ دی تو اس کے مستحکم ہونے کے ساتھ کئی احکام نازل ہوئے۔ کئی ایسے تھے کہ جن پر پہلے آپ نے عمل فرمایا۔ لیکن بعد میں ان میں تغیّر و تبدّل ہوا۔ مثال کے طور پر سولہ ماہ آپ نے بیت المقدس کو قبلہ بنا کر نماز ادا کی۔ پھر آپ کی دِلی خواہش پر بیت اللہ کو قبلہ بنا دیا گیا[1] آغاز میں آپ نے عاشوراء کا روزہ رکھا اور صحابہؓ کو رکھنے کا حکم ارشاد فرمایا۔ لیکن رمضان کے روزے فرض ہونے پر آپ نے اجازت دے دی جو چاہے رکھے اور جو چاہے نہ رکھے[2] جنگ اُحد تک شراب کی قطعی حرمت نازل نہ ہونے کی بناء پر پی جاتی تھی۔ لیکن حرمت کے نازل ہوتے ہی مدینہ طیبہ کی گلیوں میں بہنے لگی[3] زکوٰۃ کی فرضیت سے پہلے حکم تھا کہ مال فالتو ہو تو اللہ کی راہ میں خرچ کرو۔ لیکن زکوٰۃ کے فرض ہونے کے بعد آپ نے ارشاد فرمایا جب تو نے اپنے مال کی زکوٰۃ ادا کر دی تو جو تجھ پر فرض عائد ہوتا تھا وہ تو نے ادا کر دیا۔[4]

اسی طرح پہلے جب آپ کے پاس سے کوئی جنازہ گزرتا تھا تو آپ اُسے دیکھ کر کھڑے ہو جایا کرتے تھے۔ یہاں تک کہ آپ یہودی اور یہودیہ کی میّت کے لئے بھی کھڑے ہوئے۔ لیکن جب آپ کی توجّہ اس طرف دلائی گئی کہ آپ یہودی کے جنازے

---

[1] بخاری: ص ۴۵۶، مصنف عبد الرزاق: ص ۳۵۴ ج ۲۔ مصنف ابن ابی شیبہ: ص ۲۷۴ ج ۳۔

[2] بخاری: ص ۲۵۴ [3] تفسیر ابن کثیر: ص ۹۴ - ۹۵ ج ۲ [4] ترمذی: ص ۱۰۶ ج ۱۔

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

سے کے کھڑے ہو گئے تو آپ نے فرمایا۔ کیا اس میں جان نہ تھی[1] دوسری روایت کے مطابق آپ نے فرمایا۔ میّت کے ساتھ جو فرشتے ہوتے ہیں میں ان کی وجہ سے کھڑا ہوا ہوں[2]۔

آپ نے صحابہؓ سے بھی فرمایا۔ جب تم جنازہ دیکھو تو اُس کے لئے کھڑے ہو جاؤ۔ اور جو اس کے ساتھ چل رہا ہو وہ اُس وقت تک نہ بیٹھے جب تک اُسے زمین پر نہ رکھ دیا جائے[3]۔

آپؐ نے یہ بھی فرمایا کہ میّت جب تک تُم سے آگے نہ نکل جائے یعنی تم سے دور نہ ہو جائے تو اُس وقت تک کھڑے رہو[4]۔

لیکن جب آپ کو ایک یہودی عالم نے جنازے کے لیے کھڑے دیکھ کر کہا کہ ہم بھی ایسا ہی کرتے ہیں، تو آپ نے فرمایا۔

اجلسوا وخالفوھم — "جنازہ دیکھ کر بیٹھے رہو اور یہود کی مخالفت کرو۔"[5]

حضرت علیؓ سے مروی ہے کہ رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے ہمیں حکم دیا کہ ہم جنازہ دیکھ کر کھڑے ہو جایا کریں۔ لیکن بعد میں آپ بیٹھے رہتے اور ہمیں بھی بیٹھنے کا حکم فرمایا[6]۔

حضرت علیؓ کی دوسری روایت کے الفاظ ہیں۔

رَأینا رسول اللّٰہ صلّی اللّٰہ علیہ وسلّم قام فقمنا وقعد فقعدنا یعنی فی الجنازۃ[7]	"ہم نے رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کو دیکھا کہ آپ جنازے کے لئے کھڑے ہوئے تو ہم بھی کھڑے ہو گئے آپ بیٹھے رہے تو ہم بھی بیٹھ گئے۔"

---

[1] بخاری: ص۱۷۵ مسلم: ص۳۱۰ ج۱ [2] النسائی: ص۲۲۱ ج۱۔ ایضًا المستدرک: ص۳۵۷۔ ج۱
[3] بخاری: ص۱۷۵۔ مسلم: ص۳۱۰ ج۱ [4] بخاری: ص۱۷۵۔ مسلم: ص۳۱۰ ج۱ [5] ابوداوٗد: ص۴۵۲۔ ابن ماجہ: ص۱۱۱
نیل الاوطار: ص۸۳ ج۴۔ فتح الباری: ص۱۸۱ ج۲ [6] مسند احمد: ص۸۲ ج۱ [7] مسلم: ص۳۱۰۔

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

ابوداؤد اور امام مالکؒ کی روایت میں "بعد" کا بھی لفظ ہے ۔ یعنی بعد میں آپ بیٹھے رہا کرتے تھے۔ [1]

علاّمہ شوکانیؒ نے نقل کیا ہے کہ امام مالکؒ ۔ امام ابوحنیفہؒ اور امام شافعیؒ حضرت علیؓ کی روایت کو پیشِ نظر رکھتے ہوئے جنازے کے لئے کھڑے ہونا کو منسوخ مانتے تھے جب کہ امام احمدؒ، امام اسحاقؒ ۔ امام ابن حبیبؒ اور امام ابن ماجشون، منسوخ کے قائل نہ تھے بلکہ بیٹھے رہنے کو جواز کے طور پر یا آسانی میں وُسعت اور کھڑے ہونے کو باعثِ اجر خیال کرتے تھے۔ امام نوویؒ بیٹھے رہنے کو مستحب قرار دیتے تھے ۔ اور امام حزمؒ کے نزدیک یہ مندوب تھا۔

صحابہؓ میں سے ابن عمرؓ ۔ ابن مسعودؓ ، قیس بن سعدؓ ۔ اور سہل بن حنیف جنازے کے لئے کھڑے ہونے کو مستحب سمجھتے تھے۔ [2]

صحابہؓ اور ائمہ کرام کے اقوال و افعال سے جو بات سامنے آتی ہے ۔ وہ یہ ہے کہ آپ دنیا سے رُخصت ہونے والے مُسلم یا غیر مُسلم انسان کی میت کو دیکھ کر پہلے کھڑے ہو جایا کرتے تھے ۔ اس وقت آپ کے پیشِ نظر احترامِ انسانیت اور موت کا حق ہونا تھا ۔ لیکن ایک یہودی عالم نے جب یہ کہا کہ ہم بھی ایسا کرتے ہیں تو آپ نے کھڑے ہونے کو ترک کر دیا۔ کہ کہیں ہماری یہود سے مشابہت نہ ہو جائے ۔ لیکن جنازے کے ساتھ جانے والوں کے لئے عموماً یہی عمل رہا کہ جب تک میّت کو زمین پر رکھ نہ دیا جاتا تو صحابہؓ بیٹھتے نہیں تھے۔ آج بھی ہمیں اسی کے مطابق عمل کرنا چاہیئے ۔ ہاں اگر مسلم میّت کے احترام کی بات ذہن میں

---

[1] مشکوٰۃ : ص ۱۴۴۔

[2] نیل الاوطار: ص۸۲ ج ۴ ایضاً : فتح الباری: ص۱۸۱ ج ۳ (امام ابوحنیفہؒ اور امام مالکؒ کا ذکر نہیں کیا)

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

ہو اور یہود سے مشابہت سے پرہیز والا نکتہ بھی سامنے ہو تو کھڑے ہونے میں کوئی حرج نہیں۔ لیکن اس پر زور دینے کی ضرورت نہیں۔ بلکہ جو آسانی پیدا کی گئی ہے اس کو تنگی میں تبدیل کرنے سے بچنا ہی بہتر ہے۔

نماز جنازہ میں شریک ہونا

زندہ مسلمان اپنے فوت شدہ بھائی یا بہن کی جو سب سے زیادہ خدمت کر سکتے ہیں۔ وہ یہ ہے کہ زیادہ سے زیادہ تعداد میں اس کی نماز جنازہ میں شریک ہوں اور اس کے لیے بخشش کی دعاء کریں۔ کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔

ما من میت تصلی علیہ	"جب کسی میت کی نماز جنازہ مسلمانوں کی
اُمۃ من المسلمین	ایک جماعت پڑھتی ہے جس کی تعداد ایک سو ہو
یبلغون مائۃ کلھم یشفعون	جاتی ہے اور سب اس کے لئے دعاء کرتے
لہ الا شفّعوا فیہ [1]	ہیں تو اللہ ان کی دعاء کو قبول فرماتا ہے"

ترمذیؒ کی روایت میں میّت کے لفظ کی بجائے مسلمانوں میں سے کوئی فوت ہو جائے منقول ہے [2]

ابن ماجہ کی رعایت کے مطابق آپ نے فرمایا جس کی نماز جنازہ ایک سو مسلمانوں نے پڑھی اُس کو بخش دیا جاتا ہے [3]

حضرت عبداللہ بن عباسؓ کے آزاد کردہ غلام کریبؒ سے مروی ہے کہ قُدَید یا عسفان کے

---

[1] مسلم: ص ۳۰۸ ج ۱۔ الفتح الربانی: ص ۲۰۳ ج ۷ [2] ترمذی: ص ۱۵۴ ج ۱ [3] ابن ماجہ: ص ۱۰۷

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

مقام پر ابن عباسؓ کا لڑکا فوت ہوا۔ تو انہوں نے کہا۔ اے کریب دیکھو۔ جنازے کے لئے کچھ لوگ جمع ہوئے ہیں۔ چنانچہ میں نے باہر نکل کر دیکھا اور ان کو بتایا کہ جی ہاں جمع ہو گئے ہیں۔ انہوں نے کہا۔ کیا تیرے خیال میں وہ چالیس ہوں گے؟ میں نے عرض کیا۔ جی ہاں چالیس ہوں گے۔ انہوں نے فرمایا تو پھر نکلو۔ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ارشاد فرماتے سُنا۔

ما من رجل مسلم یموت	"جب کوئی مسلمان آدمی فوت ہوتا ہے۔ پھر
فیقوم علی جنازته اربعون	اس کی نماز جنازہ چالیس ایسے لوگ پڑھتے ہیں
رجلا لا یشرکون باللہ شیئا	جو اللہ کے ساتھ کچھ بھی شریک نہ بناتے ہوں تو
الا شفعهم اللہ فیه [1]	اللہ میت کے بارے میں اس کی شفاعت قبول فرماتا ہے"

حضرت مالکؓ بن ہبیرہ کا معمول تھا کہ جب کسی کی نماز جنازہ پڑھاتے۔ اگر دیکھتے کہ لوگ کم شریک ہوئے ہیں تو ان کو تین صفوں میں تقسیم کر لیتے اور کہتے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جس میّت پر تین صفوں نے نماز پڑھی تو اس پر واجب ہو گئی۔ یعنی ان کی شفاعت کی وجہ سے اس کی بخشش ہو گئی [2]

معلوم ہوا کہ اللہ بڑا ہی رحم کرنے اور گناہوں کو معاف کرنے والا ہے۔

اپنے آپ کو شرک سے پاک رکھنے والے چند نیک لوگ کسی مسلمان بھائی یا بہن کی بخشش کے لئے دُعاء کرتے ہیں تو اللہ تعالیٰ ان کی دُعاء کو قبول فرماتا ہے۔ لہٰذا نمازِ جنازہ میں شریک ہونے والوں پر میّت کا یہ حق ہوتا ہے کہ انتہائی خلوص کے ساتھ اس کے لئے بخشش کی دُعاء

---

[1] مسلم: ص ۳۰۸ ج ۱۔ ابن ماجه: ص ۱۰۷۔ الفتح الربانی: ص ۲۰۲۔ ج ۷۔

[2] ابن ماجه: ص ۱۰۷۔ ابوداؤد: ص ۱۵۳ ج ۲۔ المستدرک: ص ۳۶۲ ج ۱۔ الفتح الربانی: ص ۲۰۱۔ ج ۷۔

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

کریں۔ یہاں یہ بھی واضح ہو جانا چاہیئے کہ دعاء مانگنا صرف امام پر ہی واجب نہیں بلکہ تمام شرکاءِ جنازہ کا اس میں شریک ہونا لازم ہے۔ یعنی ہر شخص اس کے لیے دعاء کرے۔ رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔

اذا صلّیتم علی المیت فاخلصوا لہ الدّعاء [1] — جب تم میّت کی نماز پڑھو تو خلوص دل کے ساتھ اس کے لئے دعا کرو۔

عربی قواعد کے مطابق آپ نے حکم ارشاد فرماتے وقت جمع کا صیغہ استعمال فرمایا۔ یہ نہیں فرمایا کہ صرف امام اس کے لئے دعاء کرے۔ یہ الگ بات ہے کہ دُعاء تو سب کو یاد ہو لیکن اس کے باوجود امام کی دعاء پر آمین کہہ لیا جائے۔ لیکن دعاء کا یاد نہ کرنا اور بار بار عزیزوں کے جنازے میں خاموشی کے ساتھ شریک ہونا ہمیشہ کے لیے جدا ہونے والے کو کسی بھی کلمۂ خیر کے بغیر ہی سپردِ خاک کر دینا۔ یہ انتہائی افسوسناک بات ہے۔ کیونکہ جس ماں نے نو ماہ اپنے بچے کو پیٹ میں اٹھایا۔ دو سال دودھ پلایا۔ دن رات محنت کر کے پرورش کی۔ گرمی سردی کو راتوں میں اس کے آرام و راحت کی خاطر جاگ کر اس کی دیکھ بھال کی۔ اپنی جان سے زیادہ اسے عزیز رکھا۔ وہی بچہ جب اُسے ہمیشہ کے لئے رُخصت کرنے آئے اور اسے قبر میں رکھے تو ایک بھی مسنون دعاء اُس کی زبان پر جاری نہ ہو تو اس سے بڑھ کر اور بدنصیبی کیا ہوسکتی ہے؟

چنانچہ ہر مسلمان بھائی کا فرض ہے کہ پہلے نمازِ جنازہ کی دعائیں یاد کرے۔ پھر ان دعاؤں کے ساتھ اپنے عزیزوں کی اللہ تعالیٰ سے بخشش طلب کرتے ہوئے ایسے اخلاص کا مظاہرہ کرے کہ اللہ اس کی شفاعت کو قبول فرمالے۔

---

[1] ابن ماجہ: ص ۱۰۸۔ ابوداؤد: ص ۴۵۶۔ السنن الکبریٰ: ص ۴۰۔ ج ۴۔ زوائد ابن حبان: ص ۱۹۲۔

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

نمازِ جنازہ کے لئے وضو کرنا

اگرچہ نمازِ جنازہ میں کوئی رکوع اور سجدہ نہیں اور یہ دعاء کرنے کی ایک صورت ہے۔ لیکن پھر بھی رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم نے اسے نماز قرار دیا ہے۔ اِسی بناء پر عام فرض نمازوں کی طرح اس کے لئے بھی طہارت اور وضو شرط ہے۔ ہاں اگر کہیں ایسی صورت پیش آجاتی ہے کہ پانی ملنے میں دشواری ہو اور ادھر نمازِ جنازہ کے نہ پانے کا بھی خطرہ ہو۔ تو تیمّم کر کے نماز میں شریک ہوجانا ٹھیک ہے۔

امام بخاریؒ نے کتاب الجنائز میں حضرت عبداللہؓ بن عمرؓ کے بارے میں نقل کیا ہے۔

لا یصلی الا طاھرا [1] "کہ وضو کر کے نمازِ جنازہ پڑھتے تھے۔"

امام مالکؒ نے ان سے روایت کی ہے وہ کہا کرتے تھے۔

لا یصلی الرجل علی الجنازۃ الا وھو طاھر [2] "کہ کوئی آدمی بغیر وضو نمازِ جنازہ نہ پڑھے۔"

ابن جریج سے مروی ہے کہ میں نے عطاء سے پُوچھا۔ کیا جنازے کے ساتھ جانے والا بغیر وضو کے میّت کو کندھا دے۔ اُنہوں نے کہا، ہاں اگرچہ میرے نزدیک محبوب یہ ہے کہ وہ باوضو ہو لیکن جو بھی اس کی نمازِ جنازہ پڑھے اُس کا باوضو ہونا ضروری ہے [3]

معلُوم ہوا کہ بغیر وضو کے نمازِ جنازہ درست نہیں۔

---

[1] بخاری: ص ۱۷۶ [2] تنویر الحوالک شرح مؤطا امام مالک: ص ۱۷۸ ج ۱

[3] مصنف عبدالرزاق: ص ۴۵۱ ج ۳۔

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

مسجد میں نمازِ جنازہ پڑھنا

ہمارے ہاں مسجد میں نمازِ جنازہ پڑھنے کو اچھا نہیں سمجھا جاتا۔ اور کہا جاتا ہے چونکہ میّت پاک نہیں ہوتی۔ اس لیے مسجد میں اسے داخل نہیں کرنا چاہیئے۔ حالانکہ آج بھی عالمِ اسلام کی مقدس ترین جگہ مسجد حرام اور مسجد نبوی کے اندر نمازِ جنازہ ادا کی جاتی ہے۔ اس لئے کہ رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے سہیلؓ بن بیضاء کی نمازِ جنازہ مسجد نبوی میں پڑھائی [۱]

امام نوویؒ نے حدیث کی شرح میں نقل کیا ہے۔ امام شافعیؒ اور اکثرین کے نزدیک یہی حدیث مسجد میں نمازِ جنازہ پڑھنے کے جواز کی دلیل ہے۔ امام احمدؒ۔ امام اسحٰقؒ اور امام ابن عبد البرؒ اسی کے قائل تھے۔ موطاء امام مالکؒ میں اور ابن حبیب مالکیؒ سے بھی یہی منقول ہے۔ انہوں نے ابُو درداءؓ کی روایت کہ "جس نے مسجد میں نماز جنازہ پڑھی۔ اسے کچھ بھی حاصل نہ ہوا۔" کا ذکر کرکے امام احمد بن حنبل کے حوالے سے حدیث کا ضعیف ہونا ثابت کیا ہے۔ امام زیلعی نے بھی اسی طرح نقل کیا ہے۔ علّامہ علی بن سلطان الحنفی نے لکھّا ہے کہ یہ حدیث محدّثین کے نزدیک بالاتفاق ضعیف ہے [۲]

امام ابُوداؤد نے اپنی سُنن میں باب باندھا ہے۔ مسجد میں نمازِ جنازہ پڑھنے کا بیان۔ پھر دو حدیثیں نقل کی ہیں۔ ان میں سے ایک حضرت عائشہؓ والی ہے۔ یعنی آپ نے بیضا کے دو بیٹوں کی نمازِ جنازہ مسجد میں پڑھائی اور دوسری وہ جس کا ذکر امام نوویؒ نے کیا ہے [۳]

---

[۱] مسلم، ص ۳۱۲-۳۱۳ ج ۱۔ نسائی: ص ۲۲۶ ج ۱۔ تنویر الحوالك شرح موطا امام مالک: ص۔ ج۔

[۲] مرقاۃ شرح مشکوٰۃ: ص ۴۹ ج ۴۔

[۳] ابُوداؤد: ص ۴۵۴۔

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

مسجد میں نمازِ جنازہ پڑھنے کی سب سے بڑی دلیل یہ ہے کہ حضرت عمر فاروقؓ نے حضرت ابوبکر الصدیقؓ کی اور حضرت صہیبؓ نے حضرت عمر فاروقؓ کی نمازِ جنازہ مسجدِ نبویؐ میں پڑھائی[1]

ایک روایت کے یہ بھی الفاظ ہیں۔

وصفت الجنازۃ فی المسجد تجاہ المنبر — "جنازہ مسجد میں منبر کے سامنے رکھا گیا"

اتنی وضاحت ہی ہماری لئے کافی ہونی چاہیئے۔ اور دین میں جو آسانی رکھی گئی ہے ٹھکرانے کی بجائے اس سے فائدہ اٹھانا چاہیئے۔

صفوں کا دُرست کرنا

رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا معمول مبارک تھا کہ آپ نماز اور جہاد میں صفوں کو درست اور سیدھا رکھنے کا خاص طور پر خیال فرمایا کرتے تھے۔ حضرت نعمانؓ بن بشیر سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہماری صفوں کو اس طرح سیدھا کیا کرتے تھے کہ ایسے معلوم ہوتا کہ آپ اس سے تیر کو سیدھا کر رہے ہیں۔ یہ معاملہ اُس وقت تک جاری رہا جب تک آپ نے دیکھ نہ لیا۔ کہ ہم صفوں کو درست اور سیدھا رکھنے والی بات سمجھ گئے ہیں۔ ایک دن جب آپ نماز پڑھانے کے لئے تشریف لائے اور قریب تھا کہ آپ تکبیر کہہ دیتے کہ آپ نے ایک شخص کو دیکھا کہ اُس کا سینہ صف سے کچھ آگے نکلا ہوا نظر آرہا ہے۔ آپ نے ارشاد فرمایا، اللہ کے بندو! اپنی صفوں کو سیدھا رکھو اگر صف ٹیڑھی ہوگی تو اللہ تمہارے چہروں کو ٹیڑھا کر دے گا۔ تمہیں ٹیڑھا کر دے گا۔ تمہارے دلوں میں ٹیڑھا پن پیدا ہو جائے گا۔ اور تم میں مخالفت پیدا ہو جائے گی[2]

---

[1] مسلم: ص ۳۱۲ ج ا۔ ابو داؤد: ص ۹۷

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

حضرت انسؓ کی روایت کے الفاظ ہیں۔ آپ نے فرمایا۔

سوّوا صفوفکم فان تسویة الصفوف من اقامة الصلٰوة[1] "صفوں کو سیدھا رکھو۔ اس لیے کہ صفوں کو سیدھا رکھنا نماز کا حصّہ ہے۔"

حضرت ابُوہریرہؓ کی روایت کے مطابق آپ نے فرمایا:۔

توسطوا الامام وسدوا الخلل[2] "امام کو درمیان میں رکھو۔ خلا کو پُر کرو۔"

یعنی جب صف بندی کرو۔ تو امام درمیان میں ہونا چاہیئے۔ یہ نہیں کہ ایک طرف لوگ زیادہ ہوں اور دوسری طرف کم۔ صف بنانے والے درمیان میں خالی جگہ بھی نہ چھوڑیں۔ بخاری میں منقول ہے۔ آپؐ نے فرمایا۔

اقیموا صفوفکم وتراصّوا[3] "صفوں کو قائم کرو اور اچھی طرح مل کر کھڑے ہو جاؤ"

امام بخاریؒ نے اپنی صحیح میں باب باندھا ہے۔

الزاق المنکب بالمنکب والقدم بالقدم فی صف[4] صف میں کندھے سے کندھا اور پاؤں سے پاؤں ملانے کا بیان۔

پھر نعمانؓ بن بشیر سے نقل کیا ہے کہ انہوں نے کہا ہے کہ میں دیکھتا تھا آدمی کو کہ وہ اپنے ساتھی کے ٹخنے کے ساتھ اپنا ٹخنہ ملا رہا ہے۔ ابُوداؤد کی روایت کے مطابق اپنے ساتھی کے کندھے کے ساتھ کندھا۔ گھٹنے کے ساتھ گھٹنا اور ٹخنے کے ساتھ ٹخنہ ملا رہا ہے[5] یعنی مل کر کھڑا ہو رہا ہے اور صف کو سیدھا کر رہا ہے۔ ٹخنے سے ٹخنہ ملانے کی حکمت یہ ہے کہ اس سے

---

[1] بخاری: ص ۱۰۰ [2] ابُوداؤد: ص ۹۹ [3] بخاری: ص ۱۰۰ [4] بخاری: ص ۱۰۰

[5] ابُوداؤد: ص ۹۷۔

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

صف خود بخود سیدھی ہو جاتی ہے ۔ اس لیے کہ کسی شخص کا پاؤں لمبا ہوتا ہے اور کسی کا چھوٹا ۔ لیکن اگر ٹخنے سے ٹخنہ ملا کر صف بنائی جائے تو وہ بالکل سیدھی ہو گی ۔ اگر ہر شخص اپنے جسم کے مطابق پاؤں کھولے تو کندھے سے کندھا بھی خود بخود مل جائے گا ۔ اگر جسم سے زیادہ پاؤں کھولے جائیں گے تو کندھے آپس میں مل نہیں پائیں گے ۔ اسی طرح اگر دونوں پاؤں کے درمیان فاصلہ کم ہو گا ۔ تو کندھے تو مل جائیں گے لیکن دو نمازیوں کے درمیان خلا رہ جائے گا ۔ جس سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے منع فرمایا ۔ آپ نے تو یہاں تک فرما دیا کہ شیطان کے لیے خلا مت چھوڑو ۔ جس نے صف کو ملایا ۔ اللہ نے اس کو ملایا اور جس نے صف کو قطع کیا اللہ نے اسے قطع کیا[1] ۔ قسم مجھے اُس ذات کی کہ جس کے ہاتھ میں محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی جان ہے ۔ بے شک میں دیکھ رہا ہوں کہ شیطان بکری کے چھوٹے بچے کی طرح صفوں میں چھوڑے گئے خلاؤں میں سے گذر رہا ہے[2]

لہٰذا شیطان سے محفوظ رہنے کے لئے مسلمانوں پر ضروری ہے کہ آپ کے ارشاد کے مطابق صفِ مرصوص یعنی اچھی طرح ملی ہوئی صف بنائیں تاکہ اللہ تعالیٰ ہمارے دلوں کو بھی ایک دوسرے کے قریب کر دے ۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ۔

ھو وتر ان اللہ وتر	" اللہ تعالےٰ اکیلا ہے اکیلے پن
یحب الوتر[3]	کو پسند فرماتا ہے "

یعنی اس کی نہ کوئی بیوی ہے ۔ نہ ہی کوئی اولاد ۔ بلکہ وہ اکیلا ہی قادرِ مطلق اور بے نیاز ہے ۔

---

[1] ابوداؤد: ص۹۷ ۔ النسائی: ص۹۴ ۔ ج۱ [2] النسائی : ص۹۳ ۔ ج۱ ۔

[3] بخاری: ص۹۴۹ ۔ مسلم: ص۳۴۲ ج۲ ۔ الدارمی: ص۱۹۶ ۔ مسند احمد: ص۱۰۰ ۔ ج۱ ۔

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

اس لئے دینی عملوں میں وہ اکیلے پن کو محبوب رکھتا ہے۔ اسی بناء پر مالک بن ہبیرہ جنازے میں لوگوں کو جب کم دیکھتے تو ان کو تین صفوں میں کھڑا کرتے۔ لیکن جب لوگ زیادہ ہوتے تو پھر اس کی پرواہ نہ کرتے۔ محبوب و پسندیدہ بات یہی ہے کہ جنازے کی صفیں وتر ہوں۔ لیکن اگر اس کا خیال نہیں رہتا تو اس سے نمازِ جنازہ میں کوئی فرق نہیں پڑتا۔ ویسے بھی حضرت جابرؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے نجاشی کے بارے میں ارشاد فرمایا۔ بے شک تمہارا بھائی فوت ہو گیا ہے اُٹھو اور اس کی نمازِ جنازہ پڑھو۔

فقمنا فصفّنا صفین [1] "ہم کھڑے ہوئے آپ نے ہماری دو صفیں بنائیں"

ابن ماجہ کی روایت کے الفاظ ہیں۔

فصفّنا خلفه صفین [2] "ہم نے آپ کے پیچھے دو صفیں بنائیں"۔

اکثر دیکھنے میں آیا ہے کہ جنازہ گاہ میں صفیں بناتے ہوئے شور مچ جاتا ہے۔ جو کہ احترامِ میّت کے منافی ہوتا ہے۔ اور میّت کے لئے بخشش طلب کرنے والوں کو زیب بھی نہیں دیتا۔ اس لیے صفوں کا درست کرنے کا معاملہ امام پر چھوڑ دینا ہی مناسب ہے۔ اصل بات تو میّت کے لئے دُعاء کرنا ہوتی ہے۔ جس پر پُوری توجّہ مبذول کرنے کی ضرورت ہوتی ہے۔ لہٰذا اسی کو پیشِ نظر رکھتے ہوئے وقار اور سکینت کے ساتھ صفوں کو درست کر کے اپنے مقصود کو پانے کی کوشش کی جانی چاہیئے۔

---

[1] مسلم: ص ۳۰۹ ج ۱۔

[2] ابن ماجہ: ص ۱۱۰۔

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

نیّت

ہمارے ہاں نمازِ جنازہ کی نیّت کا جو مُروّجہ طریقہ ہے وہ کسی بھی مستند حدیث کی کتاب میں موجُود نہیں۔ اِس لئے کہ جب کوئی مسلمان اپنے بھائی بہن یا عزیز قریبی کی نمازِ جنازہ پڑھنے کا ارٰادہ کرتا ہے تو وہ نیّت کرکے ہی شریک ہوتا ہے۔ اپنے گھر یا کام کی جگہ سے نکل کر میّت والوں کے گھر آتا ہے۔ جنازے کے ساتھ چلتے ہوئے یا اپنی سواری پر جنازگاہ پہنچتا ہے۔ وضو کرکے صف میں کھڑا ہوتا ہے۔ تو ہر وقت اس کا مقصد اس کے سامنے ہوتا ہے۔ اُس کے دل و دماغ میں نیّت موجُود ہوتی ہے۔ رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم اُور صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین سے کوئی بھی صحیح حدیث مُروّجہ نیّت کے بارے میں منقول نہیں۔

ہاں نماز پڑھنے سے پہلے یہ جاننا ضروری ہے کہ میّت مرد کی ہے یا عورت کی، یا بچّے کی کیونکہ دُعاء مانگتے وقت عربی زبان کے مطابق جو صیغے استعمال ہوتے ہیں ان میں مذکّر و مؤنث کا خیال رکھنا پڑتا ہے۔ معصُوم بچے کی ویسے ہی دُعاء الگ ہے۔ جب ایک سے زیادہ میّتیں جمع ہوجائیں تو پھر تثنیہ یا جمع کا صیغہ استعمال کرنا پڑتا ہے لیکن رائج شدہ زبانی نیّت کے اہتمام کرنے کی کوئی ضرورت نہیں۔ اِسی لئے ائمہ احناف کے نزدیک بھی دلی نیّت ہی کافی ہے۔ فتاوٰی عالمگیری میں جہاں نیّت کرنے کی تعلیم دی گئی ہے وہاں یہ بھی منقول ہے۔

ولو تفکر الامام بالقلب	اگر امام دل میں ہی سوچ لے کہ وہ نمازہ
انہ یؤدی صلوٰۃ الجنازۃ یصح [1]	جنازہ ادا کرنے لگا ہے تو ٹھیک ہے۔"

---

[1] الفتاوی الهندیۃ: ص ۱۶۴ ج ۱۔ الفقہ علی المذاهب الاربعۃ: ص ۵۱۸ ج ۱۔

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

اگر مقتدی کہے کہ میں امام کی اقتدا کر رہا ہوں تو یہ بھی جائز ہے۔

تکبیرات

نمازِ جنازہ میں تکبیرات کا کہنا جنازے کے ارکان میں سے ایک رکن ہے۔ علماء کرام کی ایک جماعت نے ہر تکبیر کو فرض نماز کی رکعت کے قائم مقام قرار دیا ہے۔ لہٰذا اگر ایک بھی تکبیر رہ جائے تو نمازِ جنازہ نہ ہوگی۔ جیسا کہ کسی فرض نماز کی ایک ہی رکعت رہ جانے سے نماز نہیں ہوتی [1]

صحابہؓ سے نمازِ جنازہ میں تین سے لے کر نو تکبیرات کہنے کی روایات ملتی ہیں۔ لیکن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حبشہ کے بادشاہ نجاشی کی نمازِ جنازہ جب پڑھی تو آپ نے چار تکبیرات کہیں [2]

امام شعبیؒ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک میت کے دفنائے جانے کے بعد اس کی قبر پر نمازِ جنازہ پڑھی اور آپؐ نے چار تکبیرات کہیں [3]

علیؓ کا معمول تھا کہ بدری صحابہؓ کی نمازِ جنازہ میں چھ دوسرے صحابہؓ کے لئے پانچ اور عام لوگوں پر چار تکبیرات کہا کرتے تھے [4]

ابو وائل سے منقول ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے عہد مبارک میں چار سے سات تکبیرات کا معمول تھا۔ پھر عمرؓ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہؓ کو جمع کر کے ان

---

[1] عون المعبود: ص ۱۹۰ - ج ۳ [2] بخاری: ص ۱۷۸ - مسلم: ص ۳۰۹ - ج ۳ [3] مسلم: ص ۳۰۹ - ج ۲

[4] نیل الاوطار: ص ۶۲ ج ۴ - عون المعبود: ص ۱۹۰ - ج ۳ - فتح الباری: ص ۲۰۲ ج ۳ - السنن الکبریٰ: ص ۳۷ - ج ۴ -

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

سے نمازِ جنازہ کی تکبیرات کے بارے میں مشورہ کیا۔ ہر ایک نے اپنی اپنی رائے دی۔ پس اُنہوں نے ان کو چار تکبیرات پر جمع کر دیا[1]

امام بخاریؒ نے اپنی صحیح میں باب باندھا ہے۔

باب التکبیر علی الجنازة اربعا — جنازے پر چار تکبیرات کہنے کا باب

پھر انہوں نے حمیدؒ سے نقل کیا ہے کہ انہوں نے کہا کہ ہم کو انسؓ نے ایک نمازِ جنازہ پڑھائی۔ اور اُنہوں نے تین تکبیرات کہنے کے بعد ہی سلام پھیر دیا۔ جب انہوں نے ان سے کہا کہ آپ نے تین تکبیرات کے بعد سلام پھیر دیا ہے تو اُنہوں نے قبلہ کی طرف منہ کر کے چوتھی تکبیر کہہ کر سلام پھیر لیا[2]

یہاں یہ بھی معلوم ہوا کہ نمازِ جنازہ پڑھنے پڑھانے میں اگر کوئی غلطی ہو جائے تو اس کی ویسے ہی اصلاح کر لی جائے کیونکہ نمازِ جنازہ میں تو سجدہ نہیں۔ اس لئے کسی غلطی پر سجدہ سہو کی ضرورت نہیں۔

اگر نمازِ جنازہ میں شریک ہونے والوں کی کوئی تکبیر رہ جائے تو وہ عام نمازوں کی طرح اپنی بقیہ نماز کو رہ جانے والی تکبیر یا تکبیرات کے ساتھ پُورا کرے[3]

اگرچہ یہ بھی ایک رُجحان پایا جاتا ہے کہ جو تکبیریں نمازِ جنازہ کی رہ جائیں تو ان کو پُورا کرنے کی ضرورت نہیں۔ لیکن صحیح اور درست بات یہی ہے کہ امام کے سلام کہنے کے بعد رہ جانے والی نماز اور تکبیرات کو پُورا کر لیا جائے۔

---

[1] نیل الاوطار: ص ۶۲ ج ۴۔ فتح الباری: ص ۲۰۲ ج ۳۔ السنن الکبری: ص ۳۷ ج ۴۔ ابن ابی شیبہ: ص ۳۰۲۔ ج ۳

[2] بخاری: ص ۱۷۸۔ الفقہ علی المذاہب الاربعۃ: ص ۵۲۶۔ ج ۱۔

[3] مصنف ابن ابی شیبۃ: ص ۳۰۶۔ ج ۳۔

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

تکبیرات کے ساتھ ہاتھوں کا اٹھانا

نمازِ جنازہ میں تکبیرات کہتے ہُوئے رفع الیدین کرنا یعنی کندھوں یا کانوں تک ہاتھوں کو اٹھانا۔ اِس بارے میں کہا جاتا ہے کہ نماز کے آغاز میں صرف تکبیرِ تحریمہ کے ساتھ ہاتھوں کو اٹھایا جائے جب کہ اہلِ علم کی اکثریّت سے منقول ہے کہ ہر تکبیر کے ساتھ ہاتھوں کو اٹھایا جائے کیونکہ تمام نمازوں میں رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کا یہی معمول تھا۔ امام شافعیؒ سے مروی ہے۔

یرفع المصلی یدیه کلما کبر علی الجنازة فی کل تکبیرة للاثر والقیاس علی السنة فی الصلوٰة و ان رسول اللہ صلّی اللہ علیه وسلّم رفع یدیه فی کل تکبیرة کبرها فی الصلاة وهو قائم۔	" عام نماز کے طریقہ پر قیاس کرتے ہوئے اور جو کچھ اس کے بارے میں منقول ہے اس بنا پر نماز جنازہ پڑھنے والا ہر تکبیر کے ساتھ اپنے ہاتھوں کو اٹھائے۔ اس لیے کہ رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے نماز میں قیام کرتے ہوئے ہر تکبیر کہتے ہوئے اپنے ہاتھوں کو اٹھایا۔"

پھر امام شافعیؒ نے حضرت عبداللہ بن عمرؓ سے ایک روایت بھی نقل کی ہے۔

انه کان یرفع یدیه کلما کبر علی الجنازة [1]	"نمازِ جنازہ میں ہر تکبیر کہتے ہوئے اپنے ہاتھوں کو اٹھایا کرتے تھے۔"

---

[1] الام: ص ۲۷۱ ج ۱۔

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

اسی طرح حضرت انسؓ بن مالک سے بھی مروی ہے [1]

عبدالرزاق بن ہشام الصنعانی المتوفی ۲۱۱ھ نے زہری۔ عطاء، ابوحازم اور ابنِ عمرؓ سے نقل کیا ہے [2]

ترفع یدیك فی کل تکبیرة من التکبیرات الاربع وبه ناخذ۔	"چار تکبیروں میں سے ہر تکبیر کے ساتھ اپنے ہاتھوں کو اٹھا اور اسی پر ہمارا عمل ہے"۔
یرفع الامام یدیه کلما کبر علی الجنائز والناس خلفه	"جنازوں پر جب بھی امام تکبیر کہے تو اپنے ہاتھوں کو اٹھائے اور اس کے پیچھے لوگ بھی رفع الیدین کریں"۔
کان یرفع یدیه فی تکبیرات کلهن	"ابوحازم تمام تکبیروں میں ہاتھوں کو اٹھایا کرتے تھے"۔
ان ابن عمرؓ کان یرفع فی التکبیرات الاربع علی الجنازة۔	"جنازے میں ابن عمرؓ چاروں تکبیروں میں ہاتھوں کو اٹھایا کرتے تھے"۔

اسی طرح امام ابن ابی شیبہ الکوفی العبسی المتوفی ۲۳۵ھ نے بھی حضرت عمر بن عبدالعزیزؒ کے بارے میں نقل کیا ہے۔

کان یرفع یدیه فی کل تکبیرة علی الجنازة [3]	"وہ ہر تکبیر پر نماز جنازہ میں اپنے ہاتھوں کو اٹھایا کرتے تھے"۔

اسی کی تائید میں انہوں نے عطاءؒ۔ زید بن ثابتؓ۔ خالد بن ابی بکر اور عمران بن ابی زائدہ سے بھی روایات نقل کی ہیں۔

---

[1] السنن الکبریٰ: ص ۴۴ ج ۴ [2] مصنّف عبدالرزاق: ص ۳۶۹۔۳۷۰ ج ۳ [3] مصنف ابن ابی شیبہ: ص ۲۹۶ ج ۳۔

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

امام ترمذیؒ نے اپنی جامع میں باب باندھا ہے۔

باب ماجاء فی رفع الیدین علی الجنازۃ	نمازِ جنازہ میں ہاتھوں کو اٹھانے کا بیان

پھر انہوں نے حضرت ابوہریرہؓ سے ایک روایت نقل کی ہے۔

انّ رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کبّر علی جنازۃ رفع یدیہ فی اوّل تکبیرۃ و وضع الیمنی علی الیسری۔	"بے شک رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے ایک جنازے کے لئے تکبیر کہی پس پہلی تکبیر کے ساتھ ہاتھوں کو اٹھایا اور دائیں ہاتھ کو بائیں ہاتھ پر رکھا"

امام ترمذیؒ ابوعیسٰی نے کہا ہے کہ یہ غریب حدیث ہے۔ ہم اس کو اسی سند کے ساتھ جانتے ہیں اور اہلِ علم نے رفع الیدین کرنے یا نہ کرنے میں اختلاف کیا ہے۔ نبی صلّی اللہ علیہ وسلّم کے اکثر اہلِ علم صحابہؓ اور ان کے علاوہ دوسروں کے نزدیک یہ ہے کہ آدمی نمازِ جنازہ کی ہر تکبیر کے ساتھ اپنے ہاتھوں کو اٹھائے۔ یہ قول ابن مبارکؒ۔ شافعیؒ۔ احمدؒ اور اسحاقؒ کا ہے۔ جب کہ بعض اہلِ علم کے نزدیک پہلی تکبیر پر صرف ایک مرتبہ ہاتھوں کو اٹھایا جائے۔ یہ قول ثوری اور اہلِ کوفہ کا ہے۔

امام ترمذیؒ نے فیصلہ دے دیا کہ اکثر اہلِ علم اس حق میں ہیں کہ نمازِ جنازہ میں ہر تکبیر کے ساتھ ہاتھوں کو اٹھایا جائے۔

تعجب کے طور پر علّامہ ابن حزمؒ نے امام ابوحنیفہؒ کا بھی ایک قول نقل کیا ہے۔

یرفع الایدی فی کل تکبیرۃ فی صلاۃ الجنازۃ۔	"نمازِ جنازہ میں ہر تکبیر کے ساتھ ہاتھوں کو اٹھایا جائے" [1]

---

[1] المحلّی ابن حزم: ص ۱۲۸۔ ج ۵۔

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

علامہ عبدالحی لکھنوی نے عمدۃ الرعایہ میں رفع الیدین کی بحث میں لکھا ہے کہ ہمارے مشائخ بلخ نے ہاتھوں کو اٹھانا اختیار کیا ہے اور یہ روایت ابوحنیفہؒ سے بھی ہے۔ المبسوط اور بدائع الصنائع میں بھی منقول ہے۔ کثیر من ائمۃ البلخ اختاروا رفع الیدین فی کل تکبیر

کثیر من ائمۃ البلخ اختاروا	"بہت سے ائمہ بلخ نے نمازِ جنازہ
رفع الیدین فی کل تکبیر	میں ہر تکبیر کے ساتھ اختیار
من صلوٰۃ الجنازۃ۔	کیا ہے[1]

اِس سے معلوم کہ ہر تکبیر کے ساتھ ہاتھوں کا اٹھانا ہی اولیٰ اور بہتر ہے۔

نمازِ جنازہ پڑھنے اور میّت کو دفنانے کا وقت

عقبہؓ بن عامر سے مروی ہے کہ رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم ہمیں منع فرمایا کرتے تھے کہ ہم تین وقتوں میں اپنے فوت ہونے والوں کی نماز جنازہ پڑھیں اور ان کو دفنائیں یعنی جب سورج طلُوع ہو رہا ہے۔ جب عین دوپہر کا وقت ہو اور جب سورج غروب ہو رہا ہو[2]

امام ترمذیؒ نے اس روایت کو نقل کر کے لکھّا ہے کہ نبی صلّی اللہ علیہ وسلّم کے بعض اہلِ علم صحابہؓ کا اسی پر عمل رہا ہے۔ ان کے علاوہ دوسرے ان اوقات میں دفنانے کو نہیں بلکہ صرف نمازِ جنازہ پڑھنے کو پسند نہیں کرتے تھے۔

یہی قول امام احمدؒ اور امام اسحاقؒ کا ہے لیکن امام شافعیؒ کہتے تھے کہ ان اوقات میں نمازِ جنازہ پڑھنے میں بھی کوئی حرج نہیں۔

---

[1] المبسوط: ص ۴۶۔ ج ۲۔ بدائع الصنائع: ص ۳۱۴۔ ج ۱۔
[2] ابن ماجہ: ص ۱۰۹۔ النسائی: ص ۲۲۹-۲۳۰ ج ۱۔ ترمذی: ص ۱۵۵۔ ج ۱۔ ابوداؤد: ص ۴۵۴-۴۵۵۔

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

چنانچہ ان سے مروی ہے۔

یصلی علی الجنائز ای ساعۃ شاء من لیل او نہار[1] "جنازوں میں شریک ہونیوالا دن یا رات میں جس وقت چاہے جنازوں کی نماز پڑھے"۔

موسیٰؒ بن علی اپنے باپ سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے کہا۔ میں عقبہؓ بن عامر کے پاس تھا۔ ان سے جنازے کی تکبیرات کے بارے میں سوال کیا گیا۔ انہوں نے جواب دیا۔ نمازِ جنازہ میں چار تکبیرات کہی جائیں۔ راوی کا بیان ہے۔ میں نے پوچھا۔ دن اور رات اس میں برابر ہیں۔ یعنی ان میں وقت کی خاص پابندی تو نہیں۔ تو انہوں نے کہا کہ دن اور رات اس میں برابر ہیں۔ میں نے پوچھا۔ کیا رات کے وقت میت کو دفنایا جائے؟ تو انہوں نے کہا۔ ابوبکرؓ رات ہی میں دفنائے گئے تھے[2]

امام نوویؒ نے اس کی وضاحت یوں کی ہے کہ جان بوجھ کر ممنوعہ اوقات تک تاخیر نہ کی جائے۔ جیسا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بلاعذر نمازِ عصر کو دیر سے پڑھنے والوں کی نماز کو منافقین کی نماز فرمایا[3]

ویسے بھی جابرؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:۔

صلوا علی موتاکم باللیل والنھار[4] "اپنے فوت ہونے والوں کی نمازِ جنازہ رات اور دن میں پڑھو"۔

اِس حدیث کے راویوں میں سے ایک راوی ابن لھیعہ کے بارے میں محدثین نے کلام کیا ہے۔ اِس کے باوجود جو کچھ سامنے آیا ہے اُس سے ظاہر ہوتا ہے کہ ممنوعہ اوقات میں احتیاط

---

[1] الام: ص ۲۷۹ ج ۱۔ عون المعبود: ص ۱۸۳ ج ۳ [2] الفتح الربانی: ص ۶۹۔ ج ۸۔

[3] الفتح الربانی: ص ج۔ تحفۃ الاحوذی: ص ج [4] ابن ماجہ: ص ۱۰۹۔ السنن الکبریٰ: ص ۳۶۔ ج ۴۔

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

بہتر ہے۔ لیکن نمازِ جنازہ پڑھنے کا جواز بھی ملتا ہے۔

امام نماز پڑھانے کے لئے کہاں کھڑا ہو؟

انسؓ بن مالک سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نمازِ جنازہ میں مرد کے لئے سر کے سامنے اور عورت کے لئے درمیان میں کھڑے ہوتے [1]

امام بخاریؒ نے اپنی صحیح میں باب باندھا ہے۔

این یقوم من المراۃ و الرجل [2] — "عورت اور مرد کے لئے امام کہاں کھڑا ہو؟"

پھر سمرہ بن جندبؓ سے نقل کیا ہے کہ انہوں نے کہا۔ میں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پیچھے اس عورت کی نماز پڑھی جو نفاس میں فوت ہوگئی تھی۔ آپ اس کے وسط میں کھڑے ہوئے۔

امام بخاریؒ نے باب میں عورت اور مرد دونوں کا ذکر کیا۔ لیکن حدیث صرف عورت کے بارے میں نقل کرکے اشارہ کیا ہے کہ مرد اور عورت کی نمازِ جنازہ کے لئے اگر امام کھڑے ہونے میں کوئی فرق نہ کرے تو کوئی حرج نہیں۔ یعنی دونوں کے لئے وسط میں کھڑے ہونے کا انہوں نے جواز پیدا کردیا۔ جیسا کہ حضرت عبداللہ کیا کرتے تھے

اذا صلی علی الجنازۃ قام وسطھا [3] — "جب وہ نمازِ جنازہ پڑھاتے تو میت کے درمیان میں کھڑے ہوتے تھے"

---

[1] ابوداؤد: ص ۴۵۵۔ ترمذی: ص ۱۵۵ ج ۱۔ مصنف ابن ابی شیبہ: ص ۳۱۲ ج ۳۔

[2] بخاری: ص ۱۷۷۔ [3] مصنف ابن ابی شیبہ: ص ۳۱۳۔ ج ۳۔

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

یوسف بن حمید سے مروی ہے میں شمار نہیں کر سکتا کہ کتنی بار میں نے حضرت حسنؓ کے پیچھے مردوں اور عورتوں کی نمازِ جنازہ پڑھی اور وہ پرواہ نہیں کیا کرتے تھے کہ میت کے سامنے کہاں کھڑے ہوں [1]

نمازِ جنازہ پڑھانے کا حق دار کون ہے؟

اس بارے میں دو رجحان پائے جاتے ہیں۔ پہلا تو یہ ہے کہ سلطان یا امیر نمازِ جنازہ پڑھانے کا حق دار ہے۔ کیونکہ لوگوں کا سربراہ ہونے کی حیثیت میں اس کا حق ہے کہ اس کی عزت کی جائے۔ لہٰذا جب وہ موجود ہو تو اس کو نمازِ جنازہ پڑھانے کے لئے کہا جائے۔ اس کی غیر موجودگی میں قاضی کا حق ہے کہ وہ پڑھائے۔ کیونکہ وہ عدل وانصاف کے تقاضوں کو پورا کرنے والا ہوتا ہے وہ بھی موجود نہ ہو تو قبیلے یا محلّے کا امام نماز پڑھائے۔ اس کے بعد میت کے قریبی ورثہ کا حق بنتا ہے۔ وہ نمازِ جنازہ پڑھائیں [2]

یہ سب اُس وقت ممکن ہو سکتا ہے کہ جب امیر۔ قاضی صاحبِ علم ہوں۔ آغازِ اسلام میں اسی پر عمل ہوتا تھا۔ مرورِ زمانہ کے ساتھ یہ ذمہ داری علماء کرام کو منتقل ہو گئی۔

دوسرا رجحان یہ ہے کہ نمازِ جنازہ پڑھانے کا حق دار وہ ہے جو رشتہ میں سب سے زیادہ اس کے قریب ہو [3]

عمر فاروقؓ کا قول ہے۔

---

[1] مصنف ابن ابی شیبہ: ص ۳۱۲۔ ج ۳ [2] الہدایۃ: ص ۱۳۸ ج ۱۔ حاشیۃ الطحاوی: ص ۸۵۴

[3] الام: ص ۲۷۵۔ ج ۱۔ المحلّی ابن حزم: ص ۱۴۳: ج ۵۔

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

الولی احق بالصّلوٰۃ علیھا [1]

"میّت پر نماز پڑھانے کا سب سے زیادہ حق دار ولی ہے"

ابو یحیٰی اپنے باپ سے روایت کرتے ہیں کہ ایک جنازہ رکھا گیا تو عبداللہ بن عمرؓ نے کہا۔ اس کا ولی کہاں ہے؟ اس کو چاہیئے ہے کہ سُورج کے طلُوع ہونے سے پہلے اس کی نماز جنازہ پڑھائے [2] لیکن یہاں بھی وہی بات سامنے آتی ہے کہ مسلمانوں میں کتنے ایسے ولی یا قریبی رشتہ دار ہیں۔ جو نمازِ جنازہ پڑھانے کی اہلیّت اور صلاحیّت رکھتے ہوں۔ حالانکہ ولی کو امامت کا حق اس لیے دیا گیا کہ دُعاء مانگتے وقت اس سے بڑھ کر درد کا کوئی اور مظاہرہ نہیں کر سکتا۔

اگر میّت نے اپنی زندگی میں کسی خاص شخص کے بارے میں وصیّت کر دی ہو تو نمازِ جنازہ پڑھانے کا سب سے زیادہ حقدار وہی ہوتا ہے [3] بلکہ میّت نے جو ذمّہ داری اس پر عائد کی تھی اس کو نبھانا عام حالات میں اس کا فرض بن جاتا ہے۔

نمازِ جنازہ

میّت کو جنازہ گاہ یا مسجد میں قبلہ کی طرف اس طرح رکھا جائے کہ اس کا سر شمال اور پاؤں جنوب کی جانب ہوں۔ پھر امام مرد اور عورت کی میّت کے اعتبار سے اس کو سامنے رکھتے ہوئے چار یا پانچ فٹ کے فاصلہ پر کھڑا ہو جائے۔ عام نمازوں میں جس طرح امام کے پیچھے صفیں باندھی جاتی ہے۔

---

[1] : مصنّف عبدالرزاق : ص ۴۷۲ - ج ۳ -

[2] : مصنّف ابن ابی شیبہ : ص ۲۸۷ - ج ۳ -

[3] : فقہ السنّہ : ص ۵۲۶ - ج ۱ -

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

اسی طرح جنازے میں شریک ہونے والے کھڑے ہو جائیں۔

جُوتوں میں نماز

اگر نمازِ جنازہ کھلے میدان یا ایسی جگہ میں پڑھنے کا اہتمام کیا گیا ہو۔ جہاں مٹی ہو، تو جوتے اتارنے کی ضرورت نہیں۔ اگر کوئی اُتارنا چاہے تو یہ اُس کی اپنی مرضی ہے۔ ویسے اگر جوتوں کو زمین پر رگڑ لیا جائے۔ تو اتنا ہی کافی ہے کیونکہ پانی نہ ملنے کی صورت میں تیمّم کے لئے مٹی ہی استعمال کی جاتی ہے۔ اگر جُوتے گندگی سے صاف ہوں تو ان میں نماز ہو جاتی ہے۔

سعید بن یزید الازدی سے مروی ہے کہ میں نے انسؓ بن مالک سے پُوچھا۔

کان النبی صلی اللہ علیہ وسلم یصلی فی نعلیہ؟ قال نعم [1]	"کیا نبی صلی اللہ علیہ وسلم اپنے جوتوں میں نماز پڑھا کرتے تھے؟ تو انہوں نے جواب دیا۔ ہاں۔

اکثر دیکھنے میں آیا ہے کہ لوگ جُوتوں میں سے پاؤں نکال کر ان کے اُوپر کھڑے ہو جاتے ہیں جس سے اُتارنے یا پہنے رکھنے میں کوئی فرق نہیں پڑتا حالانکہ ایسے تکلّف کی قطعاً کوئی ضرورت نہیں ہوتی۔ کیونکہ جب ایک عمل رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم سے ثابت ہے تو اس سے فائدہ اٹھانا چاہیئے۔

---

[1] بخاری: ص ۵۶ ۔ مسلم: ص ۲۰۸ ۔ ج ا۔

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

پہلی تکبیر

صفوں کو درست کرنے کروانے کے بعد امام پہلی تکبیر کہے۔ امام اور مقتدی سب تکبیر کے ساتھ رفع الیدین کر کے سینے پر ہاتھوں کو باندھیں۔ اور دعائے افتتاح پڑھیں۔

شیخ عبدالقادر جیلانیؒ نے نماز کی ہیئات میں لکھا ہے کہ ہاتھوں کو ناف سے اوپر باندھا جائے[1] وائل بن حجر سے مروی ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ نماز پڑھی۔

ووضع یدہ الیمنی علی یدہ الیسریٰ علی صدرہ — "آپ نے سینے پر دائیں ہاتھ کو بائیں ہاتھ پر رکھا"[2]

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی کئی دعائیں کتب احادیث میں مروی ہیں لیکن دو مشہور پر اکتفا کیا جاتا ہے۔

سُبْحٰنَكَ اللّٰهُمَّ وَبِحَمْدِكَ وَتَبَارَكَ اسْمُكَ وَتَعَالٰى جَدُّكَ وَلَآ اِلٰهَ غَيْرُكَ۔

اے اللہ تو پاک ہے اور تیری حمد کے ساتھ ہم تعریف کرتے ہیں۔ اور تیرا نام بابرکت ہے اور تیری بزرگی بلند ہے۔ اور تیرے سوا کوئی معبود نہیں۔

حضرت عمر فاروقؓ جب نماز پڑھاتے تو تکبیر کے بعد یہی دعا پڑھتے اور بعض اوقات اپنی آواز کو بلند کر دیتے تاکہ مقتدیوں کو پتہ چل جائے کہ وہ کیا پڑھتے ہیں[3]

---

[1] الغنیۃ: ص۴۔

[2] صحیح ابن خزیمہ: ص۲۴۳ ج۱۔ فتح الباری: ص۲۲۴۔ حاشیہ مسلم: ص۱۷۳ ج۱۔ نیل الاوطار: ص۱۹۵۔

[3] مسلم: ص۱۷۲ ج۱۔ دارقطنی: ص۱۰۳ ج۱۔

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

حضرت عثمانؓ غنی کا بھی یہی معمول تھا [1]

حضرت ابوبکر الصدیقؓ اور حضرت عبداللہ بن مسعودؓ کا بھی اسی پر عمل تھا [2]

عائشہؓ سے یہی دُعا ابوداؤد۔ ترمذی اور ابن ماجہ میں بھی منقول ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنی نماز کا آغاز اسی دُعا سے کیا کرتے تھے۔ لیکن اس روایت کے ایک راوی میں مُحدثین نے کلام کیا ہے۔

ابوہریرہؓ سے مروی ہے کہ رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تکبیر تحریمہ اور قرائت کے درمیان کچھ دیر خاموش رہا کرتے تھے۔ میں نے عرض کیا۔ اللہ کے رسُول میرے ماں باپ آپ پر قربان ہوں۔ جب آپ تکبیر اور قراءت کے درمیان خاموش رہتے ہیں تو آپ کیا کہتے ہیں؟ آپ نے ارشاد فرمایا۔ میں کہتا ہوں۔

اَللّٰھُمَّ بَاعِدْ بَیْنِیْ وَبَیْنَ خَطَایَایَ کَمَا بَاعَدْتَّ بَیْنَ الْمَشْرِقِ وَالْمَغْرِبِ اَللّٰھُمَّ نَقِّنِیْ مِنَ الْخَطَایَا کَمَا یُنَقَّی الثَّوْبُ الْاَبْیَضُ مِنَ الدَّنَسِ اَللّٰھُمَّ اغْسِلْ خَطَایَایَ بِالْمَاءِ وَالثَّلْجِ وَالْبَرَدِ [3]

"اے اللہ! میرے اور میرے گناہوں کے درمیان ایسی دُوری ڈال دے جیسی تو نے مشرق اور مغرب کے درمیان رکھی ہے۔ اے اللہ! مجھے گناہوں

---

[1] دارقطنی: ص ۳۰۱ ج ۱ [2] عون المعبود: ص ۲۸۲ ج ۱۔ نیل الاوطار: ص ۲۰۲ ج ۱

[3] بخاری: ص ۱۰۳۔ مسلم: ص ۲۱۹ ج ۱

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

سے اس طرح صاف کر دے ۔ جس طرح سفید کپڑے کو میل سے کیا جاتا ہے۔ اے اللہ ! میرے گناہوں کو پانی ۔ برف اور اولوں سے دھو ڈال "۔

ان دو دعاؤں میں جو بھی یاد ہو پڑھ لی جائے ۔ اگر دونوں ہی کو پڑھا جائے تو اچھا ہے ۔ لیکن امام کو اس بات کا بھی خیال رکھنے کی ضرورت ہے کہ نماز جنازہ زیادہ لمبی نہ ہو جائے ۔ کیوں کہ نماز پڑھنے والوں میں بوڑھے اور بیمار بھی ہوتے ہیں جو لمبا قیام نہیں کر سکتے ۔ ابو نافع سے مروی ہے کہ انس ؓ نے ایک نماز جنازہ پڑھائی ۔

لَمْ يُطِلْ وَلَمْ يُسْرِعْ [1] "نماز پڑھانے میں نہ دیر لگائی اور نہ ہی جلدی کی"

دعائے افتتاح کے بعد اَعُوْذُ بِاللّٰہِ اور بِسْمِ اللّٰہِ کہہ کر سورۃ فاتحہ پڑھی جائے ۔

اَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ

میں اللہ کے ساتھ شیطان مردود سے پناہ مانگتا ہوں

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اللہ کے نام کے ساتھ شروع کرتا ہوں جو بڑا مہربان رحم کرنے والا ہے ۔

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ۝ اَلرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ۝

مٰلِكِ يَوْمِ الدِّيْنِ ۝ اِيَّاكَ نَعْبُدُ وَاِيَّاكَ

نَسْتَعِيْنُ ۝ اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ ۝

صِرَاطَ الَّذِيْنَ اَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ غَيْرِ الْمَغْضُوْبِ

---

[1] ابوداؤد : ص ۴۵۵ ۔

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

عَلَيۡهِمۡ وَلَا الضَّآلِّيۡنَ

"سب تعریفیں اللہ کے لئے جو جہانوں کو پالنے والا ہے۔ بڑا مہربان رحم کرنے والا ہے۔ قیامت کے دن کا مالک ہے۔ ہم خاص تیری ہی عبادت کرتے ہیں اور خاص تجھ سے ہی مدد مانگتے ہیں۔ ہم کو سیدھا راستہ دکھا دے۔ راستہ ان لوگوں کا جن پر تُو نے انعام کیا نہ ان کا جن پر تو غضبناک ہوا اور نہ ان کا جو گمراہ ہوئے۔"

اَعُوۡذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیۡطَانِ الرَّجِیۡمِ کی فضیلت و اہمیت

قرآن پاک میں اللہ تعالیٰ اپنے حبیب محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو حکم دیتے ہیں۔

قُلۡ رَّبِّ اَعُوۡذُ بِكَ مِنۡ هَمَزٰتِ الشَّيٰطِيۡنِ وَ اَعُوۡذُ بِكَ رَبِّ اَنۡ يَّحۡضُرُوۡنِ [1]	کہہ اے میرے رب میں تیرے ساتھ شیاطین کی چھیڑ چھاڑ سے پناہ مانگتا ہوں۔ اے میرے رب میں تیرے ساتھ پناہ مانگتا ہوں کہ وہ میرے پاس آئیں۔"

چنانچہ عبداللہ بن مسعودؓ سے مروی ہے کہ رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

اَللّٰھُمَّ اِنِّیۡ اَعُوۡذُ بِكَ مِنَ الشَّیۡطَانِ الرَّجِیۡمِ وَھَمۡزِہٖ وَنَفۡخِہٖ وَنَفۡثِہٖ [2]	"اے اللہ! بے شک میں تیرے ساتھ شیطان مردود سے اور اس کے ہمز، نفخ، اور نفث سے پناہ مانگتا ہوں"

---

[1] سورۃ المؤمنون: آیت ۹۷-۹۸ [2] ابن ماجہ: ص ۵۸

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

حدیث ہی میں وضاحت کردی گئی کہ ہمز سے مُراد مُوتہ، نفث سے شعر اور نفخ سے کبر ہے۔ پھر مُحدّثین نے ان الفاظ کی مزید شرح کرتے ہُوئے کہا ہے کہ مُوتہ جنُون اور مرگی کی بیماری ہے کہ جس کے دَورہ پڑنے پر انسان کو اپنے ستر کی بھی ہوش نہیں رہتی۔ وسوسہ کے لئے بھی یہ لفظ استعمال ہوتا ہے۔ نفث سے مُراد مذموم اور ناپسندیدہ اشعار ہیں۔ سورۃ النّاس میں النفّاثات جادُو وغیرہ کے معنی میں آیا ہے۔

اللہ تعالیٰ نے رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم کو شیطان کے وسوسوں اور چھیڑ چھاڑ سے پناہ مانگنے کا حکم دیا۔ آپ نے حکم کی تعمیل کی۔ اس میں درحقیقت اُمتِ مُحمدیّہ کے لئے رہنمائی رکھی گئی۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ نے قرآن پاک میں کئی بار ارشاد فرمایا۔ شیطان تمہارا ظاہرہ دشمن ہے۔ اس کے پیچھے نہ چلنا۔ وَیسے تو انسان کو ہر وقت شیطان کے داؤ سے بچنے کی کوشش کرنی چاہیئے۔ لیکن جب وہ نماز کے لئے کھڑا ہو تو اُس وقت زیادہ ضرورت ہوتی ہے کہ اللہ کے ساتھ شیطان سے پناہ مانگی جائے۔ اِس لئے کہ اس وقت انسان اللہ کے زیادہ قریب ہوتا ہے۔

ابوامامہؓ باہلی سے مروی ہے کہ رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم جب نماز کے لئے کھڑے ہوتے اَور دُوسری روایت کے مطابق جب نماز میں داخل ہوتے تو اللہ کی تکبیر و تحمید اور تسبیح کے بعد شیطان سے اللہ کے ساتھ پناہ مانگتے [1]

اُبیؓ بن کعب سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم کے پاس دو شخصوں میں کچھ جھگڑا ہو گیا۔ ان دونوں میں ایک کے غصّے سے نتھنے پھُول گئے۔ آپ نے ارشاد فرمایا۔ میں ایک ایسی بات جانتا ہوں۔ اگر یہ اس کو کہے تو اس کا غصّہ دُور ہو جائے۔ آپ کی خدمت میں

---

[1] تفسیر ابن کثیر: ص ۱۳، ج ۱۔

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

عرض کیا گیا۔ وہ کیا ہے۔ تو آپ نے فرمایا۔ وہ اَعُوْذُ بِاللہِ مِنَ الشَّیْطَانِ الرَّجِیْمِ ہے[1]

امام فخر الدین رازیؒ نے نقل کیا ہے کہ شیطان انسان کے اندر اسی طرح گردش کرتا ہے۔ جس طرح اس کے جسم میں اس کا خون دوڑتا ہے[2]

لہٰذا شیطان کے وسوسوں اور اُس کی چھیڑ چھاڑ سے بچنے کا طریقہ یہ ہے کہ اَعُوْذُ بِاللہِ پڑھا جائے۔ اللہ کا قانون ہے کہ جب اس کے ساتھ شیطان سے پناہ مانگی جائے تو وہ پناہ مانگنے والے کو مایوس نہیں کرتا۔

بِسْمِ اللہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ کی فضیلت و اہمیت

حضرت عثمان غنیؓ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں عرض کیا۔ بِسْمِ اللہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ کیا ہے۔ آپ نے فرمایا۔ یہ اللہ کے ناموں میں سے ایک نام ہے اور اللہ کے بڑے نام اور اس کے درمیان اتنی نزدیکی ہے جتنی کہ آنکھ کی سفیدی سے سیاہی کی[3]

حضرت جابرؓ بن عبداللہ سے مروی ہے۔ جب بِسْمِ اللہِ نازل ہوئی۔ تو بادل مشرق کی طرف چھٹ گئے۔ ہوائیں ساکن ہو گئیں۔ سمندر ٹھہر گیا۔ جانوروں نے کان لگا لئے۔ شیاطین پر آسمان سے شعلے پڑے اور اللہ تعالےٰ نے اپنے جلال اور عزت کی قسم کھا کر فرمایا۔ جس چیز پر اس کا نام لیا جائے گا۔ اس میں وہ برکت ڈال دے گا[4]

حضرت عبداللہ بن مسعودؓ کا قول ہے کہ جہنم کے اُنیس دروغوں سے جو بچنا چاہتا ہے۔ وہ

---

[1] تفسیر ابن کثیر: ص ۱۴۔ ج ۱
[2] تفسیر کبیر: ص ۶۵ - ج ۱۔
[3] تفسیر ابن کثیر: ص ۱۷ - ج ۱
[4] تفسیر ابن کثیر: ص ۱۷۔ ج ۱۔

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ پڑھے۔ کیونکہ اس کے بھی اُنیس حروف ہیں۔ اللہ تعالیٰ اس کے ہر حرف کو ہر داروغے کے سامنے ڈھال بنا دے گا [1]

ابو تمیمہ ان سے روایت کرتے ہیں جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ سواری پر سوار تھے، کہ سواری کو ٹھوکر لگی تو انہوں نے کہا۔ شیطان کا ستیاناس ہو۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ شیطان کے لیے ایسی بات مت کہہ۔ کیونکہ جب تو یہ کہے گا تو وہ اپنے نفس میں اپنے آپ کو بڑا محسوس کرے گا اور کہے گا کہ میں نے اپنی قوت سے گرایا ہے۔ جب تو ایسے موقعوں پر بسم اللہ کہے گا تو وہ اپنے نفس میں مکھی سے بھی چھوٹا ہو جائے گا [2]

امام ناصر الدین عبداللہ بن عمر بیضاوی المتوفّٰی ۶۹۱ھ نے نقل کیا ہے کوئی بھی قابلِ ذکر بات یا کام بِسْمِ اللّٰہِ کے بغیر شروع کیا جائے تو وہ دُم کٹا ہو گا [3]

نماز سے بڑھ کر اہم کام اور کیا ہو سکتا ہے؟ لہٰذا اس میں بِسْمِ اللّٰہِ کی اہمیت اور بھی زیادہ ضروری ہو جاتی ہے۔

نماز سے پہلے وضو کرنا پڑتا ہے۔ وضو بھی اس وقت تک صحیح نہ ہو گا۔ جب تک اس کا آغاز بِسْمِ اللّٰہِ سے نہ کیا جائے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:۔

لا وضوء لمن لم یذکر اسم اللہ علیہ [4]	"اس کا وضو نہیں جس نے اللہ کے نام سے نہ کیا"

---

[1] تفسیر ابن کثیر ص ۱۷ ج ۱ [2] مسند احمد: ص ۵۹ ج ۵ ۔ ابوداؤد: ص ۶۸۰ [3] انوار التنزیل للبیضاوی: ص ۵ ج
[4] ابن ماجہ: ص ۳۲۔ ترمذی ص ۲۰۳ ج ۱۔ ابوداؤد: ص ۱۱۔ السنن الکبریٰ: ص ۴۳ ج

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

ابُوداؤد اور ابن ماجہ میں یہ بھی منقول ہے کہ جس کا وضو نہیں۔ اس کی نماز ہی نہیں۔

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ کا بالجہر پڑھنا

تمام علماء اُمّت کا اس پر اتفاق ہے کہ بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ قرآن کی ایک آیت ہے۔ کیونکہ حضرت سلیمان علیہ السّلام کی طرف سے جب بلقیس کو خط ملتا ہے تو وہ اپنے سرداروں کو یُوں خبر دیتی ہے۔

اِنَّهٗ بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ[1] "کہ اس کا آغاز بِسمِ اللہ الرحمٰن الرحیم سے کیا گیا ہے"

انسؓ سے مروی ہے کہ نبی صلّی اللہ علیہ وسلّم۔ ابوبکرؓ اور عمرؓ جب نماز کا آغاز کرتے تو اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ سے کرتے[2]

اس کے برعکس نعیم المجمر سے مروی ہے کہ میں نے ابُوہریرہ کے پیچھے نماز ادا کی۔ اُنہوں نے پہلے بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ پھر اُمّ القرآن (سورۃ فاتحہ) پڑھی۔ جہاں تک کہ وَلَا الضَّآلِّیْنَ تک پہنچے۔ انہوں نے آمین کہی۔ اور لوگوں نے بھی آمین کہی[3]

امام ذہبیؒ نے کہا کہ یہ حدیث بخاری و مسلم کی شرط پر ہے۔

دونوں حدیثوں کی روشنی میں علماء کرام کا ایک وہ گروہ ہے جو بسم اللہ تو پڑھتا ہے لیکن آواز بلند نہیں کرتا۔ جیساکہ انسؓ سے رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم۔ ابوبکرؓ اور عمرؓ کے بارے میں مروی ہے۔

---

[1] سورۃ النمل آیت ۳۰ [2] بخاری: ص۱۰۲ مسلم: ص۱۷۷ ج۱۔ السنن الکبریٰ: ص۵۱ ج۲

[3] ابن خزیمہ: ص۲۵۱۔ ج۱۔ زوائد ابن حبان: ص۱۲۵۔ المستدرک: ص۲۲۲ ج۱۔ دارقطنی: ص۳۰۹ ج۱۔ السنن الکبریٰ ص۴۶ ج۲

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

کہ وہ بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ پڑھتے تھے لیکن آواز کو بلند نہیں کرتے تھے [1] دوسرا گروہ وہ ہے جو ابوہریرہؓ کے عمل کو سامنے رکھتے ہوئے بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ کو سورۂ فاتحہ سے پہلے بالجہر پڑھتا ہے۔ دونوں ہی بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ کو سورۃ فاتحہ کی ایک آیت مانتے ہیں۔ امام شافعیؒ۔ امام احمد بن حنبلؒ اور امام عبداللہ بن مبارکؒ اسی کے قائل تھے۔ لیکن امام ابوحنیفہؒ اور امام مالکؒ کے نزدیک بسم اللہ سورۃ فاتحہ کا حصّہ نہیں۔

قرآن حکیم کے نزول کی تاریخ کو دیکھا جائے تو معلوم ہوگا کہ سب سے پہلی وحی جو نازل ہوئی اُس کی ابتداء یوں ہوئی۔

اِقْرَاْ بِاسْمِ رَبِّكَ الَّذِيْ	اپنے ربّ کے نام کے ساتھ پڑھیے
خَلَقَ [2]	جس نے پیدا کیا۔

یعنی قرآن اور ہمارے دین کی ابتداء اللہ کے نام سے ہوئی۔ امام بخاریؒ نے قتادہ سے نقل کیا ہے کہ حضرت انسؓ سے پوچھا گیا۔

کیف کانت قراءۃ النبیّ	نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی قرارت
صلّی اللہ علیہ وسلّم	کیسی ہوا کرتی تھی؟ تو اُنھوں نے کہا
فقال کانت مدًّا ثمّ قراء	لمبا کر کے پڑھتے تھے پھر انہوں نے
بسم اللہ الرّحمٰن الرّحیم	بسم اللہ الرحمٰن الرحیم پڑھی۔ بِسْمِ اللّٰہِ
یمدّ بسم اللّٰہ ویمدّ بالرّحمٰن	الرّحمٰن اور الرّحیم کو

---

[1] تفسیر ابن کثیر: ص ۱۶ ج ۱۔

[2] سورۃ اقراء: آیت ۱۔

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

ویمد بالرحیم [1] لمبا کر کے پڑھا۔"

انہوں نے قرآن کی کسی دوسری آیت کی بجائے بسم اللہ کا حوالہ دیا۔

اُمِّ سلمہؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قرارت کرتے ہوئے بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ۔ اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ۔ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ۔ مٰلِكِ یَوْمِ الدِّیْنِ ایک ایک آیت کے درمیان وقفہ کرتے تھے [2] یہاں بھی الحمدللہ سے پہلے بسم اللہ کو شامل کیا گیا۔

اُبی بن کعبؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ کیا میں تمہیں وہ سورت نہ بتاؤں جو تورات و انجیل میں نازل نہ ہوئی اور نہ ہی اس کی مثل قرآن میں ہے؟ میں نے عرض کیا۔ جی ہاں۔ آپ نے فرمایا۔ اس دروازے سے نکلنے سے پہلے تمہیں بتا دوں گا۔ آپ میرے ہاتھ کو اپنے ہاتھ میں لیئے باتیں کرتے رہے۔ میں انتظار کرتا رہا اس خیال سے کہ آپ مجھے بتائے بغیر تشریف نہ لے جائیں۔ جب میں دروازے کے قریب پہنچا۔ میں نے عرض کیا۔ اللہ کے رسولؐ! آپؐ نے ایک سورۃ بتلانے کا وعدہ فرمایا تھا۔ آپ نے فرمایا جب تو نماز میں کھڑا ہوتا ہے۔ تو کس طرح آغاز کرتا ہے؟ میں نے عرض کیا۔ فاتحۃ الکتاب پڑھتا ہوں۔ آپ نے فرمایا۔ وہی ہے۔ وہی سات بار بار پڑھی جانے والی آیات ہیں۔ جن کے بارے میں اللہ تعالےٰ نے ارشاد فرمایا:۔

اٰتَیْنٰكَ سَبْعًا مِّنَ ہم نے آپ کو سات بار بار پڑھی جانے والی

---

[1] بخاری: ص ۷۵۴۔ المستدرک: ص ۲۳۳۔ ج ۱۔

[2] المستدرک: ص ۲۳۲ ج ۱۔ السنن الکبریٰ: ص ۴۴ ج ۲۔ ابن کثیر ص ۱۷ ج ۱۔ دار قطنی: ص ۳۱۳۔ ج ۱۔

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

اَلْمَثَانِی وَالْقُرْاٰنِ الْعَظِیْم[1] آیات اور قرآنِ عظیم عطا فرمایا۔

وہی سورت ہے جو مجھے دی گئی ہے[2] بخاری ص ۶۴۲ میں ایسی ہی روایت ابن معلی کے بارے میں منقول ہے۔

ابوہریرہؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔ اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْن سات آیات ہیں اور بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ان میں سے ایک ہے۔ یہ سبع مثانی اور قرآنِ عظیم ہے[3]

سات آیات اسی وقت بنیں گی۔ جب بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْم کو ایک آیت مانا جائے۔ جیسا کہ سبعًا مّن المثانی کی تفسیر کرتے ہوئے علی۔ ابن عباسؓ اور ابوہریرہؓ بسم اللہ کو ساتویں آیت کہا کرتے تھے۔

حافظ ابن کثیرؒ نے نقل کیا ہے کہ ابوہریرہؓ نے نماز پڑھی اور اس میں بسم اللہ بالجہر پڑھی۔ نماز سے فارغ ہونے کے بعد انہوں نے کہا کہ میں تم سب سے زیادہ نماز کے بارے میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے مشابہت رکھتا ہوں[4]

علامہ عبد الرحمٰن البنا الساعاتی نے جہری اور سری روایات میں یوں تطبیق دی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْم کو کبھی بالجہر اور کبھی بالسر پڑھا۔ تاکہ اُمت پر آسانی ہو جائے[5]

---

[1] سورۃ الحجر: آیت ۸۷ [2] ابن خزیمہ: ص ۲۵۲ ج ۱ [3] السنن الکبریٰ ص ۴۵ ۔ ج ۲

[4] تفسیر ابن کثیر: ص ۱۶ ج ۱ [5] الفتح الربانی: ص ۱۹۰ ۔ ج ۳ ۔

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

سورہ فاتحہ کی فضیلت اور نماز میں اس کا واجب ہونا

قرآن حکیم کا آغاز سورۃ فاتحہ سے ہوتا ہے۔ جسے اُمّ الکتاب، اُمّ القرآن، سورۃ الشفاء، سبع مثانی اور اساس القرآن کہا جاتا ہے۔ صلوٰۃ کا لفظ بھی اس کے لئے استعمال ہوا ہے۔ اس کی فضیلت اور اہمیت کا اندازہ اسی بات سے لگایا جا سکتا ہے کہ رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم نے ارشاد فرمایا۔

لَا صَلٰوۃَ لِمَنْ لَمْ یَقْرَأْ بفاتحۃ الکتاب [1]	"اس کی نماز نہیں جو سورۃ فاتحہ اس میں نہ پڑھے۔"

ابُو ہریرہ سے مروی ہے کہ رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا :۔

من صلی صلاۃ لم یقرأ فیھا امّ القرآن فھی خداج ثلثا غیر تمام۔	"جس نے نماز پڑھی اور اس میں اُمّ القرآن کی تلاوت نہ کی۔ آپ نے تین مرتبہ فرمایا کہ ناقص ہے پوری نہیں۔"

ابو ہریرہ سے کہا گیا۔ ہم جب امام کے پیچھے ہوتے ہیں تو پھر کیا کریں ؟ انہوں نے سائل سے کہا۔

اقرأ فی نفسك	"تو اپنے نفس میں پڑھ۔"

اس لئے کہ میں نے رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم کو کہتے ہوئے سُنا۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے۔

قسمت الصّلوۃ بینی وبین عبدی نصفین ولعبدی ما سأل فاذا قال العبد	نماز کو میں نے اپنے اور اپنے بندے کے درمیان آدھا آدھا تقسیم کر دیا۔ میرے بندے کے لیے وہی ہے جس کا اُس نے

---

[1] بخاری: ص ۱۰۴، مسلم: ص ۱۶۹، ج ۱۔ ابن خزیمہ: ص ۲۴۶ ج ۱۔ ابُو داؤد: ص ۱۱۹۔ السنن الکبریٰ: ص ۳۸ ج ۲۔

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

الحمد لله ربّ العالمين قال الله تعالیٰ حمدنی عبدی واذا قال الرّحمٰن الرّحیم قال الله اثنی علیّ عبدی فاذا قال مالك یوم الدین قال مجدنی عبدی و قال مرة فوض الی عبدی فاذا قال ایّاك نعبد و ایاك نستعین قال هذا بینی و باین عبدی و لعبدی ما سأل فاذا قال اهدنا الصّراط المستقیم صراط الّذین انعمت علیهم غیر المغضوب علیهم ولا الضّالین قال هذا لعبدی ولعبدی ما سأل ؎

سوال کیا جب بندہ حمد للہ ربّ العالمین کہتا ہے تو اللہ فرماتا ہے کہ میرے بندے نے میری تعریف کی۔ جب وہ کہتا ہے الرّحمٰن الرّحیم تو اللہ فرماتا ہے میرے بندے نے میری ثناء کی۔ جب وہ کہتا ہے مالك یوم الدین تو اللہ کہتا ہے کہ میرے بندے نے میری بزرگی بیان کی اور یہ بھی کہا کہ میرے بندے نے اپنا معاملہ میرے سپرد کر دیا۔ جب وہ ایاك نعبد و ایاك نستعین کہتا ہے تو ارشاد ہوتا ہے یہ میرے اور میرے بندے کے درمیان ہے۔ اور میرے بندے کے لئے ہے جس کا اس نے سوال کیا۔ جب وہ کہتا ہے اھدنا الصراط المستقیم صراط الذین انعمت علیهم غیر المغضوب علیهم ولا الضّالین تو ارشاد ہوتا ہے یہ میرے بندے کیلئے ہے اور میرے بندے کے لئے وہ ہے جس کا اس نے سوال کیا۔

؎ مسلم ص ۱۶۹-۱۷۰ ج ۱ ۔ ابوداؤد: ص ۱۱۹ ۔ السنن الکبریٰ: ص ۳۸-۳۹ ج ۲ ۔

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

یہاں یہ بات سامنے آئی کہ سُورۃ فاتحہ کو صلوٰۃ کہا گیا اور یہ ایسی سورت ہے کہ اس کے قاری کی طرف اللہ تعالیٰ فوراً متوجّہ ہوتا ہے اور اجر و ثواب کی دولت سے مالامال کر دیتا ہے۔

اِس خوبصورت سُورت کے انداز کو دیکھا جائے تو معلوم ہوگا کہ پہلے حمد و ثنا ہے۔ پھر اللہ کو اپنی بندگی عبادت کا یقین دلا کر اس سے مدد مانگی جاتی ہے۔ آخری حصّے میں دُعا ہے کہ ہمیں نیکوکاروں کی سیدھی راہ پر چلا کر استقامت عطا فرما۔ ساتھ ہی اس کے غضب اور گمراہی سے پناہ مانگی جاتی ہے۔ اس کو سبع المثانی اس لئے کہا گیا۔ کیونکہ روزانہ بار بار اسے نماز میں پڑھا جاتا ہے۔

اِس حدیث سے یہ بھی واضح ہوتا ہے کہ امام کے پیچھے ہر مقتدی پر بھی اس کا پڑھنا واجب ہے۔ اِسی لئے حضرت ابُوہریرہؓ نے سائل سے کہا کہ تو اسے اپنے نفس میں پڑھ۔ سری نماز میں تو کوئی فرق نہیں پڑتا لیکن اُنہوں نے جہری نماز کے لئے بھی راہنمائی کر دی۔ کیونکہ امام کے پیچھے اگر اونچی آواز سے پڑھا جائے گا۔ تو اس کے لئے نماز پڑھنا مشکل ہو جائے گا۔

عبادۃؓ بن صامت سے مروی ہے کہ ہم فجر کی نماز میں رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم کے پیچھے تھے آپؐ نے قراءت کی لیکن آپ پر قراءت بوجھل ہو رہی تھی۔ جب آپ نماز سے فارغ ہوئے، تو آپؐ نے فرمایا۔ شاید اپنے امام کے پیچھے تم کچھ پڑھتے ہو۔ ہم نے عرض کیا جی ہاں اللہ کے رسولؐ۔ آپؐ نے فرمایا۔

لاتفعلوا الّا بفاتحۃ الکتاب	"فاتحۃ الکتاب کے علاوہ کچھ اور مت پڑھو
فانّہ لاصلوٰۃ لمن لم یقرأ بہا[1]	کیونکہ جس نے اسے نہ پڑھا اس کی نماز نہ ہوگی"

رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم نے بات کو بالکل واضح فرما دیا کہ امام کے پیچھے صرف

---

[1] المستدرک: ص ۲۳۸ ج ۱۔ ابُوداؤد: ص ۱۱۹۔

15490

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

سُورۃ فاتحہ پڑھنی ہے۔ وہ بھی اپنے نفس میں۔ جیساکہ ابو ہریرہؓ نے سائل سے کہا تھا ۔

اُمّ القرآن میں تو اللہ تعالیٰ نے ایسی تاثیر رکھ دی ہے کہ زہرِ قاتل کے اثر کو بھی زائل کردیتی ہے

ابُوسعید الخدریؓ سے مروی ہے کہ رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کے چند صحابہؓ عرب قبائل میں سے ایک قبیلہ کے پاس آئے۔ قبیلہ والوں نے ان کی مہمان نوازی سے انکار کردیا۔ وہ اسی حال میں تھے کہ ان کے سردار کو بچھّو نے کاٹ لیا۔ وہ صحابہؓ کے پاس آئے۔ کہنے لگے کیا آپ کے پاس کوئی دوائی یا دَم کرنے والا کوئی شخص ہے؟ صحابہؓ نے کہا۔ ہاں۔ لیکن تم نے ہماری مہمان نوازی سے انکار کردیا ہے۔ جب تک تم بکریوں کا ایک حصّہ ہمیں نہ دوگے۔ ہم تمہاری کوئی خدمت نہ کر سکیں گے۔ وہ مان گئے۔ ایک صحابی نے ان کے سردار کو اُمّ القرآن پڑھ کر دَم کیا اور اپنا تھوک اس جگہ پر لگایا۔ جہاں بچھّو نے کاٹا۔ اللہ نے اُسے شفا دی۔ بکریاں جب صحابہ کو مل گئیں تو انہوں نے باہمی مشورہ سے طے کیا کہ جب تک اس بارے میں رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کو بتائیں گے نہیں، ان سے فائدہ نہیں اٹھائیں گے۔ رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کی خدمت میں جب ماجرا بیان کیا گیا تو آپ ہنسے اور فرمایا۔ تجھے کیسے پتہ چلا کہ یہ سورۃ بچھّو کاٹے کا دم ہے؟ ان بکریوں سے فائدہ اٹھاؤ اور میرے لئے بھی ایک حصّہ رکھو[1]

انسان اپنے کسی بھائی کا جنازہ پڑھنے کے لئے کھڑا ہو۔ اور ایسی فضیلت والی سورۃ کو پڑھ کر بخشش کی دعا نہ کرے تو اس سے بڑھ کر ناسمجھی کیا ہوسکتی ہے؟ اسی لئے ائمہ احناف نے بھی سورۃ فاتحہ کو دعا کے طور نمازِ جنازہ میں پڑھ لینا جائز رکھا ہے۔ چنانچہ فقہ حنفیہ کی کتابوں میں منقول ہے۔

ولو قرأ الفاتحة بنية " اگر سورۃ فاتحہ دعا کی نیت سے پڑھی

---

[1] بخاری: ص۲۸۵۔ ابُوداؤد: ص۵۴۴۔

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

الدّعا فلا باس به [1] — تو اس میں کوئی حرج نہیں "

شیخ عبدالقادر جیلانیؒ نمازِ جنازہ کے بارے میں لکھتے ہیں۔

فیکبر اربع تکبیرات یقرأ فی الاولیٰ الفاتحۃ لما روی عن ابن عباسؓ انہ قال امرنا رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلم ان نقرأ الفاتحۃ علی الجنازۃ [2]	"کہ اس میں چار تکبیریں کہی جائیں پہلی میں سورۃ فاتحہ پڑھی جائے۔ کیونکہ ابن عباسؓ سے مروی ہے کہ ہمیں رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلم نے حکم فرمایا کہ ہم جنازہ پر سورۃ فاتحہ پڑھا کریں"

طلحہ بن عبداللہ بن عوف سے مروی ہے۔

صلیت خلف ابن عباسؓ علی جنازۃ فقرأ بفاتحۃ الکتاب۔	"میں نے عبداللہ بن عباسؓ سے پیچھے نمازِ جنازہ پڑھی تو انہوں نے سورہ فاتحہ پڑھی"
قال لتعلموا انھا سنۃ [3]	"ابن عباسؓ نے کہا تاکہ تم جان لو کہ یہ سُنّت ہے"

نسائی کی روایت کے الفاظ ہیں۔

---

[1] الفتاوی الھندیۃ: ص۱۶۴ ج۱۔ الفتاوی القاضی خان ۹۳ ج۱

[2] الغنیۃ: ص۱۳۳ ج۲۔

[3] بخاری: ص۱۷۸۔ ابوداؤد: ص۴۵۶۔ ترمذی: ص۱۵۴ ج۱۔ النّسائیؒ: ص۲۲۸ ج۱۔

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

فقرأ بفاتحة الكتاب وسورة وجهر حتی اسمعنا فلما فرغ اخذت بیده فسألته فقال سنة و حق۔	"انہوں نے سورۃ فاتحہ کے ساتھ ایک اور سورت بالجہر پڑھی۔ یہاں تک کہ ہمیں سُنایا۔ جب فارغ ہوئے۔ میں نے ان کا ہاتھ پکڑ کر اس کے بارے میں پُوچھا انہوں نے کہا سُنّت اور حق ہے۔"

حافظ ابن حجر عسقلانی نے ابن المنذر کے حوالے سے نقل کیا ہے کہ ابن مسعودؓ۔ حسن بن علیؓ۔ ابن زبیرؓ اور مسور بن مخرمہ اس کی مشروعیت کے قائل تھے۔

ابُو امامہؓ بن سہل بن حنیف سے منقول ہے۔

السنة فی الصّلوٰة ان یکبر ثم یقرأ بام القرآن ثم یصلی علی النبیّ صلی اللّٰہ علیہ وسلم ثم یخلص الدّعا للمیت۔	"سُنّت یہ ہے کہ تکبیر کہی جائے۔ پھر اُمّ القرآن پڑھی جائے پھر نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر درُود بھیجا جائے۔ اور پھر میّت کے لئے خلُوص کے ساتھ دعا کی جائے"[1]

ابن مجاہد اپنے باپ سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے کہا میں نے نمازِ جنازہ کے سلسلہ میں چالیس کتابیں اکٹھی کی ہیں۔ ان میں سے صرف ایک کو اپنے پاس رکھا۔ جس میں یہ ہے کہ تکبیر کہی جائے۔ پھر اُمّ القرآن پڑھی جائے۔ پھر نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر درُود بھیجا جائے۔ پھر میّت کے لئے دُعا کی جائے[2]

---

[1] مصنف عبدالرزاق: ص ۴۸۹ ج ۳۔ المحلی ابن حزم: ص ۱۳۰ ج ۵۔ فتح الباری: ص ۲۰۴ ج ۳ مصنف ابن ابی شیبہ ص ۲۹۶ ج ۳
[2] المستدرک: ص ۳۵۹ ج ۱۔

www.KitaboSunnat.com

۲۔ شرجیل بن سعد سے مروی ہے کہ حضرت ابن عباسؓ نے ابواء کے مقام پر ہمیں ایک جنازہ پڑھایا۔ میں بھی جس میں حاضر تھا۔ اُنہوں نے تکبیر کے بعد بلند آواز سے اُمّ القرآن پڑھی۔ پھر رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم پر درُود بھیجا اور میّت کے لئے دعا کی [1]

۳۔ حضرت ابن عباسؓ کی روایت سے ثابت ہوا کہ نمازِ جنازہ میں سورۃ فاتحہ کے ساتھ ایک اَور سُورۃ ملا کر اُونچی آواز سے پڑھی جائے۔ اُونچی آواز سے پڑھنے کی وجہ بھی اُنہوں نے خود ہی بیان کر دی۔ تاکہ تم جان لو کہ یہ سُنّت اور حق ہے۔

دُوسری تکبیر

دوسری تکبیر کہنے کے بعد درُودِ ابراہیمی پڑھا جائے [2] جو حسب ذیل ہے۔

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی اٰلِ مُحَمَّدٍ کَمَا صَلَّیْتَ عَلٰی اِبْرَاھِیْمَ وَعَلٰی اٰلِ اِبْرَاھِیْمَ اِنَّکَ حَمِیْدٌ مَّجِیْدٌ

اَللّٰھُمَّ بَارِكْ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی اٰلِ مُحَمَّدٍ کَمَا بَارَکْتَ عَلٰی اِبْرَاھِیْمَ وَعَلٰی اٰلِ اِبْرَاھِیْمَ اِنَّکَ حَمِیْدٌ مَّجِیْدٌ

"اے اللہ محمّد صلّی اللہ علیہ وسلّم اور محمّد صلّی اللہ علیہ وسلّم کی اولاد پر رحمتیں نازل فرما۔ جس طرح تو نے ابراہیم علیہ السّلام اور ابراہیم علیہ السّلام کی اولاد پر نازل فرمائیں

---

[1] مصنّف عبدالرزاق: ص ۴۹۰ ج ۳ [2] الہدایۃ: ص ۱۳۸ ج ۱۔ المحلیٰ ابن حزم: ص ۱۲۹ ج ۵

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

بے شک تو بڑا تعریف کیا گیا بزرگی والا ہے۔ اے اللہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی اولاد پر برکتیں نازل فرما۔ جس طرح تو نے ابراہیم علیہ السلام اور ابراہیم علیہ السلام کی اولاد پہ نازل فرمائیں بے شک تو بڑا تعریف کیا گیا ۔ اور بزرگی والا ہے "

نمازِ جنازہ میں درود اس لئے پڑھا جاتا ہے کہ قرآن حکیم میں ارشادِ باری تعالیٰ ہے۔

اِنَّ اللّٰہَ وَمَلٰٓئِکَتَہٗ یُصَلُّوْنَ عَلَی النَّبِیِّ یٰٓاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا صَلُّوْا عَلَیْہِ وَسَلِّمُوْا تَسْلِیْمًا [1]	"بے شک اللہ اور اس کے فرشتے نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر درود بھیجتے ہیں۔ اے ایمان والو! تم بھی اس پر درود اور سلام بھیجو"

جب یہ آیت نازل ہوئی تو صحابہؓ نے عرض کیا۔ اللہ کے رسولؐ ہمیں سلام کے بارے میں تو ہمیں معلوم ہے۔ لیکن آپ پر درود کس طرح بھیجیں تو آپ نے مذکورہ بالا درود اپنے صحابہؓ کو سکھایا [2]

احادیث کی کتابوں میں جتنے بھی درود منقول ہیں۔ ان سب سے افضل ترین یہی ہے۔ کیونکہ اس کے الفاظ سید الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم نے خود ارشاد فرمائے ہیں۔ اور انہی الفاظ کے ساتھ اسے نماز کا حصہ بنا دیا گیا ہے۔

---

[1] سورۃ الاحزاب: آیت ۵۶۔

[2] بخاری: ص ۹۴۰ مسلم: ص ۱۷۵ ج ۱۔ فتح الباری: ص ۱۵۴ ج ۱۱۔ ترمذی: ص ۸۹ ج ۱۔ النسائی: ص ۱۵۲ ج ۱۔ ابوداؤد ص ۱۴۰ تفسیر المراغی: ص ۳۸ پ ۲۲۔ تفسیر ابن جریر: ص ۳۴ پ ۲۲۔ درمنثور: ص ۲۱۵-۲۱۶ پ ۲۲

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

درود کی فضیلت

اللہ تعالیٰ نے اُمّتِ محمّدیہ کو نماز قائم کرنے، روزے رکھنے، مالدار ہونے کی صورت میں زکوٰۃ دینے اور حج کرنے کا حکم دیا ہے۔ کسی بھی کتاب میں یہ منقول نہیں کہ اللہ تعالیٰ خود بھی نماز پڑھتا ہے۔ روزے رکھتا ہے۔ زکوٰۃ ادا کرتا ہے اور حجّ کے لئے مکہ پہنچتا ہے۔ لیکن جب اپنے پیارے حبیبؐ پر درُود و سلام بھیجنے کا حکم دیا۔ اس سے پہلے یہ خبر بھی دے دی کہ اللہ خود اور اس کے فرشتے نبی صلّی اللہ علیہ وسلّم پر درُود بھیجتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ کس طرح درُود بھیجتا ہے۔ مفسّرین اور مُحدّثین نے اس کی وضاحت یوں کی ہے کہ اللہ تعالیٰ فرشتوں کے سامنے اپنے آخری نبی صلّی اللہ علیہ وسلّم کی تعریف کرتا ہے اور اس پر اپنی رحمت نازل فرماتا ہے۔ فرشتوں کے درُود سے مراد یہ ہے کہ وہ مُحمّد رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کے لئے دُعاء کرتے ہیں[1]

ابن عباسؓ سے بھی اسی طرح منقول ہے۔

درُود کی فضیلت اس سے بڑھ کر اور کیا ہو سکتی ہے کہ رحمۃ للعالمین صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا۔

جب کوئی مجھ پر ایک مرتبہ درُود بھیجتا ہے تو اللہ تعالیٰ اُس پر دس مرتبہ درُود بھیجتا ہے[2]

عبداللہ بن عمرو بن العاصؓ سے مروی ہے۔ اللہ تعالیٰ اور فرشتے ستّر مرتبہ اس پر درود بھیجتے ہیں[3]

امام نسائی نے یہ بھی نقل ہے کہ اللہ تعالیٰ اُس کے دس درجے بلند کر دیتا ہے، اس کے لئے دس نیکیاں لکھ لیتا ہے اور اس کے دس گناہوں کو مٹا دیتا ہے[4]

---

[1] فتح الباری: ص ۱۵۶ ج ۱۱۔ جلاء الافہام: ص ۸۳-۸۴ [2] مسلم: ص ۱۷۵۔ ج ۱

[3] مسند احمد: ص ۱۸۷۔ ج ۲۔ [4] النسائی: ص ۱۵۲۔ ج ۱۔

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

عبداللہ بن مسعودؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا۔

ان اولی الناس بی یوم القیامۃ اکثرھم علی صلاۃ [1]	"بے شک لوگوں میں سے قیامت کے روز سب سے زیادہ میرے نزدیک وہ ہوگا جو مجھ پر زیادہ درود بھیجا کرتا تھا۔"

آپؐ نے تو یہاں تک فرمایا کہ وہ شخص بخیل ہے۔ دوسری روایت کے مطابق اس کا ناک خاک آلود ہو جس کے پاس میرا ذکر کیا جائے اور وہ مجھ پر درود نہ بھیجے [2]

ابوہریرہؓ کی روایت ہے۔ آپؐ نے فرمایا۔ جس کے پاس میرا ذکر کیا گیا۔ پھر اس نے مجھ پر درود نہ بھیجا اور اسی حال میں اس کی موت واقع ہوگئی۔

فدخل النار فابعدہ اللہ [3]	تو وہ جہنم میں داخل ہوا اور اللہ نے اس کو اپنی رحمت سے دور کر دیا۔

امام شافعیؒ کا قول ہے کہ اللہ تعالیٰ نے قرآن پاک میں رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم پر درود و سلام کا جو حکم دیا ہے اس بنا پر نماز میں آپ پر درود بھیجنا فرض ہو جاتا ہے [4]

امام شعبیؒ کہا کرتے تھے۔

من لم یصل علی النبی صلّی اللہ علیہ وسلّم فی التشھد فلیعد صلاتہ [5]	"جس نے تشہد میں نبی صلّی اللہ علیہ وسلّم پر درود نہیں بھیجا اس کو اپنی نماز لوٹانی چاہیئے۔"

---

[1] ترمذی: ص ۹۰ ج ۱ [2] موارد ابن حبان: ص ۵۹۴ فتح الباری: ص ۱۶۸ ج ۱۱ [3] الترغیب والترہیب: ص ۵۰۸ ج ۲

[4] الام: ص ۱۱۷ ج ۱ [5] فتح الباری: ص ۱۶۴۔

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

جیّد سند کے ساتھ عبداللہ بن عمرؓ سے منقول ہے۔

لا تکون صلاۃ الا بقراءۃ وتشہد وصلوۃ علی النبیّ صلّی اللہ علیہ وسلّم[1]	"قرأت، تشہد اور نبی صلّی اللہ علیہ وسلّم پر درود کے بغیر نماز نہیں ہوتی"

ان کے والد حضرت عمر فاروقؓ کا قول ہے۔

الدّعاء موقوف بین السّماء والارض لا یصعد منہ شیٔ حتی یصلی النّبیّ صلّی اللہ علیہ وسلّم[2]	"دُعاء اس وقت تک آسمان اور زمین کے درمیان موقوف رہتی ہے۔ اُس میں سے کچھ بھی اُوپر نہیں جاتا جب تک نبی صلّی اللہ علیہ وسلّم پر درود نہ بھیجا جائے"

فضالہؓ بن عبید سے مروی ہے۔ رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے ایک شخص کو سُنا کہ وہ نماز میں دُعا مانگ رہا ہے۔ لیکن اُس نے اللہ کی حمد و ثنا اور رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم پر درُود کو چھوڑ دیا۔ آپؐ نے فرمایا۔ اُس نے جلدی کی۔ پھر آپ نے اُس کو بلایا اور ارشاد فرمایا جب تم سے کوئی ایک نماز پڑھے تو اپنے ربّ کی حمد و ثنا کے ساتھ شروع کرے۔ پھر نبی صلّی اللہ علیہ وسلّم پر درُود بھیجے۔ اس کے بعد جو چاہے مانگے[3] اسی لئے نمازِ جنازہ میں بھی دعا سے پہلے درُود پڑھا جاتا ہے۔

یہ بھی معلوم ہوا کہ درُود کی بڑی ہی فضیلت ہے۔ قرآن و سُنّت کے مطابق درُود پڑھنے والے کو اَجر و ثواب سے نوازدیا جاتا ہے۔ اللہ اور اُس کے رسُول صلّی اللہ علیہ وسلّم کی تعلیم

---

[1] فتح الباری: ص ۱۶۴ [2] ترمذی: ص ۹۰ ج ۱۔

[3] ابن خزیمہ: ص ۳۵۱ ج ۱۔ عون المعبود: ص ۱۹۱ ج ۳۔

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

کو ٹھکرانے والا جہنّم کا ایندھن بنا دیا جاتا ہے۔ یہاں اس بات کا بھی خیال رہے۔ بہترین درُود کے الفاظ وہی ہیں جو کہ رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے اپنے جانثاروں کو بتائے۔ بتاتے وقت آپؐ نے حکم کا صیغہ استعمال فرمایا جس سے لازم ہوتا ہے کہ انہی الفاظ کے ساتھ آپ پر درُود بھیجا جائے۔ خود ساختہ درُود عنداللہ مقبول نہیں ہوگا بلکہ وبال کا سبب بن جائے گا۔

انگوٹھوں کو چُوم کر آنکھوں پر لگانا

ہمارے ہاں یہ بھی رواج عام ہوگیا ہے کہ رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کے ذکر پہ دونوں ہاتھوں کے انگوٹھوں کو محبّت سے چُوم کر آنکھوں پر رکھا جاتا ہے۔ یہ بات کسی بھی مستند حدیث میں موجُود نہیں۔ بلکہ جو صحیح بات ہے وہ یہ ہے کہ رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کا ذکر ہوتے ہی آواز کے ساتھ آپ پر درُود بھیجا جائے۔ یہ صحیح کو چھوڑ کر جس روایت کے مطابق عمل کیا جاتا ہے علاّمہ ملاّ قاری علی الحنفی (المتوفی ۱۰۱۴ھ) نے اس کو موضوعات میں شمار کیا ہے[1] یعنی یہ روایت بے اصل اور من گھڑت ہے۔ چنانچہ عافیت اسی میں ہے کہ بے اصل کو ترک کرکے اصل کو اپنایا جائے اور اللہ سُبحانہ وتعالیٰ کے وعدے کے مطابق اس سے اجر پایا جائے۔

تیسری تکبیر

مسنُون طریقہ یہ ہے کہ تیسری تکبیر کے بعد میّت کے لئے دردِ دل کے ساتھ اُس کی بخشش کی دُعا کی جائے۔ ابُوداؤد اور ابن ماجہ کی روایت کا ذکر ہو چکا ہے جس کے مطابق آپ

---

[1] المصنوع فی الاحادیث الموضوع: ص ۱۵۔ الکبیر بالموضوعات: ص ۴۲ کشف الخفاء ومزیل الالباس: ص ۲۰۶-۲۰۷ ج ۲۔

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

نے ارشاد فرمایا۔ جب تم نمازِ جنازہ پڑھو تو اخلاص کے ساتھ میّت کے لئے دعا کرو۔ میّت کو اگر کوئی چیز فائدہ دے سکتی ہے تو وہ اس کے بھائیوں اور عزیزوں کی دُعا ہے۔ ہمارے ہاں جو اکثر دعا مانگی جاتی ہے وہ عام دُعا ہے۔ اس کے علاوہ میّت کے لئے خاص دعائیں بھی ہیں۔ دردِ دل اور اخلاص کا مظاہرہ اسی وقت ہوگا جب دعائیں یاد ہوں گی۔ ہر مسلمان بھائی پر میّت کا جو حق ہوتا ہے۔ اُس کو ادا کرنے کے لئے ضروری ہے کہ دُعائیں یاد کی جائیں اور ان دعاؤں کے ساتھ اسے رُخصت کیا جائے۔

پہلی دُعا

ابُوہریرہؓ سے مروی ہے کہ رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم جب نمازِ جنازہ پڑھاتے تو یہ ارشاد فرماتے

اَللّٰھُمَّ اغْفِرْ لِحَیِّنَا وَمَیِّتِنَا وَشَاھِدِنَا وَغَائِبِنَا وَصَغِیْرِنَا وَکَبِیْرِنَا وَذَکَرِنَا وَاُنْثَانَا اَللّٰھُمَّ مَنْ اَحْیَیْتَهٗ مِنَّا فَاَحْیِهٖ عَلَی الْاِسْلَامِ وَمَنْ تَوَفَّیْتَهٗ مِنَّا فَتَوَفَّهٗ عَلَی الْاِیْمَانِ اَللّٰھُمَّ لَا تَحْرِمْنَا اَجْرَهٗ وَلَا تَفْتِنَّا بَعْدَهٗ [1]

---

[1] ابُوداؤد: ص ۵۶ج ۲ - ۵۷ج ۲۔ ترمذی: ص ۱۵۲ج ۱۔ النّسائی: ص ۲۲۷ ج ۱۔ ابن ماجہ: ص ۱۰۸۔ المستدرک ص ۳۵۸ ج ۱۔

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

"اے اللہ بخش دے ہمارے زندہ کو اور ہمارے فوت شدہ کو اور ہمارے حاضر کو۔ اور ہمارے غائب کو۔ اور ہمارے چھوٹے کو اور ہمارے بڑے کو اور ہمارے مردوں کو اور ہماری عورتوں کو۔ اے اللہ ہم میں سے جس کو تو زندہ رکھے اسے زندہ رکھ اسلام پر اور ہم میں سے جس کو موت دے تو اُسے موت دے ایمان پر۔ اے اللہ اس کے اجر سے ہمیں محروم نہ کرنا اور نہ ہی اس کے بعد ہمیں فتنے میں ڈالنا۔"

بعض روایات میں لَا تَحْرِمْنَا کی بجائے لَا تُضِلَّنَا (یعنی ہمیں گمراہ نہ کرنا) کا بھی ذکر ہے۔

دُوسری دُعا

عوفؓ بن مالک سے مروی ہے کہ رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے ایک نمازِ جنازہ پڑھائی۔

فحفظت من دعائه "میں نے آپ کی دعا کو یاد کر لیا"

ابن ماجہ اور نسائی کی روایت کے مطابق میں نے آپ کو سُنا۔ آپ نے فرمایا۔

اَللّٰهُمَّ اغْفِرْلَهٗ وَارْحَمْهُ وَعَافِهٖ وَاعْفُ عَنْهُ وَاَكْرِمْ نُزُلَهٗ وَوَسِّعْ مَدْخَلَهٗ وَاغْسِلْهُ بِالْمَآءِ وَالثَّلْجِ وَالْبَرَدِ وَنَقِّهٖ مِنَ الْخَطَايَا كَمَا يُنَقَّى الثَّوْبُ الْاَبْيَضُ مِنَ الدَّنَسِ وَاَبْدِلْهُ دَارًا خَيْرًا مِّنْ دَارِهٖ وَاَهْلًا خَيْرًا مِّنْ اَهْلِهٖ وَزَوْجًا خَيْرًا

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

مِنْ زَوْجِهٖ وَاَعِذْهُ مِنْ عَذَابِ الْقَبْرِ وَمِنْ عَذَابِ النَّارِ۔

"اے اللہ اس کو بخش دے اور اس پر رحم کر اور اس کو عافیت دے اور اس سے درگزر فرما اور اس کی مہمان نوازی اچھی کر اور اس کی قبر کو وسیع کر اور اس کو دھو ڈال پانی اور برف اور اولوں کے ساتھ اور اس کو صاف کر دے گناہوں سے جس طرح صاف کیا جاتا ہے سفید کپڑے کو میل سے اور دے اس کو بہتر گھر اس کے گھر سے اور بہتر اہل اس کے اہل سے اور بہتر زوجہ اس کی زوجہ سے اور بچا لے اس کو قبر کے عذاب سے اور جہنم کی آگ کے عذاب سے۔"

حدیث کے راوی حضرت عوف بن مالکؓ نے جب آپ کی یہ دعا سنی تو انہوں نے تمنا کی۔ کاش کہ میت میری ہوتی اور میرے لیے آپ یہ دعا فرماتے[1]

ہمارے ہاں دو منٹ میں نمازِ جنازہ پڑھ لی جاتی ہے۔ پھر بعد میں اردو یا پنجابی میں دعا مانگی جاتی ہے۔ حالانکہ دعا کا صحیح محل نمازِ جنازہ میں تیسری تکبیر کے بعد اور میت کو دفنانے کے بعد ہے۔ قبر سے چالیس قدم دور ہٹ کر نہیں بلکہ قبر کے پاس کھڑے ہو کر دعا مانگنا ہے۔ چونکہ نماز سری پڑھائی جاتی ہے۔ لہٰذا لوگوں کی تسلی اور تشفی کے لئے غیر محل میں دعا مانگی جاتی ہے۔ اگر سب کو نمازِ جنازہ کی دعائیں یاد ہوں تو پھر اردو یا پنجابی میں غیر محل میں دعا مانگنے کی ضرورت نہیں رہتی۔

---

[1] مسلم ص ۳۱۱ ج ۱۔ ابن ماجہ ص ۱۰۸۔ النسائی: ص ۲۲۷ ج ۱ مصنف ابن ابی شیبہ: ص ۲۹۱ ج ۳۔ السنن الکبریٰ: ص ۴۰ ج ۴

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

علامہ احمد عبدالرحمٰن البنا الساعاتی نے لکھا ہے کہ اس حدیث میں یہ بھی دلیل ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جہراً دعا مانگی۔ اسی طرح حضرت واثلۃ بن الاسقع نے بھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دعا مانگتے سنا[1]

ہمارے ہاں جنازہ کی دعا یا دعائیں یاد نہ ہونے کی ایک وجہ یہ بھی ہے کہ لوگوں کو پتہ ہی چلتا کہ سری نماز جنازہ میں امام صاحبؒ نے کیا پڑھا ہے؟ اگر جہری نماز جنازہ کو عام کر دیا جائے تو لوگوں میں خود بخود دعائیں یاد کرنے کا رجحان پیدا ہو جائے۔

تیسری دعا

ابوہریرہؓ سے یہ بھی مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ دعا مانگی۔

اَللّٰھُمَّ اَنْتَ رَبُّھَا وَاَنْتَ خَلَقْتَھَا وَاَنْتَ ھَدَیْتَھَا اِلَی الْاِسْلَامِ وَاَنْتَ قَبَضْتَ رُوْحَھَا وَاَنْتَ اَعْلَمُ بِسِرِّھَا وَعَلَانِیَتِھَا جِئْنَا شُفَعَآءَ فَاغْفِرْ لَہٗ[2]

"اے اللہ تو اس کا رب ہے اور تو نے اس کو پیدا کیا اور تو نے اس کو ہدایت دی اسلام کی طرف اور تو نے قبض کیا۔ اس کی روح کو اور تو زیادہ جاننے والا ہے۔ اس کے باطن کو اور ظاہر کو۔ ہم شفاعت کرنے آئے ہیں۔ پس اس کو بخش دے۔"

---

[1] فتح الربانی: ص۲۲۰ ج۷ [2] ابوداؤد: ص۴۵۶۔ زاد المعاد: ص۱۴۳ ج۱۔

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

چوتھی دُعا

حضرت واثلہؓ بن الاسقع سے مروی ہے مسلمانوں میں سے ایک آدمی کی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز پڑھائی۔ میں نے آپ کو سُنا۔ آپ نے فرمایا۔

اَللّٰهُمَّ اِنَّ فُلَانَ بْنَ فُلَانٍ فِيْ ذِمَّتِكَ فَقِهِ فِتْنَةَ الْقَبْرِ

"اے اللہ بیشک فلاں بن فلاں تیری امان میں ہے پس بچا اس کو قبر کے فتنہ سے"

عبدالرحمٰن کے مطابق آپ نے فرمایا۔

فِيْ ذِمَّتِكَ وَحَبْلِ جِوَارِكَ فَقِهِ مِنْ فِتْنَةِ الْقَبْرِ وَعَذَابِ النَّارِ وَاَنْتَ اَهْلُ الْوَفَاءِ وَالْحَقِّ اَللّٰهُمَّ فَاغْفِرْلَهٗ وَارْحَمْهُ اِنَّكَ اَنْتَ الْغَفُوْرُ الرَّحِيْمُ[1]

تیری امان میں ہے اور تیری پناہ میں ہے۔ پس بچا اس کو قبر کے فتنہ سے اور آگ کے عذاب سے اور تو ہی وفا اور حق والا ہے۔ اے اللہ پس بخش دے اس کو اور رحم کر اس پر بے شک تو بڑا ہی بخشنے اور رحم کرنیوالا ہے"۔

www.KitaboSunnat.com

[1] ابوداؤد: ص ۵۷۴۔ ابن ماجہ: ص ۱۰۹

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

پانچویں دُعا

ابُوہریرۃؓ سے ہی مروی ہے کہ رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب نماز جنازہ پڑھاتے تو فرماتے ۔

اَللّٰھُمَّ عَبْدُكَ وَابْنُ عَبْدِكَ كَانَ يَشْهَدُ اَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُكَ وَرَسُوْلُكَ وَاَنْتَ اَعْلَمُ بِهٖ مِنِّيْ اِنْ كَانَ مُحْسِنًا فَزِدْ فِيْ اِحْسَانِهٖ وَاِنْ كَانَ مُسِيْئًا فَاغْفِرْ لَهٗ وَلَا تَحْرِمْنَا اَجْرَهٗ وَلَا تَفْتِنَّا بَعْدَهٗ [1]

"اے اللہ یہ تیرا بندہ ہے۔ تیرے بندے کا بیٹا ہے۔ یہ گواہی دیتا تھا کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور بے شک محمد صلی اللہ علیہ وسلم تیرے بندے ہیں۔ اور تیرے رسُول ہیں اور تو اس کو مجھ سے زیادہ جاننے والا ہے۔ اگر یہ اچھا تھا تو اس کی اچھائی کو بڑھا دے اور اگر یہ بُرا تھا تو اس کو بخش دے اور اس کے اجر سے ہمیں محروم نہ کرنا اور اس کے بعد ہمیں فتنے میں مبتلا نہ کرنا

موطا امام مالکؒ میں یہ روایت موقوفاً منقول ہے۔

---

[1] زوائد ابن حبان: ص ۱۹۲ - تنویر الحوالک شرح موطا امام مالکؒ: ص ۱۷۷ ج ۱

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

خُلفاء راشدین اور صحابہؓ سے اور بھی مُحدّثین نے دُعائیں نقل کی ہیں۔ لیکن ان ہی پر اکتفا کیا جاتا ہے۔ اور اُمید کی جاتی ہے کہ مسلمان بھائی پہلی ہی فرصت میں ان کو یاد کرنے کی کوشش کریں گے۔ آیندہ جب کسی دوست عزیز کی نمازِ جنازہ پڑھنے جائیں گے تو میّت کے لئے دعا کرنے میں درد اور خلوص کا مظاہرہ کرنے کے قابل بن جائیں گے۔ اللہ تعالیٰ نے جنازہ ادا کرنے والوں کے لیے جو اجر و ثواب کا وعدہ کر رکھا ہے۔ اس کو پانے میں انشاء اللہ تعالیٰ کامیاب ہو جائیں گے۔

چوتھی تکبیر اور سلام

میّت اور مسلمانوں کے لئے اچھّی طرح دُعا کرنے کے بعد چوتھی تکبیر کہی جائے۔ پھر دائیں طرف منہ کر کے اَلسَّلَامُ عَلَيْكُمْ وَرَحْمَةُ اللهِ اور اسی طرح بائیں جانب منہ کر کے اَلسَّلَامُ عَلَيْكُمْ وَرَحْمَةُ اللهِ کہا جائے۔ احادیث میں ایک طرف سلام کہنے کی روایات بھی موجود ہیں۔

صحابہؓ سے دونوں ہی پر عمل کرنا منقول ہے۔ ابراہیم الهجری سے مروی ہے کہ حضرت عبداللہؓ بن ابی اوفیٰ نے اپنی بیٹی کی نمازِ جنازہ میں ہماری امامت کی۔ جب انہوں نے چوتھی تکبیر کہہ لی تو کچھ دیر کے لئے ٹھہرے رہے۔ ہم نے خیال کیا کہ اب وہ پانچویں تکبیر کہیں گے۔ لیکن انہوں نے دائیں اور بائیں جانب سلام کیا۔ جب فارغ ہوئے تو ہم نے کچھ دیر رکنے کی وجہ پوچھی تو انہوں نے کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم کو میں نے جیسے کرتے دیکھا۔ اس سے زیادہ کچھ بھی نہیں بڑھاؤں گا۔ رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم اسی طرح کیا کرتے تھے[1]

---

[1] السنن الکبریٰ: ص ۴۳ ـ ج ۴۔

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

جابر بن زید، عامرؒ اور ابراہیم نخعیؒ نمازِ جنازہ میں دونوں جانب دائیں اور بائیں سلام کیا کرتے تھے۔[1]

میّت پر نماز پڑھنے اور اس کو دفنانے کا ثواب

جب کوئی مسلمان بھائی میّت کے ساتھ گھر سے چلتا ہے اور اس کی نمازِ جنازہ میں شریک ہوتا ہے تو اس حق سے سبکدوش ہو جاتا ہے جو میّت کی طرف سے اس پر عائد ہوتا ہے۔ نماز کے بعد اسے اختیار ہے۔ چاہے واپس آجائے یا اس کے دفنائے جانے تک وہاں موجود رہے۔

زیدؓ بن ثابت سے مروی ہے جب تم نمازِ جنازہ پڑھ چکو تو جو تم پر فرض بنتا تھا۔ وہ تم نے ادا کر دیا۔ لہٰذا میّت اور اس کے گھر والوں کے درمیان سے ہٹ جاؤ[2]

جنازہ کے ساتھ چلنے کی فضیلت کے باب کی عبارت کے ساتھ ہی امام بخاریؒ نے اس روایت کو درج کر کے حمید بن ہلال سے نقل کیا ہے۔

ما علمنا علی الجنازہ اذنا[3] ہم نمازِ جنازہ کے بعد اجازت لینے کے بارے میں نہیں جانتے

یعنی انہوں نے ان تمام روایات کے ضعف کی طرف اشارہ کیا ہے جن میں نمازِ جنازہ کے بعد واپس ہونے کے لیے اہلِ میّت سے اجازت لینے کو ضروری قرار دیا گیا ہے۔

عبداللہ بن عمرؓ۔ جابرؓ اور سعید بن جبیرؓ کا عمل اس کے خلاف تھا۔

اگر کوئی اہلِ میّت کی دلجوئی کے لئے ایسا کرتا ہے یعنی ان سے اجازت لے کر پلٹتا ہے

---

[1] مصنف ابن ابی شیبہ: ص ۳۰۷ - ۳۰۸ ج ۳۔ عون المعبود: ص ۱۹۵ ج ۳۔

[2] مصنف ابن ابی شیبہ: ص ۳۱۰ مصنف عبدالرزاق ص ۵۱۴ ج ۳ [3] بخاری: ۱۷۶۔

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

تو یہ اور بات ہے۔

لیکن امام بخاریؒ نے جہاں اجازت لے کر واپس آنے کو غیر ضروری ثابت کیا ہے۔ وہاں کتاب الایمان میں اُنہوں نے باب باندھا ہے۔

اتباع الجنائز من الایمان	جنائز کے ساتھ چلنا ایمان کا حصہ ہے۔

پھر انہوں نے ابُوہریرہؓ کی روایت نقل کی ہے کہ رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

من اتبع جنازة مسلم	جو کوئی اللہ تعالیٰ پر ایمان اور اس سے
ایمانا واحتسابا وکان	اجر و ثواب کی اُمید رکھتے ہوئے مسلمان
معه حتی یصلّی علیها	کے جنازے کے ساتھ چلا۔ نماز
ویفرغ من دفنه فانه	پڑھنے اور دفنانے تک ساتھ رہا، تو
یرجع من الاجر بقیراطین	وہ دو قیراط اجر لے کر واپس آتا ہے
کل قیراط مثل احد	ہر قیراط احد پہاڑ جتنا ہوتا ہے۔ اور جو
ومن صلی علیها ثم	کوئی نماز پڑھ کر دفنانے سے پہلے
رجع قبل ان تدفن فانه	واپس لوٹ آئے۔ تو وہ ایک قیراط کے
یرجع من الاجر بقیراط[1]	ساتھ واپس لوٹتا ہے"

ابوہریرہؓ کی دوسری روایت میں اُحد کی جگہ جَبَلَیْنِ عَظِیْمَیْنِ یعنی دو عظیم پہاڑ منقول ہے[2]

معلوم ہوا کہ نمازِ جنازہ میں شریک ہونے والے کے لئے جائز ہے کہ اگر چاہے تو نماز

---

[1] بخاری: ص ۱۲ [2] بخاری: ص ۱۷۷

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

پڑھنے کے بعد واپس لوٹ آئے لیکن اگر وہ دفنانے تک میّت کے ساتھ رہتا ہے۔ تو دو احد پہاڑوں جتنے اجر کو سمیٹتے ہوئے واپس آتا ہے۔ اگر وہ نماز کے فوراً بعد واپس چلا جاتا ہے تب بھی خالی ہاتھ نہیں لوٹتا۔ بلکہ ایک عظیم اُحد پہاڑ جتنا اجر اس کے نامۂ اعمال میں لکھ دیا جاتا ہے[1]

بچّوں کی نمازِ جنازہ

جو بچّہ پیدا ہونے پر روئے یا اس کی دنیاوی زندگی کا ثبوت مہیّا ہو جانے کے بعد وہ فوت ہو جائے تو بالاتفاق اس پر نمازِ جنازہ پڑھی جائے گی۔ لیکن جو بچّہ اس حال میں جنم لے کہ زندگی کے کوئی آثار اس میں موجود نہ تھے یعنی مُردہ پیدا ہوا۔ تو اس کی نمازِ جنازہ میں اختلاف ہے۔ اہلِ علم کا ایک گروہ اس حق میں کہ اس پر نماز پڑھی جائے جب کہ دوسرا ان سے اتفاق نہیں کرتا۔

امام ترمذی نے اپنی جامع میں باب باندھے ہیں۔

باب الصّلوٰۃ علی الاطفال	بچوں پر نماز پڑھنے کا باب
باب ترك الصّلوٰۃ علی الطفل حتی یستهل	مُردہ پیدا ہونے والے بچّہ پر نماز نہ پڑھنے کا باب"

پہلے باب میں انہوں نے نقل کیا ہے کہ رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کے صحابہؓ میں سے بعض اہلِ علم کا اسی پر عمل تھا کہ بچوں پر نماز پڑھی جائے۔ اگرچہ وہ مُردہ ہی پیدا ہوں۔ امام احمد بن حنبلؒ اور امام اسحاقؒ نے اسی عمل کو اپنایا۔

دوسرے باب میں انہوں نے جابرؓ سے روایت نقل کی کہ اس بچّہ پر نمازِ جنازہ پڑھی

---

[1] مسلم ص ۳۰۷ ج ۱۔ مصنف عبدالرزاق ۴۹۴ ، ۵۰۴ ج ۳ النسائی ص ۲۲۲ ج ۱۔ ابوداؤد ص ۱۵۱

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

جائے۔ جو پیدا تو زندہ ہوا۔ لیکن بعد میں فوت ہو گیا۔ اسی طرح جائداد کا وارث بھی وہی بنے گا جو زندہ پیدا ہوا[1] امام ثوریؒ اور امام شافعیؒ کے نزدیک یہی درست تھا۔

امام ابن ابی شیبہؒ نے بھی اس بارے میں کئی اقوال نقل کئے ہیں[2]۔ محدثین اور فقہاء میں سے جو مُردہ پیدا ہونے والے بچے پہ نمازِ جنازہ پڑھنے کے قائل ہیں۔ ان کی دلیل یہ ہے کہ ماں کے پیٹ میں چار ماہ کے بعد رُوح پھونک دی جاتی ہے۔ کیونکہ صادق المصدوق صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد مبارک ہے کہ تمہارے کسی ایک کی تخلیق کو یعنی مادہ تخلیق کو چالیس روز اس کی ماں کے پیٹ میں جمع کیا جاتا ہے۔ پھر اسی طرح وہ جمع ہوئے خون کی صورت میں رہنے کے بعد گوشت کا لوتھڑا بن جاتا ہے۔ پھر اللہ تعالیٰ ایک فرشتے کو چار باتوں کے ساتھ اس کی طرف بھیجتا ہے۔ تاکہ اس کا رزق۔ اس کی موت کا وقت۔ اس کا عمل اور نیک یا بد ہونا لکھ دے۔ پھر اس میں رُوح پھونک دی جاتی ہے[3]۔

یہاں یہ بھی خیال رہنا چاہیئے۔ یہ اللہ تعالیٰ کے کمال علم کی علامت ہے۔ اس سے یہ لازم نہیں آتا کہ اللہ تعالےٰ کے حکم سے کسی کو نیک اور کسی کو بد بنا دیا جاتا ہے بلکہ اللہ تعالیٰ کے علم میں ہے کہ کون کیسے عمل کرنے والا ہے۔

مُردہ بچہ کی نماز جنازہ پڑھنے والوں کی یہی حدیث دلیل ہے۔ ان کے نزدیک اس حدیث مُبارک سے ثابت ہوتا ہے کہ جس پر چار ماہ گزر جاتے ہیں وہ ماں کے پیٹ میں حیات سے نواز دیا جاتا ہے۔ لہٰذا عالمِ رحم کی حیات کی وجہ سے اس کی نماز جنازہ پڑھی جاتی ہے۔

---

[1] ترمذی: ص ۱۵۵ ج ۱ [2] مصنّف ابن ابی شیبہ: ص ۳۱۷-۳۱۸-۳۱۹ ج ۳

[3] بخاری: ص ۴۵۶-۴۶۹-۹۷۶-۱۱۰۰۔ مسلم: ص ۳۳۲ ج ۲۔

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

اس کے برعکس دُوسروں کی دلیل یہ ہے کہ حقیقی حیات وہی ہے جس کا عالمِ دنیا سے تعلّق ہے ۔ کیونکہ نمازِ جنازہ اُس کی پڑھی جاتی ہے جو اس دنیا میں زندہ رہنے کے بعد وفات پاتا ہے [۱]

اصل میں جہاں یہ حکم ہے ۔

الطفل یصلّی علیہ [۲] "بچّہ کی نماز جنازہ پڑھی جائے ۔"

وہاں اس کی وضاحت نہیں کہ وہ مُردہ پیدا ہو یا زندہ ۔ لیکن دوسری حدیث میں اس کو واضح کر دیا گیا ہے کہ رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا ۔

اذا استھل الصبی صلّی علیہ وورث [۳] "جب بچّہ پیدا ہونے پر روئے (پھر فوت ہو جائے) تو اس کی نماز پڑھی جائے اور اسے وارث بنایا جائے"

اسی لئے زیادہ تر عمل دوسری ہی حدیث کے مطابق ہوتا ہے ۔ پہلی کے مطابق جو عمل کرتا ہے ۔ تو اس پر بھی کوئی طعن نہیں ہو سکتا ۔ کیونکہ بچّے کی نماز جنازہ میں بچّے کی بجائے اُس کے والدین اور نمازِ جنازہ میں شریک ہونے والوں کے لئے دُعاء کی جاتی ہے ۔ بچّہ تو معصوم عن الخطا پیدا ہوتا ہے ۔ شفاعت کی اس کو ضرورت ہوتی ہے جو دنیا داری میں غرق ہو کر گناہوں سے محفوظ نہیں رہ سکتا لہٰذا اس کی وفات پر اُس کے لئے دعا کی جاتی ہے لیکن معصوم بچّے کا معاملہ اس کے برعکس ہوتا ہے ۔

---

[۱] نیل الاوطار : ص ۴۹-۵۰ ج ۴ ۔ تحفۃ الاحوذی : ص ۱۴۵ ج ۲ ۔

[۲] ابن ماجہ : ص ۱۰۸ ۔ نسائی : ص ۲۲۳ ج ۱ ۔ المستدرك : ص ۳۶۲ ج ۱ ۔

[۳] ابن ماجہ : ص ۱۰۸ ۔ ترمذی : ص ۱۵۵ ج ۱ ۔

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

بچّے کے جنازے کی دُعا

اَللّٰھُمَّ اجْعَلْهُ لَنَا فَرَطًا وَّسَلَفًا وَّذُخْرًا وَّاَجْرًا[1]

"اے اللہ! اس کو کردے ہمارے لئے آگے جانے والا اور فائدہ پہنچانے والا اور نیکیوں کا ذخیرا اور اَجر کا سبب بننے والا۔"

دعا کے الفاظ سے عیاں ہو جاتا ہے کہ جنازہ تو بچّے کا پڑھا جاتا ہے۔ لیکن دعا اپنے لئے مانگی جاتی ہے۔

مشکوٰۃ میں یہ روایت بخاری کے حوالے سے منقول ہے لیکن اصل روایت میں ذُخرًا کا لفظ نہیں ہے۔ چنانچہ حسن بصری کے بارے میں منقول ہے۔

یقرأ علی الطفل بفاتحة الکتاب ویقول اللّٰھم اجعله لنا فرطا وسلفا واجرا[2]	"وہ بچّے کی نمازِ جنازہ میں سورۃ فاتحہ پڑھا کرتے اور کہا کرتے تھے۔ اے اللہ! اس کو ہمارے لئے آگے جا کر فائدہ پہنچانے والا اور اجر و ثواب کا سبب بنا دے۔"

علامہ مُلّا علی قاری حنفیؒ نے نقل کیا ہے کہ ہو سکتا ہے کہ صاحبِ مشکوٰۃ کے سامنے جو نسخہ تھا۔ اُس میں ذُخرًا کا لفظ موجود ہو[3]

---

[1] مشکوٰۃ المصابیح: ص ۱۴۸۔

[2] بخاری: ص ۱۷۸ [3] مرقاۃ: ص ۶۶ ج ۴۔

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

علامہ برہان الدین علی بن ابی بکر المرغینانی المتوفی ۵۹۳ھ نے بخاری میں منقول دعا کے ساتھ چند الفاظ اور بھی نقل کئے ہیں۔

وَاجْعَلْهُ لَنَا شَافِعًا مُشَفَّعًا [1]

اور کردے اسے ہمارے لئے شفاعت کرنے والا اور جس کی شفاعت قبول کی گئی ہو

بچّے کے لئے دُوسری دُعا

حضرت ابوہریرہؓ کا معمول تھا کہ بچّے کی نمازِ جنازہ پڑھاتے ہوئے پہلے عام مسلمانوں کے لئے دُعا مانگتے پھر اس کے ساتھ یہ دعا ملاتے۔

اَللّٰهُمَّ اجْعَلْهُ فَرَطًا لِاَبَوَيْهِ وَسَلَفًا وَّذُخْرًا وَعِظَةً وَّاِعْتِبَارًا وَّشَفِيْعًا وَّثَقِّلْ بِهٖ مَوَازِيْنَهُمَا وَاَفْرِغِ الصَّبْرَ عَلٰى قُلُوْبِهِمَا وَلَا تَفْتِنْهُمَا بَعْدَهٗ وَلَا تَحْرِمْهُمَا اَجْرَهٗ۔

اے اللہ! کردے اس کو اپنے والدین کے لئے آگے جانے والا اور فائدہ پہنچانے والا اور ذخیرہ بننے والا اور نصیحت و توبہ کا سبب بننے والا۔ اور شفاعت کرنے والا اور ان دونوں کی تولوں کو اس کے ساتھ بھاری کردے

---

[1] الهداية: ص ۱۳۹ ج ۱۔ ایضاً۔ حاشية الطحطاوی ص ۴۸۴۔ الفتاوی الهندية: ص ۱۶۴ ج ۱۔
[2] کتاب الفقه علی المذاهب الاربعة، ص ۵۲۰ ج ۱۔ فتح الربانی: ص ۲۳۹ ج ۷، فقه السنة ص ۵۲۵ ج ۱۔

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

اور دونوں کے دلوں کو صبر سے بھر دے اور ان دونوں کو اس کے بعد فتنہ میں نہ ڈالنا اور دونوں کو اس کے اجر سے محروم نہ کرنا۔

دونوں ہی دعاؤں میں بچے کی بخشش اور مغفرت کی کوئی بات دکھائی نہیں دیتی۔ بلکہ والدین اور نمازِ جنازہ میں حاضر ہونے والوں ہی کے لئے دعا مانگی گئی ہے۔ اور اللہ کا بھی یہ قانون ہے کہ صبر کرتے ہوئے اور اجر و ثواب کی اُمید رکھتے ہوئے اس سے جو مانگا جائے وہ عطا فرماتا ہے۔ چنانچہ جو والدین اللہ کی رضا پر راضی رہتے ہیں۔ جب اولاد سے نوازتا ہے تو اُس کا شکر کرتے ہیں۔ اور جب وہ اپنی امانت واپس لے لیتا ہے تو جزع و فزع کا مظاہرہ نہیں کرتے، صبر و تحمل کے دامن کو ہاتھ سے نہیں چھوڑتے۔ منہ سے ایسی بات نہیں نکالتے۔ جو قرآن و سُنّت کے خلاف ہو۔ تو اللہ تعالیٰ اپنے ایسے بندوں اور بندیوں کے لیے ان کے بچوں کو ان کی نجات کا سبب بنا دیتا ہے۔

چھوٹے بچوں کی وفات پر صبر کا اجر

ابُوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے انصار کی عورتوں سے ارشاد فرمایا۔

لا یموت لاحداکن ثلاثۃ من الولد فتحسبہ الا دخلت الجنۃ فقالت امراۃ منھن او اثنان یارسول اللہ قال او اثنان [1]	"تم میں سے کسی عورت کے تین بچے فوت ہو جائیں پھر وہ ان پر صبر کرے تو وہ جنت میں داخل ہو جائے گی۔ ان میں سے ایک عورت نے کہا اللہ کے رسول اگر دو فوت ہوں۔ آپ نے فرمایا۔ دو پر بھی وہی اجر ہے"

[1] مسلم۔ کتاب البر ص ۳۳۰ ج ۲۔

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

انسؓ کی روایت کے الفاظ ہیں۔ آپ نے فرمایا:

ما من النّاس من مسلم	لوگوں میں سے کسی مسلمان کے تین نابالغ بچے
یتوفی له ثلاثة لم یبلغوا الحنث	فوت ہوجائیں تو اللہ تعالےٰ ان کی وجہ
الا ادخله الله الجنة بفضل	سے رحم کرتے ہوئے اپنے فضل سے اس
رحمته ایاهم له	کو جنت میں داخل کرے گا۔"

انسؓ کی دوسری روایت میں مُسْلِمْ کی بجائے مُسْلِمَیْن کا لفظ ہے۔ یعنی ماں باپ دونوں کو جنت میں داخل کردے گا۔[2]

ابوذرؓ سے مروی ہے۔ اپنی رحمت کے فضل سے ان دونوں کے گناہوں کو معاف فرمائیگا۔[3]

وہ بچہ جو ماں کے پیٹ ہی میں ساقط ہوجاتا ہے۔ اپنی تخلیق کے مکمّل ہونے سے پہلے ہی ختم ہوجاتا ہے۔ اس کے بارے میں علیؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:۔

ساقط ہونے والا بچہ اپنے ربّ سے اس وقت جھگڑا کرے گا جب اس کے والدین کو جہنّم میں ڈال دیا جائے گا۔ پھر اس سے کہا جائے گا۔ اے اپنے رب سے جھگڑا کرنے والے ساقط! اپنے والدین کو جنت میں داخل کردے۔ پھر وہ ان کو کھینچتا ہوا جنّت میں داخل کردے گا۔[4]

---

[1] بخاری: ص ۱۶۸ - نسائی: ص ۲۱۵ ج ۱۔

[2] ابن ماجه : ص ۱۱۵۔

[3] نسائی: ص ۲۱۵ - ج ۱۔

[4] ابن ماجه : ص ۱۱۵۔

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

صحابیہؓ کا بے مثال صبر

انسؓ سے مروی ہے کہ ابُوطلحہؓ کا ایک بیٹا بیمار ہو گیا۔ ابوطلحہؓ گھر سے کہیں باہر گئے ہوئے تھے۔ کہ اُس کی موت واقع ہو گئی تو ان کی بیوی (اُمِّ سلیم) نے جب دیکھا کہ ان کا بیٹا فوت ہو گیا ہے۔ تو انہوں نے اس کو نہلانے اور کفنانے کے بعد گھر میں ایک طرف رکھ دیا۔

جب ابُوطلحہؓ گھر آئے تو انہوں نے بچّے کے بارے میں پُوچھا کہ اس کا کیا حال ہے؟ تو ان کی بیوی نے جواب دیا۔ بڑے سکون میں ہے اور آرام کر رہا ہے۔ ابوطلحہؓ نے خیال کیا کہ ان کی بیوی نے ٹھیک کہا ہے۔ جب رات گزار کر صبح اُٹھے اور غسل کیا۔ باہر جانے لگے تو ان کو بتایا بچّہ تو فوت ہو گیا ہے۔ اُنہوں نے رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کے ساتھ نماز پڑھی اور جو کچھ بیوی نے کیا۔ اُس کی خبر آپ کو دی۔ رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا۔ شاید کہ اللہ تعالیٰ ان دونوں کو ان کی رات میں برکت سے نوازے گا۔ سفیان سے مروی ہے کہ ایک انصاری نے کہا میں نے (ان کے بیٹے کے) ۹ لڑکے دیکھے۔ سب نے قرآن پڑھا تھا[1]

انسؓ کی دوسری روایت کے مطابق اُمّ سلیمؓ سے ابوطلحہؓ کا بیٹا فوت ہو گیا۔ اُمِّ سلیمؓ نے اپنے گھر والوں سے کہا۔ ابوطلحہؓ کو اس کے بیٹے کے بارے میں کچھ نہ کہنا جب تک میں خود ان کو بتا نہ دوں گی۔ جب ابوطلحہؓ آئے۔ ان کے آگے رات کا کھانا رکھا۔ انہوں نے کھایا اور پیا۔ پھر اُمِّ سلیم نے اپنے خاوند کے لئے ایسا بناؤ سنگھار کیا۔ جو پہلے کبھی نہ کیا تھا۔ ابوطلحہؓ نے اپنی بیوی سے ازدواجی تعلّق قائم کیا۔ جب اُمِّ سلیمؓ نے دیکھا کہ وہ سیر ہو چکے اور بیوی سے جو مرد کو حاجت

---

[1] بخاری؛ ص ۱۷۳۔ ۱۷۴۔

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

ہوتی ہے۔ وہ بھی پوری ہوگئی۔ تو انہوں نے کہا۔ اے ابو طلحہؓ اگر کچھ لوگ کسی اہل خانہ سے کوئی چیز استعمال کے لئے لے لیں۔ پھر اہل خانہ ان سے اپنی چیز واپس مانگیں تو آپ کا کیا خیال ہے کہ ان کو واپس نہ دیں۔ ابُوطلحہؓ نے کہا نہیں۔ ان کو ایسا نہیں کرنا چاہیئے بلکہ جن کی چیز ہے ان کو ملنی چاہیئے۔ اُمّ سلیمؓ نے کہا۔ جس اللہ نے آپ کو بیٹا دیا تھا۔ اُس نے واپس لے لیا۔ اللہ سے اجر و ثواب کی اُمید رکھیں راوی کا بیان ہے۔ ابُوطلحہؓ نے غصّے میں کہا۔ تم نے پہلے مجھے نہیں بتایا۔ یہاں تک کہ تمہارے ساتھ میں نے ازدواجی تعلّق قائم کیا۔ اَب مجھے میرے بیٹے کی خبر دے رہی ہو۔ گھر سے نکلے رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ گھر میں جو کچھ ہوا۔ اُس کی آپ کو خبر دی ، رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے سُن کر دُعا فرمائی۔

بارک اللہ لکما فی غابر لیلتکما۔ "تُم دونوں کی گزری ہوئی رات میں اللہ تعالیٰ تم دونوں کے لئے برکت نازل فرمائے "

رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کی دُعا رنگ لائی۔ وہ حاملہ ہوگئیں۔ رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم ایک سفر میں تھے اَور وہ بھی ان کے ساتھ تھیں۔ رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کا معمول مبارک تھا کہ رات کے وقت واپسی پر مدینہ طیبہ داخل نہیں ہوتے تھے۔ جب آپ مدینہ کے قریب پہنچے ، تو اُمّ سلیمؓ کو دردِ زہ شروع ہوگئی۔ ان کی وجہ سے ابُوطلحہؓ رُک گئے اور رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم تشریف لے گئے۔ ابُوطلحہؓ نے بارگاہِ الٰہی میں عرض کیا۔ اے میرے رب تو جانتا ہے کہ مجھے یہ بات اچھّی لگتی ہے کہ رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم جب نکلیں تو میں بھی نکلوں اور جب داخل ہوں تو میں بھی داخل ہوں۔ تو دیکھ رہا ہے کہ میں کیوں روکا گیا ہوں۔ اتنے میں اُمّ سلیمؓ نے کہا۔ ابوطلحہؓ جو درد مجھے پہلے ہو رہا تھا۔ اَب نہیں ہو رہا۔ لہٰذا چلو۔ جب مدینہ پہنچے تو پھر درد ہوا۔ اور اُمّ سلیمؓ نے ایک بچےؓ کو جنم دے دیا۔

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

انسؓ کا بیان ہے کہ میری ماں نے مجھ سے کہا۔ اے انسؓ! اس بچے کو کوئی اس وقت تک دودھ نہیں پلائے گا۔ جب تک تو اُسے رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کی خدمت میں حاضر نہ کر دے۔ چنانچہ جب صبح ہوئی۔ میں نے اُسے اٹھایا اور رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کے پاس لے گیا۔ جب میں آپ کے پاس پہنچا تو آپ کے ہاتھ میں داغنے کا آلہ تھا۔ آپ نے مجھے دیکھ کر فرمایا۔ شاید اُمِّ سلیمؓ نے بچّہ جنا ہے۔ آپ نے اُونٹ داغنے والے آلہ کو رکھ دیا اور میں نے بچّہ آپ کی گود میں ڈال دیا۔ رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے مدینہ طیبہ کی عجوہ کھجور منگوائی۔ اس کو اپنے مُنہ مُبارک میں ڈال کر خوب اچھّی طرح چبایا۔ جب وہ گُھل گئی تو آپؐ نے اُسے بچّے کے منہ میں ڈالا۔ بچّے نے اُسے چُوسنا شروع کر دیا۔ رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا۔ دیکھو انصار کو کھجور سے کتنی محبّت ہے۔ پھر آپؐ نے اس کے منہ پر ہاتھ پھیرا۔ اور اُس کا نام عبداللہ رکھا[1]

اُمِّ سلیمؓ نے اُمّتِ مُحمّدیہ کی عورتوں کے لئے صبر کا نمونہ قائم کر دیا۔ اس صبر پر رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم اتنے خوش ہوئے کہ آپؐ نے فوراً ان کے لئے دُعا مانگ دی۔ اس دُعا کے نتیجہ پر اسی رات کے حمل کی وجہ سے جو بچّہ ان کے ہاں پیدا ہوا۔ رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کے منہ میں چبائی گئی کھجور اُس کے منہ میں ڈالی گئی۔ آپ نے خود اس کا نام رکھا۔

امام نوویؒ نے نقل کیا ہے کہ اس عبداللہ کی اولاد میں سے دس چوٹی کے علماء ہوئے۔

اسی صابرہ صحابیہؓ کے بارے میں مسلم ہی میں مروی ہے کہ رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا۔ مجھے جنّت دکھائی گئی۔ اور میں نے اس میں ابُوطلحہؓ کی بیوی کو دیکھا۔ دوسری روایت کے مطابق میں جنّت میں داخل ہُوا۔ کسی کے چلنے کی آواز سُنی۔ میں نے جب پُوچھا تو مجھے بتایا گیا کہ یہ غُمیصا بنت

---

[1] مسلم: ص ۲۹۲ ج ۲۔ ایضاً: فتح الباری: ص ۱۷۰۔ ج ۳۔

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

ملحان انس بن مالکؓ کی والدہ ماجدہ ہیں۔

اس ایک واقعہ سے اندازہ ہوجانا چاہیئے کہ چھوٹے بچہ کی وفات پر صبر کرنے کا کیا اجر وثواب ہے۔ رونے چیخنے اور چلّانے سے جب فوت ہونے والا زندہ نہیں ہوسکتا تو پھر کیوں نہ ایسا طریقہ اپنایا جائے جس سے دنیا اور آخرت سنور جائے۔

ایک عالم کو ایک عورت کا سمجھانا

قاسم بن مُحمد سے منقول ہے کہ ان کی بیوی فوت ہوگئی اور ان کی تعزیت کے لئے مُحمد بن کعب القرظی آئے۔ ان سے کہا۔ بنواسرائیل کے ایک بہت بڑے فقیہ۔ عابد۔ مجتہد عالم کی بیوی کا انتقال ہوگیا جو اس کے نزدیک بڑی ہی پسندیدہ اور محبُوب تھی۔ اس کی موت پر عالم فقیہ کو زبردست صدمہ ہوا۔ اور ایسا اس پر افسردہ ہوا کہ اپنے آپ کو گھر میں بند کردیا۔ لوگوں سے میل ملاپ منقطع کرلیا۔ کوئی بھی اس سے مل نہیں سکتا تھا۔

ایک عورت نے جب اس مشہور و معروف فقیہ کے بارے میں یہ سُنا تو وہ اُس کے دروازے پر پہنچی۔ وہاں اَور بھی لوگ تھے۔ عورت نے اندر پیغام بھجوایا کہ وہ ایک مسئلہ دریافت کرنا چاہتی ہے۔ جب بتایا گیا کہ حضرت صاحب کسی سے نہیں ملیں گے تو سب لوگ چلے گئے۔ لیکن عورت وہاں بیٹھی رہی۔ جب اُسے بھی جانے کو کہا گیا تو اُس نے کہا کہ میں اُس وقت تک نہیں جاؤں گی جب تک مجھے مسئلہ نہ سمجھایا جائے اور میں فقیہ کے منہ سے خود سُننا چاہتی ہوں۔ عالم فقیہ کو جب اُس عورت کے بارے میں خبر دی گئی تو اُس نے اس کو اندر بلوالیا۔

عورت نے کہا مسئلہ یہ ہے کہ میں نے اپنی ایک ہمسائی سے کچھ زیور عاریۃً استعمال کے لئے لیا تھا ایک عرصہ دراز تک میں اسے استعمال کرتی رہی ہوں۔ اَب انہوں نے واپس مانگ

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

لیا ہے۔ کیا واپس کردوں۔ عالم فقیہ نے کہا۔ ہاں۔ اللہ کی قسم واپس کردو۔ عورت نے عرض کیا۔ وہ زیور میرے پاس ایک لمبی مدت تک رہا ہے۔ عالم فقیہ نے کہا۔ پھر تو وہ زیادہ مستحق ہیں کہ تم ان کا زیور لوٹا دو۔ کیوں کہ انہوں نے تمہیں اتنی لمبی مدت استعمال کی اجازت دے دی۔

عورت نے کہا۔ اللہ آپ پر رحم کرے۔ آپ اس پر افسوس کر رہے ہیں جو اللہ تعالیٰ نے آپ کو عاریتہً دی تھی۔ اب اس نے واپس لے لی۔ جب کہ وہ آپ سے زیادہ حق دار ہے۔ عورت کی نصیحت سے عالم فقیہ کی آنکھیں کھل گئیں۔ اور وہ اپنے پرانے معمول پر لوٹ آیا۔ [1]

آج بھی اگر ہماری عورتیں ایسا کردار ادا کرنے کی کوشش کریں تو ہمارے معاشرے کا نقشہ بدل سکتا ہے۔ جہالت اور گمراہی کا خاتمہ ہو سکتا ہے۔

ایک سے زائد میتوں کی نماز جنازہ

ہمارے ہاں عام معمول یہ ہے کہ جب ایک سے زیادہ میتیں جمع ہو جائیں تو ان کی الگ الگ نماز پڑھی جاتی ہے۔ جب کوئی اکٹھی پڑھا دے تو اس کے عمل پر تعجب کا اظہار کیا جاتا ہے حالانکہ احادیث میں موجود ہے کہ ایک سے زائد میتیں جمع ہونے پر ان کی اکٹھی نماز پڑھی گئی صحابہؓ کا اس پر عمل تھا اور فقہ حنفیہ میں بھی اس کی اجازت ہے۔

امام مالکؒ سے مروی ہے کہ ان کو یہ بات پہنچی ہے۔

ان عثمانؓ بن عفان وعبداللہ	"بے شک حضرت عثمانؓ بن عفان اور حضرت
بن عمرؓ وابا هریرةؓ كانوا	عبداللہ بن عمرؓ اور حضرت ابو ہریرہؓ مدینے

---

[1] تنویر الحوالك شرح موطا امام مالك۔ ص ۱۸۴ ج ۱۔

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

يصلون على الجنائز بالمدينة	میں مردوں اور عورتوں کے اکٹھے جنازے
الرجال والنساء فيجعلون	پڑھاتے تھے۔ مردوں کو امام کے
الرجال مما يلي الامام والنساء	قریب اور عورتوں کو قبلہ کی طرف
مما يلي القبلة [1]	کر دیتے تھے۔"

نافع سے منقول ہے کہ عبداللہ بن عمرؓ نے مردوں اور عورتوں کے سات جنازوں کی نماز اکٹھی پڑھائی۔ مردوں کو اپنے قریب اور عورتوں کو قبلہ کی طرف ایک ہی صف میں رکھا۔ علیؓ کی بیٹی اُمّ کلثومؓ جو عمرؓ بن خطاب کے نکاح میں تھیں۔ ان کی اور ان کے بیٹے زید بن عمرؓ کے جنازہ کو بھی رکھا۔ ان دنوں مدینہ پر سعیدؓ بن العاص امیر تھے اور لوگوں میں اس دن ابن عباسؓ۔ ابوہریرہؓ۔ ابوسعیدؓ اور ابوقتادہؓ تھے۔ میں نے کہا۔

ماهذا؟ قالوا السنة [2]	"یہ کیا ہے؟ تو انہوں نے کہا یہ سنّت ہے"

امام بیہقیؒ نے نقل کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اسّی صحابہؓ موجود تھے۔ جن میں حضرت حسنؓ اور حضرت حسینؓ بھی شامل تھے [3]

امام نسائیؒ نے جو روایت نقل کی ہے۔ اس میں نو جنازوں کا ذکر ہے [4]

ایک روایت عمّارہ مولی حارث بن نوفل سے ایسی بھی منقول ہے جس میں اُمّ کلثومؓ اور ان

---

[1] تنویر الحوالك شرح موطا امام مالك: ص۱۷۶ ج۱۔ المصنف عبدالرزاق: ص۴۶۴ ج۳

[2] دارقطنی: ص۷۹ ج۲۔

[3] السنن الکبریٰ: ص۳۳ ج۴۔ ایضاً عون المعبود: ص۱۸۳۔ ج۳۔

[4] النسائی: ص۲۲۷ ج۱۔ مصنف عبدالرزاق ۴۶۵۔ ج۳۔

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

کے بیٹے زید کا ذکر ہے۔ جن کی وفات ایک ہی دن ہوئی تھی [۱]

ایک اور روایت ہے جس سے معلوم ہوتا ہے۔ سعید بن العاص نے نماز پڑھائی۔ علامہ شوکانی نے اس میں تطبیق یوں دی ہے کہ عبداللہ بن عمرؓ نے امیر مدینہ سعید بن العاص کی اجازت سے نماز پڑھائی [۲]

عمرو بن مہاجر سے مروی ہے کہ میں نے حضرت واثلہؓ بن الاسقع کے ساتھ ساٹھ مردوں اور عورتوں کی اکٹھی نماز جنازہ پڑھی۔ جو طاعون کا شکار ہو گئے تھے [۳]

ابو اسحاقؒ کی روایت کے مطابق انہوں نے امام شعبیؒ کو دیکھا کہ انہوں نے دو آدمیوں کی اکٹھی نماز جنازہ پڑھا دی۔ دونوں کو ایک دوسرے کے پیچھے ایک ہی صف میں رکھا۔ پھر کہا۔ اسی طرح کیا کرو۔ اگرچہ دس ہی جنازے کیوں نہ ہوں [۴]

علامہ الشیخ نظام اور علماء ہند سے منقول ہے۔

لو اجتمعت الجنائز یخیر	اگر کئی جنازے اکٹھے ہو جائیں تو امام کو اختیار
الامام ان شاء صلی کل واحد	ہے۔ چاہے تو علیحدہ علیحدہ ان کی نماز
علی حدة وان شاء صلی الکل	پڑھائے اور چاہے تو ان سب کی نیت
دفعة بالنیة علی الجمیع [۵]	کر کے اکٹھی نماز پڑھا دے۔

مذکورہ روایات سے واضح ہوا کہ ایک سے زائد جنازے جمع ہو جائیں۔ اور ان کی اکٹھی نماز

---

[۱] البوداؤد: ص ۴۵۵ [۲] نیل الاوطار: ص ۷۲ ج ۴۔
[۳] مصنف ابن ابی شیبہ: ص ۳۱۳ ج ۳ [۴] مصنف عبدالرزاق: ص ۴۶۶۔ ج ۳
[۵] الفتاوی الہندیہ: ص ۱۶۰۔ ج ۱۔

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

پڑھ لی جائے تو یہ سنّت ہے۔ دو ہوں تو تثنیہ اور تین یا تین سے زیادہ ہوں تو جمع کے صیغے کے ساتھ دعا مانگی جائے۔ سُنّت کا لفظ اس لئے استعمال کیا گیا ہے کہ صحابہؓ نے اسے سُنّت کہا ہے۔

غائبانہ نمازِ جنازہ

غائبانہ نمازِ جنازہ سے مراد یہ ہے کہ میّت سامنے موجود نہ ہو۔ یعنی اس کی وفات کسی ایسی جگہ ہوئی۔ جہاں اس کے جاننے والے یا اس کی نمازِ جنازہ میں شرکت کا ارادہ رکھتے وقت پر نہ پہنچ سکے یا پہنچنے کا امکان نہ تھا۔ لہٰذا وہ لوگ میّت کے لئے اپنے ہی شہر میں کسی جگہ، اکٹھے ہوکر نمازِ جنازہ پڑھ لیں۔

صحاح ستّہ کی روایات کے مطابق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم نے حبشہ کے بادشاہ اصحمہ نجاشی کی وفات پر معجزانہ طور پر مدینہ طیّبہ میں اپنے صحابہؓ کو اس کے انتقال کی خبر سُنا کر ارشاد فرمایا۔

قد توفی الیوم رجل صالح	"حبشہ کا مردِ صالح آج فوت ہو گیا
من الحبش فھلموا فصلوا	ہے۔ آؤ اس کی نمازِ جنازہ پڑھو، راوی
علیہ قال فصففنا فصلی	نے کہا۔ پھر ہم نے صفیں باندھیں
النبی صلی اللہ علیہ وسلّم	ہم صفوں میں تھے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلّم
ونحن صفوف [1]	نے نماز پڑھی"

جابر بن عبداللہ سے مروی ہے۔ آپ نے فرمایا۔ اللہ کا نیک صالح بندہ آج

---

[1] بخاری: ص ۱۷۶۔

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

فوت ہوگیا۔ پھر آپ کھڑے ہوئے اور ہماری امامت فرمائی۔ اور اس کے لئے نماز پڑھی[۱]

ابوہریرہؓ کی روایت ہے۔ آپ نے لوگوں کو نجاشی کی موت کی خبر اُس دن دی جس دن اُس نے وفات پائی۔ آپ صحابہؓ کے ساتھ عیدگاہ تشریف لائے۔ آپ نے ان کی صفیں درست کیں اور چار تکبیرات کہیں[۲]

حذیفہؓ بن اسید سے منقول ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم صحابہؓ کے ساتھ مدینہ سے نکلے۔ اور فرمایا اپنے بھائی کی نمازِ جنازہ پڑھو جس کی موت تمہاری زمین میں نہیں ہوئی۔ صحابہؓ نے عرض کیا۔ وہ کون ہے؟ آپؐ نے فرمایا۔ وہ نجاشی ہے[۳]

ابوہریرہؓ کی دوسری روایت کے مطابق آپ نے فرمایا۔

استغفروا لاخیکم[۴] "اپنے بھائی کے لئے بخشش طلب کرو۔"

عمران بن حصینؓ سے مروی ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمارے لئے ارشاد فرمایا۔ تمہارا بھائی نجاشی فوت ہوگیا ہے۔ اُٹھو۔ اس کی نمازِ جنازہ پڑھو۔ ہم کھڑے ہوئے ہم نے اس طرح صفیں باندھیں جس طرح میّت کے لئے باندھی جاتی تھیں۔ ہم نے اس کے لئے اسی طرح دُعا کی جس طرح میّت کے لئے کی جاتی تھی[۵]

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے عمل کو پیشِ نظر رکھتے ہوئے امام شافعیؒ اور امام احمد بن حنبلؒ اور سلف میں سے جمہور غائبانہ نمازِ جنازہ پڑھنے کے قائل تھے[۶]

---

[۱] مسلم: ص ۳۰۹ ج ۱ [۲] ابوداؤد: ص ۴۵۷/۱۔ ایضاً بخاری: ص ۴۵۷/۱۔ ایضاً نسائی ص ۲۲۶ ج ۱

[۳] ابن ماجہ: ص ۱۱۰ [۴] بخاری: ص ۱۷۷ مسلم ص ۳۰۹ ج ۱ [۵] ترمذی ص ۱۵۶۔ ج ۱۔

[۶] فتح الباری: ص ۱۸۸ ج ۳۔ نیل الاوطار: ص ۵۳۔ ج ۴۔

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

علامہ ابن حزم کا کہنا ہے کہ رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کا ارشاد "صلّوا علی صاحبکم" یعنی اپنے ساتھی پر نماز پڑھو۔ نصِ قاطع ہے۔ آپؐ نے اور صحابہؓ نے اس پر عمل کیا۔ اس سے بڑھ کر اور زیادہ صحیح اجماع کیا ہو سکتا ہے؟ جب اُن سے کہا گیا کہ صحابہؓ میں سے کسی نے اس کے بعد کسی کی نمازِ جنازہ نہیں پڑھی۔؟ تو انہوں نے جواب دیا کہ صحابہؓ میں سے کسی نے اس سے منع کیا یا اس سے انکار کیا؟ [1] اگر صحابہؓ نے نہیں پڑھی تو پڑھنے سے منع بھی نہیں کیا ہے۔

امام ابُوحنیفہؒ اور امام مالکؒ کے نزدیک غائبانہ نمازِ جنازہ کا واقعہ نجاشی کے ساتھ خاص تھا۔ یہ بھی منقول ہے کہ رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کو نجاشی کی میّت دکھا دی گئی۔ لہٰذا اس واقعہ کو دلیل نہیں بنایا جا سکتا۔

اہلِ علم کی ایک جماعت کا رجحان یہ بھی ہے کہ جس دن موت واقع ہو۔ اُس دن دوسرے شہروں میں اُس کی غائبانہ نمازِ جنازہ پڑھی جا سکتی ہے۔

امام شافعیؒ کا قول ہے کہ نمازِ جنازہ درحقیقت میّت کے لئے دُعا ہوتی ہے۔ اس لئے غائبانہ دعا مانگنے میں کوئی حرج نہیں۔

غائبانہ نمازِ جنازہ کے بارے میں غور کیا جائے۔ تو واضح ہوگا کہ حبشہ کے بادشاہ نجاشی اصحمہ نے مسلمانوں کے ساتھ اس وقت اچّھا سلوک کیا۔ جب اہلِ مکّہ نے ان کا جینا مشکل کر دیا یہاں تک کہ مسلمان ان کے ظلم وستم سے تنگ آ کر حبشہ کی طرف ہجرت کرنے پر مجبُور ہو گئے۔ حبشہ کا بادشاہ حضرت جعفر طیارؓ کی تقریر اور قرآن سن کر مسلمان ہو گیا اور رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم پر ایمان لے آیا۔[2] رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے جب اُمّ حبیبہؓ کے لئے نکاح کا پیغام بھیجا، تو

---

[1] المحلی لابن حزم: ص ۱۲۹ ج ۵ [2] سیرت ابن ہشام: ص ۳۳۶۔۳۳۷۔۳۴۱۔ ج ۱۔

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

اس نے خود نکاح کا خطبہ پڑھا اور اپنے پاس سے نقد چار ہزار درہم مہر ادا کیا[1] یہی وجہ تھی کہ جب اس کی موت واقع ہوئی۔ تو اللہ تعالےٰ نے آپ کو آگاہ فرما دیا۔ اور آپ نے اس کی غائبانہ نمازِ جنازہ پڑھی۔ اللہ تعالیٰ کی مرضی یہی تھی کہ آپؐ اور آپؐ کے صحابہؓ اُس کے لئے دعا مانگیں۔ تاکہ اہلِ عرب کو معلوم ہو جائے کہ اس کی موت اسلام پر ہوئی ہے۔

درحقیقت غائبانہ نمازِ جنازہ نجاشی کی اسلامی خدمات کا اعتراف تھا۔ آج بھی اگر کوئی ایسی شخصیّت فوت ہوتی ہے کہ جس نے دین اور ملّت کی خدمت کی ہو۔ اور لوگ اُس کی خدمات کا اعتراف کرتے ہوں تو اُس کی غائبانہ نمازِ جنازہ پڑھ لینا جائز اور مستحسن ہوگا۔ لیکن اس کو عام معمول بنانے کی ضرورت نہیں۔ اگر کوئی آپ کے عمل کو دلیل بنا کر عام بھی رکھے تو اُسے بھی منع نہیں کیا جا سکتا۔ اس لئے کہ قرآن حکیم میں ہمیں حکم دیا گیا ہے کہ ہم اللہ کے رسُول صلّی اللہ علیہ وسلّم کی اطاعت و پیروی کریں اور آپ کے اُسوۂ حسنہ کے مطابق عمل کریں۔

قبر پر نمازِ جنازہ

امام بخاریؒ نے صحیح بخاری میں باب باندھا ہے۔

الصّلوٰۃ علی القبر بعد ما دفن   میّت کو دفن کئے جانے کے بعد قبر پر نماز پڑھنا

پھر اُنہوں نے دو حدیثیں نقل کی ہیں۔

سلیمان الشیبانی نے کہا کہ میں نے امام شعبیؒ کو کہتے ہُوئے سُنا۔ مجھے اُس نے خبر دی جس

---

[1] اسد الغابۃ: ص۳۱۶-۳۱۷ ج ۷۔ الاصابۃ: ص۸۴ ج ۸۔ الاستیعاب ص ۶۶ ۷ طبقات ابن سعدؒ ج ۸۔ ترجمہ ام حبیبۃؓ۔

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

کا نبی صلّی اللہ علیہ وسلّم کے ساتھ قبروں کے پاس ایک قبر پر گزر ہوا۔ آپؐ نے صحابہؓ کی امامت فرمائی۔ انہوں نے آپ کے پیچھے نماز پڑھی۔ راوی کا بیان ہے کہ میں نے امام شعبیؒ سے پوچھا۔ اے ابوعمرو! آپ کو کس نے یہ بات بتائی تو انہوں نے جواب دیا۔ ابن عباسؓ نے۔

دوسری روایت ابوہریرہؓ سے مروی ہے کہ ایک سیاہ رنگ کے مرد یا عورت کی موت واقع ہوئی۔ جو مسجد کی صفائی کیا کرتا تھا۔ وہ فوت ہو گیا۔ نبی صلّی اللہ علیہ وسلّم کو اُس کی موت کے بارے میں علم نہ ہوا۔ آپ نے ایک دن اُسے یاد کیا۔ آپؐ نے فرمایا وہ انسان کہاں ہے؟ صحابہؓ نے عرض کیا وہ تو فوت ہو گیا۔ عرض کیا گیا۔ اس کا معاملہ ایسے ایسے تھا۔ یعنی اس کو صحابہؓ نے کوئی اہمیت نہ دی۔ آپ نے فرمایا، مجھے اس کی قبر بتاؤ کہاں ہے؟ آپ اس کی قبر پر تشریف لائے۔ پھر اُس کی نمازِ جنازہ پڑھی [۱]

مُسلم کے الفاظ ہیں کہ آپ ایک نئی بنی ہوئی قبر پر تشریف لائے۔ صحابہؓ نے آپ کے پیچھے صف بنائی۔ آپ نے اس کی نمازِ جنازہ پڑھی اور چار تکبیریں کہیں [۲]

ابوہریرہؓ والی روایت میں یہ بھی منقول ہے کہ آپ نے فرمایا۔

یہ قبریں اہلِ قبور پر اندھیروں سے بھری ہوتی ہیں۔ بے شک اللہ تعالیٰ میری نماز کی وجہ سے ان کو منوّر کر دیتا ہے [۳]

انسؓ سے بھی مروی ہے کہ آپ نے قبر پر نمازِ جنازہ پڑھی [۴]

ابن عباسؓ سے مروی ہے۔

---

[۱] بخاری: ص ۱۷۸۔ [۲] صحیح مسلم: ص ۳۰۹ ج ۱۔

[۳] صحیح مسلم ص ۳۰۹۔ ج ۱۔ [۴] صحیح مسلم: ص ۳۰۹ ج ۱۔

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

انّ النبیّ صلّی اللہ علیہ وسلّم	نبی صلّی اللہ علیہ وسلّم نے ایک مہینے کے
صلّی علی قبر بعد شھر	بعد قبر پر نماز پڑھی [1]

ابن ابی قتادہؓ سے منقول ہے کہ رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے حضرت براءؓ بن معرور کی قبر پر ایک مہینہ کے بعد نمازِ جنازہ پڑھی [2]

اِن روایات سے معلوم ہوا کہ اُمّتِ محمّدیہ کے لئے میّت کو دفنائے جانے کے بعد بھی قبر پر نمازِ جنازہ کا جواز رکھا گیا ہے۔

علمِ غیب کے بارے میں نکتہ

اللہ تعالیٰ نے قرآنِ مُبین میں اُمّتِ محمّدیہ کو حکم دیا ہے۔

وَاعْتَصِمُوا بِحَبْلِ اللّٰهِ	"کہ سب مل کر اللہ کی رسّی کو تھام لو،
جَمِيعًا وَّلَا تَفَرَّقُوا [3]	اور گروہ بندی مت کرو"

لیکن اُمّت میں ایسے مسائل پر اختلاف کیا جاتا ہے جن کا ہمارے ایمان و دین سے کوئی تعلق نہیں۔ ان میں سے ایک علمِ غیب کا ہے۔ ایک طرف یہ دعویٰ کیا جاتا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم کو دنیا کے آغاز سے لے کر اس کے فنا ہونے تک سارا علمِ غیب تھا۔ دوسری طرف سے اس کا انکار کر دیا جاتا ہے۔

اصل بات یہ ہے کہ اللہ تعالےٰ نے اپنے حبیب صلّی اللہ علیہ وسلّم کو جب چاہا۔ جہاں

---

[1] دارقطنی: ص ۷۸، ج ۲ [2] السُّنن الکبریٰ: ص ۴۹۔ ج ۴۔

[3] سورۃ آل عمران: آیت ۱۰۳۔

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

چاہا۔ جیسے چاہا۔ جو چاہا اور جتنا چاہا غیب کا علم عطا فرمایا۔ اور جب چاہا اور جو چاہا۔ جیسے چاہا۔ جہاں چاہا روک لیا۔

غور کرنے کی بات یہ ہے کہ ایک انسان مسجد کو صاف کرنے والا اور مسجد میں رہنے والا رات کے وقت فوت ہوتا ہے۔ صحابہؓ اس کو رات کے اندھیرے ہی میں دفنا دیتے ہیں۔ مسجد کے ساتھ آپ کا حجرۂ مبارکہ ہونے کے باوجود آپ کو خبر نہیں ہوتی۔ اس کے برعکس حبشہ میں نجاشی وفات پاتا ہے اور مدینہ منوّرہ میں آپؐ اپنے صحابہ کو خبر دیتے ہیں۔ ایسے اور بھی بہت سے واقعات ہیں واضح ہوا کہ علم غیب والا معاملہ اللہ کے ہاتھ میں ہے۔ اس نے انبیاء علیہم السلام کو جب چاہا عطا فرمایا۔ کسی بھی نبی عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ کے ہاتھ میں اس کی کنجی نہ تھی۔ اس لئے اُمّت کو ایسے معاملات میں اختلاف سے اجتناب کر کے مُتّحد اور مُتّفق ہو کر اسلام کی سربلندی کے لئے کوشش کرنی چاہیئے۔

مقروض کی نمازِ جنازہ

سلمہؓ بن الاکوع سے مروی ہے کہ رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کے پاس ایک جنازہ لایا گیا۔ تاکہ آپ اس کی نمازِ جنازہ پڑھیں۔ آپ نے دریافت فرمایا۔ کیا اس پر قرضہ ہے؟ صحابہؓ نے عرض کیا۔ جی نہیں۔ آپ نے اس کی نمازِ جنازہ پڑھا دی۔ پھر ایک اور جنازہ لایا گیا۔ آپ نے اس کے بارے میں پُوچھا۔ کیا اس پر قرض ہے؟ صحابہؓ نے عرض کیا۔ جی ہاں۔ آپ نے فرمایا۔

صلوا علی صاحبکم   اپنے ساتھی کی نمازِ جنازہ پڑھو۔

ابو قتادہؓ نے عرض کیا۔ اللہ کے رسول! میں اس کا قرضہ ادا کرنے کی ذمّہ داری لیتا ہوں۔ آپؐ نے اس کی نمازِ جنازہ پڑھا دی[1]

---

[1] بخاری: ص ۳۰۶۔ ایضاً النسائی: ص ۲۲۵ ج ۱۔

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

ایک عرصہ تک رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کا یہی معمول رہا یہاں تک کہ اللہ تعالےٰ نے اسلامی ریاست کو استحکام بخشا اور آپ کے پاس مال آنا شروع ہوگیا۔ پھر آپ کو جب بتایا جاتا کہ میّت مقروض ہے تو آپ فرمایا کرتے تھے۔

فمن توفی و علیہ دین	"جو فوت ہوا اور اُس پر قرض تھا،
فعلی قضاءہ ومن ترك	تو اُس کا ادا کرنا میرے اُوپر ہے اور جس
مالا فھو لورثتہ۔	نے مال چھوڑا وہ اس کے ورثا کے لیے ہے"[1]

یہ بھی مروی ہے کہ آپ نے فرمایا۔ میں ہر مومن کے لئے اُس کی جان سے بھی زیادہ اس کے قریب ہوں[2] یہاں اسلامی فلاحی ریاست کا بنیادی اصُول بیان کردیا گیا ہے۔ کہ جو لوگ اپنی مدد کرنے سے عاجز آجائیں، اسلامی فلاحی ریاست کی ذمّہ داری ہوجاتی ہے کہ ان کی مدد کرے۔

اِس سے بھی اہم بات یہ ہے کہ آپ نے اپنی اُمّت کی تربیت فرمائی کہ قرض لے کر کھا نہیں جانا بلکہ ادا کرنا ہے۔ مسلمانوں اور مومنوں کو حکم دیا کرتے تھے کہ اپنے بھائی کی نمازِ جنازہ پڑھو لیکن خود نہیں پڑھایا کرتے تھے تاکہ اُمّت کو احساس ہوجائے کہ قرض لے کر ادا نہ کرنا ایسا فعل ہے کہ اس کی وجہ سے انسان جنّت سے محروم ہوجاتا ہے۔

اِسی لیے آپ نے فرمایا۔

من فارق الروح الجسد و	"جس کی روح جسم سے الگ ہوئی اور
ھو بریٔ من ثلاث دخل	وہ تین چیزوں یعنی تکبّر۔ بددیانتی اور
الجنۃ من الکبر والغلول	قرضے سے بچا ہوا تھا تو وہ جنّت میں

---

[1] مسلم: ص ۳۵ ج ۲ [2] النسائی: ص ۲۲۵ ج ۱۔ ابُوداؤد: ص ۷۵ ۔

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

والدین داخل ہو گیا [۱]

دو اور باتوں کا بھی ذکر کر دیا گیا ہے کہ جن میں اکثریت مسلمانوں کی مبتلا ہے کبر و تکبر ایسی بیماری ہے کہ شاید ہی کوئی اس سے محفوظ ہو۔ حالانکہ رائی کے دانے کے برابر بھی جس میں ہوگا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشاد کے مطابق وہ جنت میں داخل نہیں ہوگا [۲]

آپ نے اپنی امت پر واضح فرما دیا کہ دنیا میں قرض لے کر واپس نہ کرنا۔ آخرت میں سراسر نقصان کا سبب ہوگا۔

ابوہریرہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

نفس المؤمن معلقة بدينه	مومن کی روح اس وقت تک معلق رہتی ہے
حتى يقضى عنه۔	جب تک اس کا قرض ادا نہ کر دیا جائے [۳]

منہوماً یہی روایت دارمی میں بھی منقول ہے۔

عبداللہ بن عمرؓ کی روایت کے مطابق آپ نے فرمایا۔

من مات وعليه دينار او	"جو فوت ہو گیا اور اس پر ایک دینار
درهم قضى من	یا ایک درہم قرض تھا۔ آخرت میں اس کی
حسناته ليس ثم	نیکیوں میں سے قرضہ ادا کیا جائے گا کیونکہ
دينار ولا درهم۔	وہاں دینار و درہم نہ ہوں گے [۴]

لہٰذا ہر مسلمان کے لئے یہی مناسب ہے کہ اسی دنیا میں قرض سے فارغ ہو کر آخرت کی

---

[۱] ابن ماجہ ص ۳۰۱، الدارمی ص ۳۴۵ - [۲] ابن ماجہ: ص ۳۰۸

[۳] ابن ماجہ: ص ۱۷۴، الدارمی: ص ۳۴۵ [۴] ابن ماجہ: ص ۱۷۴۔

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

طرف رُخ کرے۔ اپنی طرف سے کوشش میں کوتاہی سرزد نہ ہونے پائے۔

خودکشی کرنے والے کی نمازِ جنازہ

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ جس نے عمداً لوہے کے کسی آلے کے ساتھ اپنے آپ کو قتل کیا۔ وہ اُسی کے ساتھ جہنم میں عذاب دیا جائے گا۔

دوسری روایت میں ہے کہ آپ نے فرمایا جس نے گلے میں پھندا ڈال کر یا کسی اور طرح گلا دبا کر خودکشی کی۔ جہنم میں اسی طرح اس کا گلا دبائے جانے کے عذاب میں اسے مبتلا کر دیا جائے گا۔ جس نے کوئی چیز مار کر اپنے آپ کو ختم کیا۔ جہنّم میں اسی طرح اس عذاب کو اس کا مقدر بنا دیا جائے گا۔

تیسری روایت کے مطابق آپ نے ایک زخمی شخص کو دیکھا جو خودکشی کا مرتکب ہوا تھا۔ آپ نے فرمایا۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے۔ جس میرے بندے نے اپنے نفس پر جلدی کی۔ میں نے اُس پر جنّت کو حرام کر دیا ہے [۱]

حافظ ابن حجر عسقلانیؒ نے مذکورہ احادیث کی شرح میں واضح کیا ہے کہ خودکشی کرنیوالے کی نمازِ جنازہ نہ پڑھی جائے انہوں نے امام مالکؒ کے حوالے سے نقل کیا ہے کہ خودکشی کرنے والے کی توبہ قبول نہیں کی جاتی۔

جابرؓ بن سمرۃ کی روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے تیر کی نوک سے خودکشی کرنے والے کی نمازِ جنازہ نہ پڑھی تھی [۲]

---

[۱] بخاری: ص ۱۸۲۔ [۲] فتح الباری: ص ۲۲۷۔ ج ۳

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

چونکہ جو کچھ کائنات میں ہے۔ وہ سب اللہ ہی کے لئے ہے۔ اس لئے اللہ تعالیٰ کو یہ بات پسند نہیں کہ کوئی اس کے نظام میں دخل انداز ہو۔ انسان کا اپنا جسم اللہ تعالیٰ کی طرف سے اس کے پاس امانت ہے۔ اس کی موت کا ایک وقت اللہ نے مقرر کر رکھا ہے۔ لہٰذا اللہ نہیں چاہتا کہ انسان اپنے اختیار سے اس میں کوئی ردّ و بدل کرے۔ اللہ تعالیٰ کو یہ بات محبوب ہے کہ انسان تکلیف آنے یا بیمار ہونے پر صبر کرے۔ تکلیف سے نجات حاصل کرنے کے لئے اللہ کو پکارے اور اللہ کا یہ قانون ہے کہ تکلیف میں صبر کرنے پر انسان کے درجات کو بلند کرتا ہے۔ اس کی خطاؤں کو معاف کرتا ہے۔ لیکن جب انسان صبر کرنے کی بجائے خودکشی کر لیتا ہے تو اللہ غضبناک ہوتا ہے چنانچہ اپنے اس بندے کو جنّت سے محروم کر کے جہنّم کے عذاب میں مبتلا کر دیتا ہے۔ جو شخص اللہ کے غضب کو دعوت دینے والا ہو۔ اُس کی نمازِ جنازہ نہیں پڑھی جائے گی۔

نمازِ جنازہ کے بعد دُعا

اکثر دیکھنے میں آیا ہے کہ نمازِ جنازہ کے فوراً بعد صفوں کو توڑ دیا جاتا ہے۔ امام صاحب اونچی آواز کے ساتھ اُردو یا پنجابی میں دُعا مانگتے ہیں۔ یہ ایسا عمل ہے کہ کسی بھی حدیث یا فقہ کی کتاب میں رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم، صحابہؓ، تابعین اور ائمہ کرامؒ سے ثابت نہیں۔ لیکن ہمارے اس طرح رائج ہو گیا ہے کہ جب کوئی دعا نہ مانگے تو لوگوں کو ایسے محسوس ہوتا ہے کہ انہوں نے نماز ہی نہیں پڑھی۔

معمولی سے غور کرنے پر اس کی وجہ یُوں سامنے آئے گی کہ نمازِ جنازہ میں امام صاحب جو کچھ پڑھتے ہیں لوگوں کو اس کا علم نہیں ہوتا اور نماز بھی اتنی مختصر ہوتی ہے کہ اگر بعد میں دعا نہ مانگی جائے تو لوگوں کو اطمینان و سکون نہیں ہوتا۔ لہٰذا نماز سے فارغ

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

ہونے کے بعد بھی وہ دُعا کے لئے کھڑے رہتے ہیں۔

یہی وجہ ہے کہ بعد میں دعا مانگنا جنازے کا حصّہ بن گیا ہے۔ چاہیئے تو یہ تھا کہ امام صاحب اپنے مقتدیوں کی راہنمائی کرتے۔ ان کو نمازِ جنازہ کی دعائیں یاد کرنے کی تلقین کرتے۔ اور ان سے کہتے کہ ان دعاؤں کے ساتھ اپنے عزیز کو رخصت کیا کرو۔ لیکن ہوا یہ کہ وہ ان کے پیچھے لگ گئے۔ ان کی تسلّی و تشفّی کے لئے غیر ثابت شدہ عمل کو اپنا لیا۔ حالانکہ رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے ارشاد فرمایا۔

من عمل عملا لیس علیہ امرنا فھو ردٌ [1]	"جس نے وہ کام کیا جس پر ہمارا معاملہ نہیں پس وہ مردود ہے۔"
من احدث فی امرنا ھذا ما لیس منہ فھو ردٌ۔	"جس نے ہمارے اس دین میں کوئی نئی بات پیدا کی پس وہ مردود ہے۔"

ظاہر ہے کہ جو عمل قرآن وسنّت سے ثابت اور رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلم کے نمونہ کے مطابق نہ ہو۔ اور عنداللہ مردود ہو۔ تو اس میں برکت کیسے نازل ہوسکتی ہے؟ اسی لئے علاّمہ ملاّ علی قاری حنفیؒ نے نمازِ جنازہ میں شریک ہونے والے کو ہدایت کی ہے۔

لا یدعوا للمیت بعد صلوٰۃ الجنازہ لانہ یشبہ الزیادۃ فی صلوٰۃ الجنازۃ	"نمازِ جنازہ کے بعد دعا نہ مانگے اس لیے کہ اس سے شبہ ہوگا کہ نمازِ جنازہ زیادہ کر دی گئی ہے۔"

دیکھا جائے تو نمازِ جنازہ ساری کی ساری دعاء ہی ہے۔ اسی میں انسان اپنے عزیز کے

---

[1] بخاری: ص ۳۷۱ مسلم: ص ۷۷ ج ۲۔

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

لئے جتنی دعائیں مانگنی چاہتا ہے۔ مانگے۔ لیکن نماز کے بعد مُروّجہ طریقہ پر دعا مانگنے کا کوئی ثبوت نہیں۔ لہٰذا مناسب یہ ہے کہ مسنُون دعاؤں کے ساتھ اور مسنون طریقہ سے اپنے عزیز کو رخصت کیا جائے تاکہ اللہ تعالیٰ اس پر مہربان ہو جائے اور اس کے گناہوں کو معاف فرما کر قبر اور حشر کے عذاب سے اسے محفوظ کر دے۔

قبر کو پختہ کرنے کی ممانعت

اسلام کی تعلیم ہے کہ مسلمان اپنے فوت شدگان کو لحد والی یا شق قبروں میں دفنائیں۔ لحد والی وہ قبر ہوتی ہے جو زمین کے اندر جا کر قبلہ کی طرف بنائی جاتی ہے۔ جب کہ شق قبر سیدھی ہی زمین میں گڑھے کی صورت میں اس طرح کھودی جاتی ہے کہ اس پر سل یا تختے رکھ دیئے جاتے ہیں۔ جہاں تک ممکن ہو۔ لحد والی قبر بنوائی جائے۔ کیونکہ ابن عباسؓ سے مروی ہے۔ کہ رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا۔

اللحد لنا والشق لغیرنا [1] — "لحد ہمارے لئے اور شق ہمارے علاوہ جو دوسرے ہیں اُن کے لئے ہے"۔

دوسروں سے مُراد اہلِ کتاب ہیں۔ اگر لحد والی قبر کے لئے زمین مناسب نہ ہو تو شق والی قبر میں بھی کوئی حرج نہیں۔ کیونکہ مدینہ میں دونوں ہی قسم کی قبریں کھودی جاتی تھیں۔ قبر لحد والی ہو یا سیدھی ہر صورت میں گہری اور کشادہ ہونی چاہیے۔ اس کے اندر یا باہر آگ میں پختہ کی گئی اینٹیں لگانے یا اس کو پختہ کرنے سے بچنا چاہیئے۔ اس لئے کہ اسلام اس کی اجازت نہیں دیتا۔

---

[1] ابوداؤد: ص۵۸ج۲۔ ترمذی: ص۱۵۷ ج۱۔ نسائی: ص۲۲۹ ج۱۔ ابن ماجہ: ص۱۱۱

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

اللہ تعالےٰ نے قرآن پاک میں ارشاد فرمایا ہے :۔

وَاللّٰهُ اَنْۢبَتَكُمْ مِّنَ الْاَرْضِ نَبَاتًاۙ ثُمَّ يُعِيْدُكُمْ فِيْهَا وَيُخْرِجُكُمْ اِخْرَاجًا[1]	"اور اللہ نے تم کو زمین سے پیدا کیا۔ پھر تم کو اس میں لوٹائے گا۔ اور اسی سے تم کو نکالے گا۔"
مِنْهَا خَلَقْنٰكُمْ وَفِيْهَا نُعِيْدُكُمْ وَمِنْهَا نُخْرِجُكُمْ تَارَةً اُخْرٰى[2]	"مٹی سے ہم نے تمہاری تخلیق کی۔ اور اسی میں ہم تمہیں لوٹائیں گے اور اسی سے ہم تمہیں دوبارہ اٹھائیں گے۔"

رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم، صحابہؓ، تابعین اور ائمہ کرامؒ میں سے کسی نے پکّی قبر نہ بنائی اور نہ ہی بنانے کی اجازت دی۔ پکّی قبریں بنانے کی بیماری یہود و نصاریٰ سے شروع ہوئی۔ مصر میں بھی بادشاہوں کے لئے اہرام بنانے کا دستور موجود تھا۔ آج بھی اہرام مصر دنیا کے عجائبات میں شمار کئے جاتے ہیں۔

ساری دنیا کے مسلمانوں کا جائزہ لیا جائے تو معلوم ہوگا کہ جس جس ملک کے باسیوں نے اسلام قبول کیا۔ اُنہوں نے عبادت تو قرآن و سُنّت کے مطابق کرنے کی کوشش کی لیکن اپنی تہذیب و تمدّن سے کلّی طور پر کٹ نہ پائے۔ بلکہ اپنے رسم و رواج کو کسی نہ کسی طرح اسلام میں داخل کر کے وہاں کے اسلام کا حصّہ بنا دیا۔

قاہرہ کو جہاز میں بیٹھ کر اگر اُوپر سے دیکھا جائے تو قبروں پر جتنے قبّے گنبد اور عمارتیں بنی ہوئی وہاں نظر آئیں گی۔ اتنی کہیں اور نہیں ملیں گی۔

---

[1] سورۃ نوح : آیت ۱۷-۱۸ [2] سورۃ طٰہٰ : آیت ۵۵

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

مدینہ منورہ میں رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم، ابوبکر الصدّیقؓ اور عمر فاروقؓ کی قبریں کسی بھی زمانہ میں پختہ نہیں کی گئیں اور آج بھی اللہ کے فضل وکرم سے اپنی اصلی حالت وصورت میں ہیں، اس لیے کہ رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے پکّی قبریں بنانے سے منع فرمایا تھا۔

قاسم بن محمّد سے مروی ہے کہ میں نے عائشہؓ کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کیا۔ اے اماں!

اکشفی لی عن قبر رسول اللہ	"مجھے رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلم اور ان
صلّی اللہ علیہ وسلّم وصاحبیہ	کے دونوں ساتھیوں کی قبریں دکھا دیں۔ پس
رضی اللہ عنھما فکشفتہ	انہوں نے تینوں قبریں دکھا دیں۔ نہ وہ زمین
لی عن ثلثۃ قبور لا مشرفۃ	سے زیادہ اونچی تھی اور نہ ہی زمین کے ساتھ
ولا لاطئۃ مطبوحۃ ببطحاء	ملی ہوئی تھیں۔ ان پر بطحاء کی سرخ کنکریاں
العرصۃ الحمراء[1]	پڑی ہوئی تھیں"

سفیان التمّارؒ سے منقول ہے۔

انہ رای قبر النبیّ صلّی اللہ	"کہ انہوں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر کو دیکھا
علیہ وسلّم مسنّمًا[2]	وہ اُونٹ کے کوہان جیسی تھی"

جعفر بن محمّد کی روایت ہے کہ رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کی قبر مبارک زمین سے ایک بالشت اُونچی تھی[3]

جب سیّد الانبیاء علیہ الصّلوٰۃ والسّلام کی قبر کو پختہ نہ کیا گیا تو کیا مسلمانوں کے لئے مناسب

---

[1] ابوداؤد: ص ۴۷۹   [2] بخاری: ص ۱۸۶   [3] عون المعبود: ص ۲۰۸ ۔ ج ۳

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

ہے کہ اپنے عزیزوں کی قبروں کو پختہ کریں یہود و نصاریٰ کی پیروی کریں۔ اگر پختہ قبریں بنانے کا سلسلہ یوں ہی جاری رہا تو وقت دور نہیں کہ جب موجودہ بڑھتی اور پھیلتی ہوئی آبادی کے لئے قبرستانوں کا مہیّا ہونا مشکل ہو جائے گا۔ ویسے بھی ہماری عافیت اسی میں ہے کہ جس کام سے محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم نے روکا ہے۔ اس سے باز آ جائیں۔ کیونکہ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلّم کی مخالفت کا نتیجہ ہلاکت تباہی اور بربادی کے سوا کچھ نہ نکلے گا۔

حضرت جابرؓ سے مروی ہے۔

نهى رسول الله صلى الله عليه وسلّم ان يجصص القبور وان يقعد عليه وان يبنى عليه [1]	"رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے قبروں کو چونہ گچ کرنے اور ان پر بیٹھنے اور ان پر عمارتیں بنانے سے منع فرمایا"

حضرت جابرؓ کی دوسری روایت کے مطابق اس کی بھی ممانعت ہے۔

ان يكتب عليها وان توطأ [2]	"کہ ان پر کچھ لکھا جائے اور ان کو لتاڑہ جائے"

ابو مرثد الغنویؓ سے مروی ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا:۔

لا تجلسوا على القبور ولا تصلوا اليها۔	" قبروں پر مت بیٹھو اور ان کی طرف نماز مت پڑھو [3]

مسلمانوں کو علم ہی نہیں کہ شعوری یا غیر شعوری طور پر جس کی راہ کو اپنایا جا رہا ہے، اُن کے بارے میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم نے اپنی آخری بیماری میں کیا فرمایا۔ ارشاد ہوتا ہے:۔

---

[1] ابوداؤد ص ۶۰ ۴، مسلم، ص ۳۱۲ - ج ۱ [2] ابن ماجہ: ص ۱۱۲، ترمذی: ص ۱۵۷ ج ۱، نسائی، ص ۲۳۱ ج ۱۔
[3] مسلم: ص ۳۱۲ ج ۱۔ ترمذی: ص ۱۵۷ - ج ۱۔

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

لعن اللہ الیھود والنصاریٰ اتخذوا قبور انبیاءھم مساجد[1]

"اللہ تعالےٰ کی لعنت ہو یہود و نصاریٰ پر جنہوں نے اپنے نبیوں کی قبروں کو سجدہ گاہ بنا لیا"

ابوہریرہؓ کی روایت میں "لعن اللہ" کی بجائے "قاتل اللہ" کے الفاظ ہیں یعنی اللہ تعالیٰ ان کو قتل کرے[2]

حضرت عائشہ سے مروی ہے کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بیمار ہوئے تو آپ کی ازواجِ مطہرات میں کسی نے کہا کہ اُس نے حبشہ میں ایک گرجا دیکھا جس کا نام ماریہ تھا۔ اُمِّ سلمہؓ اور اُمِّ حبیبہ نے بھی ہجرتِ حبشہ کے دوران اسے دیکھا تھا۔ دونوں نے اس کی خوبصورتی اور اس میں جو تصویریں تھیں۔ ان کا ذکر کیا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے سرِ مبارک کو اٹھایا اور فرمایا۔

اولٰئک اذامات منھم الرجل الصالح بنوا علی قبرہ مسجدا ثم صوروا فیہ تلک الصور و اولٰئک شرار الخلق عند اللہ[3]

"یہ وہ لوگ ہیں کہ جب ان میں کوئی نیک آدمی فوت ہوتا تو اس کی قبر پر مسجد بنا لیتے ۔ پھر اس میں تصویریں بناتے وہی لوگ اللہ تعالےٰ کے نزدیک بدترین مخلوق ہیں"

معلوم ہوا یہود و نصاریٰ کا یہ معمول تھا کہ اپنے نیک صالح لوگوں کی قبروں کو سجدہ گاہ بنا لیتے تھے۔ پھر ان کی تصاویر سے اس کو سجاتے تھے۔ اسی لئے آپ نے اللہ ربّ العزت

---

[1] بخاری: ص ۱۸۶۔ ایضاً ص ۶۲ ۔ [2] ابوداؤد: ص ۴۶۰ مسلم: ص ۲۰۱۔ ج ۱۔

[3] بخاری: ص ۱۷۹۔ مسلم: ص ۲۰۱ ج ۱۔

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

ذوالجلال وَالاکرام کی بارگاہ میں یہ دعا کی تھی۔

اَللّٰھُمَّ لَا تَجْعَل قَبْرِی وَثَنًا [1] — اے اللہ! میری قبر کو بت نہ بنا دینا"

آپ ہی کی دعا کا نتیجہ ہے کہ آپ کی قبر مبارک آج تک بُت بننے یعنی قبر پرستی سے محفوظ رہی ہے۔

ابوہریرہؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس دعا کے بعد یہود و نصاریٰ پر لعنت بھیجی جنہوں نے اپنے انبیاء علیہم السلام کی قبروں کو سجدہ گاہ بنالیا۔

امام مالکؒ کی روایت میں یہ بھی ہے۔

اشتدّ غضب اللہ علی قوم اتخذوا قبور انبیاءھم مساجد — "اللہ تعالیٰ اس قوم پر بڑا ہی غضبناک ہوا جس نے اپنے انبیاء علیہم السلام کی قبروں کو سجدہ گاہ بنالیا"

علامہ سیوطی نے حافظ ابن عبدالبر سے نقل کیا ہے۔ اس کا معنی یہ ہے کہ نبیوں علیہم السلام کی قبروں پر سجدہ کرنے سے روکا گیا ہے۔ جب اللہ تعالیٰ کو یہ بات پسند نہیں بلکہ اس کو انتہائی غضبناک کرتی ہے کہ اس کے کسی نبی علیہ السلام کی قبر پر سجدہ کیا جائے تو صلحاء کی قبر پرستی سے وہ کس طرح خوش اور مہربان ہو سکتا ہے۔؟

ابوہریرہؓ ہی سے مروی ہے۔ آپ نے فرمایا۔

لا تتخذوا قبری عیدا [2] — "میری قبر کو عید نہ بنا لینا"

---

[1] مسند احمد: ص ۲۴۶ ج ۲ ۔ موطا امام مالک باب جامع الصلوٰۃ: ص ۱۴۳ ج ۱ ۔ تنویر الحوالک۔ مصنف ابن ابی شیبہ: ص ۲۴۵ ج ۳

[2] مسند احمد: ص ۳۶۷ ج ۲ ۔ مصنف ابن ابی شیبہ: ص ۳۴۵ ج ۳ ۔

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

یعنی یہود و نصاریٰ اپنے نبیوں اور صلحاء کی قبروں پر جس طرح جشن مناتے اور میلے لگاتے، اُس طرح تم میری قبر پر نہ کرنا۔

واضح الفاظ میں جب آپ نے اپنی اُمت کو اپنی قبر پر جشن اور میلے سے منع فرمایا۔ تو اُمّت کے صلحا کی قبروں پر اس کی کیسے اجازت ہو سکتی ہے؟۔

آپ نے دنیا سے تشریف لے جانے سے پہلے فرمایا۔ تم سے پہلے جو لوگ تھے وہ اپنے نبیوں اور علماء کی قبروں کو سجدہ گاہ بنا لیتے تھے۔ تم قبروں کو سجدہ گاہ مت بنانا۔

انی انہاکم عن ذلک [1] "میں اس سے تمہیں منع کر رہا ہوں"

تاریخ ہمیں بتاتی ہے کہ جب بھی صلحاء کی قبروں کو پختہ بنایا گیا۔ انبیاء و رسل علیہم الصلوٰۃ والسّلام کی تعلیم کو نظر انداز کرتے ہوئے ان کی قبروں پر عمارتیں بنائی گئیں تو وہاں شرک کے جھنڈے بلند ہو گئے۔ اسی لئے علیؓ نے اپنے دورِ خلافت میں ایسی تمام قبروں کو زمین کے برابر کرنے کا حکم دے دیا۔

ابو الہیاج الاسدیؒ سے مروی ہے کہ علیؓ نے مجھ سے کہا کیا میں تجھ کو اس کام پر نہ بھیجوں جس پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے بھیجا تھا۔ پھر ان کو کام بتایا جاتا ہے۔

لا تدع تمثالا الا طمستہ "جو تصویر یا بت دیکھ اس کو مٹا دے اور جو

ولا قبرا مشرفا الا سویتہ [2] اونچی قبر دیکھ اس کو مٹا دے"

---

[1] مسلم: ص ۲۰۱ ج ۱۔

[2] مسلم: ص ۳۱۲ ج ۱۔ نسائی: ص ۲۳۱ ج ۱۔ ابو داؤد: ص ۴۵۹۔ ترمذی: ص ۱۵۷۔ ج ۱۔
مصنف عبد الرزاق: ص ۵۰۴ ج ۳۔ المحلیٰ ابن حزم: ص ۱۳۳ ج ۵۔

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

نسائی کی روایت سے یہ بھی واضح ہوتا ہے کہ علیؓ کسی گھر میں تصویر تک برداشت نہیں کیا کرتے تھے۔ معلوم ہوا کہ اسلام میں قبروں کو پختہ کرنے کی اجازت نہیں اور فقہ حنفیہ میں بھی اس کی ممانعت ہے [1]

قبروں پر چراغ جلانے کی ممانعت

آج کل ہمارے ہاں صلحاء کی قبور کو جس طرح چراغوں سے منوّر کیا جاتا ہے اسے دیکھ کر احادیث میں جو قبر کا تصوّر ہے وہ ختم ہو جاتا ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔

زوارا قبورکم انها تذکر الموت [2] "قبروں کی زیارت کیا کرو یہ موت یاد دلاتی ہے"

قبروں کی زیارت کا مقصد آپ نے واضح فرما دیا۔ کہ انسان ان کو دیکھ کر عبرت حاصل کرے۔ اور سوچے کہ میرا بھی انجام ایک دن یہی ہوگا۔ لہٰذا اپنی آخرت کو سنوارنے میں لگ جائے جو اس کی زندگی کا بقیہ وقت ہے۔ اسے نیک کاموں میں صرف کرے۔ بُرائی کی تمام آلودگیوں سے اپنے دامن کو صاف کرلے۔ لیکن بڑے بڑے مزاروں کی جگمگاتی روشنیوں میں موت کا تصوّر کون تلاش کرنے جاتا ہے؟ وہاں تو ہر غرض مند اپنی غرض کو پانے کی فکر میں ڈوبا ہوا نظر آتا ہے۔ سال کے سال وہی کچھ ہوتا ہے جس سے اپنی قبر مبارک کو بچانے کے لئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دُعا مانگی اور اپنی اُمت کو اس سے منع فرمایا۔ یہی وجہ ہے کہ اسلام میں قبروں پر چراغاں کرنے کی بھی

www.KitaboSunnat.com

---

[1] حاشیۃ الطحطاوی: ص ۵۰۴۔ الفتاوی الہندیۃ: ص ۱۶۶ ج ۱۔ الفتاوی القاضی خان: ص ۹۳ ج ۱۔

[2] مسلم: ص ۳۱۴۔ ابوداؤد: ص ۴۶۱۔ نسائی: ص ۲۳۲ ج ۱۔ ابن ماجہ: ص ۱۱۳۔

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

اجازت نہیں بلکہ چراغاں کرنے والوں پر رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے لعنت فرمائی کیونکہ چراغاں سے قبر کی حقیقت مسخ ہو جاتی ہے۔

لعن رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم زائرات القبور والمتخذین علیھا المساجد والسُّرج[1]

"رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے قبروں کی زیارت کرنے والیوں ان کو سجدہ گاہ بنانے والوں اور اُن پر چراغ جلانے والوں پر لعنت فرمائی۔"

عارضی طور پر اگر رات کے وقت میّت کو دفنانے کے لئے چراغ روشن کرنا پڑتا ہے تو اس کی اجازت ہے لیکن عام حالات میں صرف قبر کی خاطر چراغاں کرنا جائز نہیں۔

میّت کو دفن کرنا

نمازِ جنازہ سے فارغ ہو کر میّت کو دفنانے کے لئے قبر کے پاس لایا جائے۔ مستحب یہ ہے کہ جب تک میّت کی چارپائی کو زمین پر نہ رکھا جائے۔ اُس وقت تک اس کو اٹھانے والے اور اُس کے ساتھ آنے والے کھڑے رہیں۔

ممکنہ حد تک چارپائی کو قبر کے قریب کر کے میّت کو احتیاط سے اُٹھا کر اس میں اُتارا جائے مسنُون یہ ہے کہ پاؤں کو پہلے داخل کر کے پھر سارا جسم قبر میں رکھ دیا جائے۔

ابو اسحاقؒ سے مروی ہے کہ حارث نے وصیّت کی کہ ان کی نماز جنازہ عبداللہ بن یزید پڑھائیں

فصلی علیہ ثم ادخلہ القبر من قبل رجلی القبر و قال

پس عبداللہ بن زید نے ان کی نمازِ جنازہ پڑھائی پھر ان کو قبر میں پاؤں کی طرف سے داخل کیا اور کہا یہ

---

[1] ابوداؤد: ص ۴۶۱ - ترمذی: ص ۶۷ ج ۱ - نسائی: ص ۲۲۳ ج - مسند احمد: ص ۲۲۹ ج ۱۔

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

هٰذا من السنة [1]   سُنّت ہے۔"

حضرت انسؓ اور حضرت عبداللہ بن عمرؓ سے بھی میّت کو پاؤں کی جانب سے قبر میں داخل کیا جانا منقول ہے۔ حضرت عمرؒ بن عبدالعزیزؒ کا بیٹا جب فوت ہوا تو انہوں نے بھی اس کو پاؤں کی طرف سے قبر میں داخل کرنے کا حکم دیا۔[2]

امام شافعیؒ نے ابن عباسؓ سے نقل کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو سر مبارک کی طرف سے قبر میں رکھا گیا۔[3]

ابُو سعیدؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو قبلہ کی طرف سے قبر مبارک میں رکھا گیا۔[4]

موسیٰ بن عقبہ کی روایت کے مطابق آپؐ کو پاؤں کی جانب سے داخل کیا گیا۔[5]

لیکن حضرت ابن عباسؓ کی دوسری روایت سے ابو سعیدؓ کی تائید ہوتی ہے۔[6]

امام ابن حزمؒ نے اس سلسلے میں بڑی ہی عمدہ بات کہی ہے کہ میّت کو جس طرح بھی ممکن ہو قبر میں اُتارا جائے کیونکہ اس میں کوئی واضح حکم نہیں ہے۔[7]

میّت کو قبر میں رکھنے کے مستحق وہ لوگ ہیں جو سب سے زیادہ رشتے میں اس کے قریبی ہوں۔ یا وہ جن کو قریبی اختیار دے دیں۔

عورت کی میّت اُس کے محرم قبر میں اتاریں تو زیادہ مناسب ہوگا اور قبر میں اتارتے وقت

---

[1] ابُوداؤد: ص ۵۸۴ [2] مصنّف ابن ابی شیبہ ص ۳۲۷۔ ۳۲۸ [3] الام: ص ۲۷۳ ج ۱ [4] ابن ماجہ ص ۱۱۱۔
[5] المحلّی ابن حزم: ص ۱۷۸ ج ۵۔ السنن الکبریٰ: ص ۵۴ ج ۴ [6] السنن الکبریٰ: ص ۵۴ ج ۴ مصنف ابن ابی شیبہ: ص ۳۲۸ ج ۳ [7] المحلّی ابن حزم: ص ۱۷۸،۱۷۷ ج ۵۔

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

اس پر چادر سے پردہ کر لینے کا بھی ثبوت ملتا ہے۔ ہمارے ہاں معمول ہے کہ میّت کو جب قبر میں اُتارا جاتا ہے۔ تو کلمۂ شہادت کا نعرہ بلند کیا جاتا ہے۔ حالانکہ ابنِ عمرؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے ارشاد فرمایا۔

اذا وضعتم موتاكم فى قبوركم فقولوا بِسْمِ اللهِ وَ عَلٰى سُنَّةِ رَسُوْلِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ [1]	"جب تم اپنے مرنے والوں کو قبروں میں رکھو تو کہو بِسْمِ اللهِ وَ عَلٰى سُنَّتِ رَسُوْلِ اللهِ صلی اللہ علیہ وسلم"

ابن عمرؓ کی دوسری روایت ہے کہ جب نبی صلّی اللہ علیہ وسلّم کسی میّت کو قبر میں داخل کرتے تو فرماتے۔ بِسْمِ اللهِ وَعَلٰى مِلَّةِ رَسُوْلِ اللهِ [2]

ترمذی میں بِسْمِ اللهِ کے ساتھ باللہ بھی ہے۔ اور ابُوداؤد میں ابن عمرؓ کی پہلی روایت کے مطابق الفاظ ہے۔

قبر میں میّت کے نیچے کسی چٹائی یا کپڑے کی ضرورت تو نہیں ہوتی لیکن اگر رکھ لی جائے تو اس میں بھی کوئی حرج نہیں۔ کیونکہ رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کے نیچے سُرخ چادر بچھائی گئی تھی [3]

میّت کو قبر میں رکھ کر کفن کے بند کھول کر اس کا منہ قبلہ کی طرف کر دینا چاہیئے۔

عمر فاروقؓ نے وصیت کی تھی۔ جب تم مجھے قبر میں رکھ دو تو میرے گال کو زمین سے لگا دینا۔

اسی طرح ضحاکؒ نے بھی وصیّت کی تھی کہ ان کے کفن کے بند کھول دیئے جائیں۔ اور

---

[1] مصنّف ابن ابی شیبہ: ص ۳۲۹ [2] ابن ماجہ: ص ۱۱۱۔ ترمذی: ص ۱۵۷ ج ۱۔ ابُوداؤد: ص ۴۵۸

[3] مصنّف ابن ابی شیبہ: ص ۳۳۶ ج ۴۔ ترمذی: ص ۱۵۷ ج ۱۔

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

ان کے گالوں سے کفن کو ہٹا دیا جائے [1]

اگر لحد والی قبر ہے تو لحد کو کچّی اینٹوں سے بند کر کے مٹی ڈال دی جائے۔ اگر سیدھی ہے، تو اس پر تختے یا سل رکھ کر مٹی ڈالی جائے۔

ابو ہریرہؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے ایک نماز جنازہ پڑھائی۔ پھر آپ میّت کی قبر پر تشریف لائے۔

فحثی علیہ من قبل رأسہ ثلاثا [2]

آپؐ نے سر کی طرف سے اس پر تین مرتبہ مٹی ڈالی۔

ائمہ ثلاثہ کے نزدیک یہ بھی مستحب ہے کہ جب کوئی پہلی مرتبہ مٹی ڈالے تو کہے۔ مِنْهَا خَلَقْنَاكُمْ۔ دوسری مرتبہ ڈالے تو کہے۔ وَفِيهَا نُعِيدُكُمْ اور تیسری مرتبہ ڈالتے ہوئے کہے وَمِنْهَا نُخْرِجُكُمْ تَارَةً أُخْرَىٰ۔

امام احمد بن حنبلؒ قرآنی آیات پڑھنے کے قائل نہ تھے۔ لیکن مٹی ڈالنے میں اختلاف نہیں تھا۔ اگر سر کی طرف سے موقع نہ ملے۔ تو جدھر سے بھی ممکن ہو اس کارِ خیر میں حصّہ لے لیا جائے۔

قبر پر سورہ بقرۃ کی پہلی اور آخری آیات پڑھنا

عبداللہ بن عمرؓ سے مروی ہے کہ میں نے نبی صلّی اللہ علیہ وسلّم کو فرماتے سُنا۔ جب تم میں سے کوئی ایک فوت ہو جائے۔ اُسے روکو مت۔ اور اس کی قبر کی طرف اسے جلدی لے چلو۔

---

[1] فقہ السنّۃ: ص ۵۴۶۔ ج ۱۔ مصنف ابن ابی شیبۃ: ص ۳۲۷ ج ۳۔

[2] فقہ السنّۃ: ص ۵۴۶ ج ۱۔

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

جب اُسے دفن کیا جائے تو اس کے سر کے پاس سُورۃ البقرۃ کا آغاز "المفلحون" تک اور البقرہ کا آخری حصہ "اٰمَنَ الرَّسُوْل" سے شروع کر کے پڑھا جائے [۱]

مشکوٰۃ میں یہ روایت امام بیہقی کی شعب الایمان کے حوالے سے منقول ہے۔

روایت کے الفاظ سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ مرفوع ہے۔ حالانکہ اس کی وضاحت بھی ساتھ ہی کر دی گئی ہے۔

والصحیح انه موقوف علیه — "اور صحیح یہ ہے کہ یہ روایت موقوف ہے"۔

یعنی عبداللہ بن عمرؓ کا اپنا قول ہے۔ امام بیہقیؒ نے ایسا ہی قول عبدالرحمٰن بن العلاء بن اللجاج کے باپ سے بھی نقل کیا ہے [۲] اس کے علاوہ اور کچھ بھی ثابت نہیں۔ لہٰذا قبروں کے پاس قرآن پڑھنے کو معمول بنا لینا جائز نہیں۔

قبر پر پانی چھڑکنا

منقول یہ ہے کہ قبر کو اُونٹ کے کہان کی مانند بنایا جائے پھر اس پر پانی چھڑکا جائے جیسا کہ جعفر بن محمد کی روایت میں ہے۔

انه رش علی قبر ابنه ابراهیم [۳] — "نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے بیٹے ابراہیم علیہ السلام کی قبر پر پانی چھڑکا"۔

اسی طرح جابرؓ سے مروی ہے کہ رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر مبارک پر پانی چھڑکا گیا۔

---

[۱] مشکوٰۃ المصابیح: ص ۱۴۹۔ فقہ السنۃ ص ۵۴۷: ج ۱۔

[۲] السنن الکبریٰ: ص ۵۶ ج ۴۔

[۳] الام: ص ۲۷۳ ج ۱۔

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

جس نے مشکیزے سے پانی چھڑکا تھا۔ وہ بلالؓ بن ریاح تھے۔ انہوں نے سر کی طرف سے شروع کر کے پاؤں تک چھڑکا۔[1]

قبر پر نشانی کے لئے پتھر رکھنا

ہو سکے تو نشانی کے طور پر ایک پتّھر قبر کے سرہانے لگا دیا جائے۔ کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم سے ایسا کرنا ثابت ہے۔

المطلب بن ابی وداعہ سے مروی ہے کہ جب عثمانؓ بن مظعون فوت ہوئے تو اُن کے جنازے کو اٹھایا گیا اور انہیں دفن کیا گیا۔ پھر رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے ایک شخص کو ایسا پتّھر لانے کا حکم دیا۔ جو وہ اکیلا اٹھا نہیں سکتا تھا۔ آپ نے اپنی آستینوں کو چڑھایا۔ اور پتّھر کے پاس تشریف لائے۔ اُس کو اٹھا کر ان کے سر کی طرف قبر پر رکھ دیا۔ اَلْمُطَّلِبُ کا بیان ہے کہ جس نے مجھے رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم سے اس واقعہ کی خبر دی۔ اُس نے کہا۔ گویا کہ میں رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کے بانعوُں کی سفیدی کو دیکھ رہا ہوُں۔ جب آپ نے اپنی آستینوں کو چڑھایا۔ آپؐ نے فرمایا۔ اس پتّھر سے اپنے بھائی کی قبر پر نشانی لگا رہا ہوں تاکہ میرے اہل میں سے جو فوت ہو۔ اس کو ان کے پاس دفن کروں۔[2]

حضرت سعْدؓ بن ابی وقاص کی جس بیماری میں وفات ہوئی۔ اس میں انہوں نے کہا۔ میری قبر لحد والی بنانا اور اُس پر ایک اینٹ لگا دینا جس طرح کہ رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم

---

[1] مشکوٰۃ المصابیح بحوالہ دلائل النبوّۃ : ص ۱۴۹۔

[2] ابُوداوُد: ص ۴۵۷۔

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

کے ساتھ کیا گیا[1]

اِن روایات سے ہمیں یہ راہنمائی ملتی ہے کہ قبر کو پختہ کر کے اس پر لکھنے یا سنگ مرمر کی تختی لگانے کی بجائے نشانی کے لئے پتّھر یا اس سے کوئی ملتی جلتی چیز اس کے سرہانے رکھ دی جائے۔

قبر پر درخت کی ٹہنی لگانا

ابن عباسؓ سے مروی ہے کہ رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم دو قبروں کے پاس سے گزرے جن کے مدفونوں پر عذاب ہو رہا تھا۔ آپ نے فرمایا۔ ان کو کسی گناہِ کبیرہ پر عذاب میں مُبتلا نہیں کیا گیا۔ بلکہ ان میں سے ایک پیشاب کرتے ہوئے پردہ نہیں کرتا تھا اور دوسرا چغلخور تھا۔ ایک کی بات دوسرے تیسرے تک پہنچایا کرتا تھا۔ آپؐ نے ایک تازہ ٹہنی لی۔ پھر اُس کے دو ٹکڑے کر کے دونوں قبروں پر ایک ایک کو گاڑھ دیا۔ صحابہؓ نے عرض کیا۔ اللہ کے رسولؐ آپؐ نے ایسا کیوں کیا؟ آپ نے فرمایا۔

لعله ان یخفف عنهما ما لم ییبسا[2] — "جب تک یہ ٹہنیاں سوکھ نہیں جاتیں شاید کہ ان کے عذاب میں تخفیف کی جائے۔"

امام بخاریؒ نے اس حدیث کو جس باب کے تحت نقل کیا ہے۔ اس میں یہ بھی ہے، کہ بریدہ اسلمیؓ نے وصیّت کی تھی کہ ان کی قبر میں دو ٹہنیاں رکھی جائیں۔ لیکن ساتھ ہی عبداللہ بن عمرؓ کے ایک واقعہ کا بھی ذکر کر دیا ہے کہ انہوں نے عبدالرحمٰن بن ابی بکرؓ کی قبر پر ایک خیمہ لگا ہوا دیکھا۔ وہاں ایک غلام بھی بیٹھا ہوا تھا۔ انہوں نے اس غلام سے کہا۔

---

[1] مسلم: ص ۳۱۱ - ج ۱۔

[2] بخاری: ص ۱۸۲۔ نسائی: ص ۲۳۶ ج ۱

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

انزعه یا غلام فانما یظلله عمله ؎ — "اے لڑکے اس خیمے کو ہٹا دے اس پر اس کا عمل سایہ کرے گا"۔

حافظ ابن حجر عسقلانی نے حدیث کی شرح میں لکھا ہے کہ اس حدیث سے امام بخاریؒ نے ثابت کیا ہے کہ درحقیقت اہلِ قبور کو ان کے نیک اعمال ہی فائدہ دیتے ہیں۔ رہی بات حضرت بریدہؓ والی، تو انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے عمل کو ان دو شخصوں کے ساتھ خاص کرنے کی بجائے عام کر دیا۔

ویسے بھی حدیث کے الفاظ پر غور کریں تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے لَعَلَّہٗ کا لفظ استعمال فرمایا۔ جس کا معنی شاید کیا جاتا ہے۔ یعنی شاید کہ اللہ تعالیٰ ان دو ٹہنیوں کے سوکھنے تک ان کے عذاب کو ہلکا کر دے۔ عذاب کے ختم ہونے کی بات نہیں بلکہ تخفیف کی بات کی گئی۔ اصل فائدہ دینے والے انسان کے اپنے نیک اعمال ہوتے ہیں۔ گلاب کا عرق اور گلاب کے پھولوں سے کوئی فرق نہیں پڑتا۔ میت کے لواحقین کی تسکین کے علاوہ اس میں سے کچھ بھی حاصل نہیں ہوتا۔

دیکھنے کی بات یہ ہے کہ پیشاب کرتے ہوئے پردہ کا خیال نہ رکھنا اور چغلی سے نہ بچنے پر عذاب ہو رہا تھا۔ تو جو کچھ ہمارے ہاں ہوتا ہے اُس کا انجام کیا ہو گا۔ نعوذ باللہ من ذلک۔

میّت کو دفنانے کے بعد دُعا کرنا

حضرت عثمانؓ بن عفان سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب کسی میّت کو دفنانے سے فارغ ہوتے تو آپ اس کی قبر پر کھڑے ہو کر فرماتے۔

؎ بخاری: ص ۱۸۱ ۔ فتح الباری: ص ۲۲۳ ج ۳۔

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

استغفروا لاخیکم واسئلوا له بالتثبت فانه الاٰن یسأل ؎[1]

"اپنے بھائی کے لئے بخشش کی دُعا کرو۔ اللہ تعالیٰ سے اس کے لئے ثابت قدمی کا سوال کرو کیونکہ اس وقت اس سے پُوچھا جا رہا ہے"

یعنی منکر و نکیر نے اس کے رب، اس کے دین اور محمد رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے میں اس سے سوالات پُوچھنے شروع کر دیئے ہیں۔ لہٰذا اس کے لئے دُعا کرو کہ اللہ تعالیٰ اسے صحیح جواب دینے کی توفیق عطا فرمائے۔

حضرت عمروؓ بن العاص کا آخری وقت آیا۔ تو انہوں نے اپنے بیٹے سے کہا۔ جب میں فوت ہو جاؤں تو میری میّت کے ساتھ آگ اور نوحہ کرنے والی نہ جائے۔ جب تم مجھے دفن کرنے لگو تو مجھ پر تھوڑی تھوڑی مٹی ڈالنا۔ پھر میری قبر کے پاس اتنی دیر ٹھہرنا کہ جتنی دیر میں ایک اونٹ ذبح کر کے اس کا گوشت تقسیم کیا جاتا ہے تاکہ تمہاری موجودگی سے مانوس رہوں اور جان لوں کہ اپنے رب کے فرشتوں کو کیا جواب دیتا ہوں ؎[2]

حضرت انسؓ بن مالک کا معمول تھا کہ جب قبر پر مٹی ڈال دی جاتی تو اس کی قبر کے پاس کھڑے ہوتے اور دُعا مانگتے۔

اَللّٰھُمَّ عَبْدُكَ رُدَّ اِلَیْكَ فَارْأَفْ بِهٖ وَارْحَمْهُ اَللّٰھُمَّ جَافِ الْاَرْضَ عَنْ جَنْبَیْهِ وَافْتَحْ اَبْوَابَ السَّمَآءِ لِرُوْحِهٖ

"اے اللہ! تیرا بندہ تیری طرف لوٹایا گیا ہے پس اس پر نرمی اور رحم کر۔ اس کے پہلوؤں سے مٹی کو دور رکھ اور اس کی رُوح کے لئے آسمان کے دروازے کھول دے

؎[1] ابوداؤد: ص ۴۵۹۔ مستدرک: ص ۳۷۰ ج ۱ ؎[2] مسلم: ص ۷۶ ج ۱۔

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

وَتَقَبَّلْهُ مِنْكَ بِقُبُوْلٍ حَسَنٍ وَ	اور اسے اچھی قبولیت کے ساتھ قبول کر اور
اِنْ كَانَ مُحْسِنًا فَضَاعِفْ	اگر یہ نیکی کرنے والا ہے تو اس کی نیکیوں کو بڑھا
لَهٗ فِيْ اِحْسَانِهٖ اَوْ قَالَ فَزِدْ	دے یا یوں کہا۔ پس اس کی نیکیوں کو زیادہ کر دے
فِيْ اِحْسَانِهٖ وَاِنْ كَانَ مُسِيْئًا	اور اگر گنہگار ہے تو اس کو معاف
فَتَجَاوَزْ عَنْهُ [1]	کر دے "

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہؓ کے عمل سے دعا مانگنے کے دو ہی محل ثابت ہوئے۔ ایک وہ جب میّت کی نمازِ جنازہ پڑھی جائے اور دوسرا وہ جب اُس کو دفنا دیا جائے۔ اس کے علاوہ نماز سے فارغ ہو کر یا قبرستان سے باہر نکل کر دعا مانگنے کا ثبوت نہیں ملتا۔ لہٰذا میّت اور اس کو اللہ کے سپرد کرنے والوں کی اسی میں بھلائی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے نمونہ کے مطابق عمل کیا جائے۔ کیونکہ جو عمل آپ کے نمونہ کے مطابق ہوگا وہی عنداللہ مقبول ہوگا۔

میّت کو ایک شہر یا ملک سے دوسرے شہر یا ملک لے جانا

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بے شمار صحابہؓ مدینہ منورہ سے باہر شہید اور فوت ہوئے۔ لیکن ان کو وہیں دفنا دیا گیا۔ جہاں انہوں نے وفات یا شہادت پائی۔

جنگ اُحد میں شہادت پانے والے بعض صحابہ کو جب مدینہ میں دفن کیا جانے لگا، تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم فرمایا کہ ان کو وہاں دفن کر دو۔ جہاں انہوں نے شہادت پائی۔ چنانچہ ان کو اُحد کے میدان میں دفنایا گیا [2]

---

[1] مصنف ابن ابی شیبہ: ص ۳۳۲ ج ۳۔
[2] مسند احمد: ص ۳۰۸ - ۳۹۸ ج ۳۔ ابوداؤد: ص ۱۵۱، نسائی: ص ۲۲۹ ج ۱۔ ابن ماجہ: ص ۱۰۹، مصنف ابن ابی شیبہ: ص ۳۹۵ ج ۳

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

حضرت ایوّب انصاری کی وفات بھی ۵۰ یا ۵۲ ہجری میں قسطنطنیہ کے خلاف جہاد کرتے ہوئے ہوئی۔ انہوں نے اسلامی فوج کے کمانڈر یزید بن معاویہ کو وصیّت کی تھی کہ جتنا ممکن ہو سکے ان کو دشمن کے قریب لے جا کر دفن کیا جائے۔ چنانچہ ان کی وصیّت کے مطابق ان کو شہر کی فصیل کے قریب لے جایا گیا۔ تو رومیوں نے پوچھا مسلمانوں کیا بات ہے؟ ان کو جواب دیا گیا، کہ یہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے کبار صحابہؓ میں سے ہیں۔ ہم ان کو دفنانے آئے ہیں۔ رومیوں نے کہا کتنا احمق ہے وہ شخص جس نے یہ وصیّت کی اور کتنے بے وقوف ہو تم جو ان کو اٹھا کر یہاں لے آئے۔ تمہارے پاس اس کی کیا ضمانت ہے کہ ہم تمہارے جانے کے بعد ان کی قبر کو نہیں اکھیڑیں گے اور ان کی ہڈیوں کو نہیں جلائیں گے۔ یزید نے قسم کھا کر کہا۔ اگر تم نے یہ کام کیا، تو عرب کی سرزمین پر تمہارے جتنے گرجے ہیں ان کو پیوندِ خاک بنا دیں گے۔ اور تمہاری سب قبروں کو اکھیڑ ڈالیں گے۔ یہ سُن کر رومیوں نے اپنے دین کی قسم کھا کر وعدہ کیا کہ وہ اپنی استطاعت کے مطابق حضرت ابو ایوّب انصاری کی قبر کی حفاظت کریں گے[1]

یہ بھی مروی ہے کہ جب ابو ایوّب انصاری بیمار ہوئے تو یزید ان کی عیادت کے لئے آیا۔ اور کہا۔ کوئی حاجت وغیرہ ہو تو فرما دیں۔ تو انہوں نے دشمن کی زمین میں دفن کئے جانے کی وصیّت کر دی[2]

ابن سعد نے نقل کیا ہے کہ یزید بن معاویہؓ نے ان کی نمازِ جنازہ پڑھائی[3]

یحییٰ بن ہمان سے مروی ہے کہ رسول اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

---

[1] الروض الانف: ص ۲۴۶ ج ۲ [2] الاصابۃ: ص ۹۰ ج ۱۔ اسد الغابہ ص ۹۶ ج ۲۔ الاستیعاب ص ۱۵۲ ج ۱۔
مسند احمد: ص ۴۱۶۔ ۴۲۳ [3] طبقات ابن سعد: ص ۶۲ ج ۳ (اردو)

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

انما تدفن الاجساد حیث تقبض الارواح [۱] "جسموں کو وہاں دفن کیا جائے۔ جہاں ان کی روحوں کو قبض کیا جائے۔"

امام بخاریؒ نے اس روایت کو مرسل کہا ہے۔ لیکن مصنف عبدالرزاق کے حاشیہ میں جابرؓ سے موصولاً بھی ثابت کی گئی ہے۔

عبداللہ بن ابی ملیکہ سے روایت ہے کہ عبدالرحمن بن ابی بکرؓ نے مکہ کے قریب حبشی کے مقام پر وفات پائی۔ ان کو وہاں سے مکہ لے جا کر دفن کیا گیا۔ جب ان کی بہن عائشہؓ مکہ آئیں تو ان کی قبر پر بھی تشریف لائیں اور کہا۔

واللہ لو حضرتك ما دفنت الا حیث مت ولو شھدتك ما زرتك [۲] "اللہ کی قسم۔ اگر میں تمہاری موت کے وقت تمہارے پاس ہوتی تو تم وہیں دفنائے جاتے جہاں تم نے وفات پائی تھی۔ اگر میں اس وقت موجود ہوتی تو اب زیارت کو نہ آتی۔"

امام مالکؒ سے منقول ہے کہ انہوں نے ایک سے زیادہ لوگوں کو کہتے ہوئے سنا، کہ سعدؓ بن ابی وقاص اور سعیدؓ بن زید کی وفات مدینہ کے قریب عقیق کے مقام پر ہوئی۔ ان دونوں کو مدینہ لا کر دفنایا گیا [۳]

معلوم ہوا کہ صرف چند صحابہؓ ایسے تھے کہ جن کی وفات مکہ اور مدینہ کے قریب ہوئی اور ان کو حرمین شریفین کے قبرستانوں میں دفنایا گیا۔ ورنہ عام معمول یہی تھا کہ جہاں جس کی موت

---

[۱] مصنف عبدالرزاق: ص ۵۱۶ ج ۳ [۲] الترمذی: ص ۱۵۸۔ ج ۱۔

[۳] تنویر الحوالك شرح موطا امام مالك: ص ۱۸۰ ج ۱۔ نیل الاوطار: ص ۱۲۱ ج ۴۔

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

واقع ہو۔ اُسے وہیں دفنا دیا جائے۔

آج بھی یہی اُصول پیشِ نظر رکھنے کی ضرورت ہے۔ ائمہ احناف نے بھی اسی کو اپناتے ہوئے میّت کو ایک شہر سے دُوسرے شہر لے جانے کو مکروہ کہا ہے۔ ان کے نزدیک مستحب یہی ہے کہ جس شہر میں انسان وفات پائے اُسی کے قبرستان میں اُسے دفن کیا جائے۔ میل یا دو میل کا فاصلہ ہو تو اُس کو قبرستان میں دفنانے میں کوئی حرج نہیں۔ میّت کو دفنائے جانے کے بعد قبر سے نکال کر دوسری جگہ بغیر کسی عذرِ خاص لے جانا۔ ان کے نزدیک حرام ہے۔ انہوں نے تو یہاں تک کہا ہے کہ اگر کسی عورت کا بچّہ دوسرے شہر میں اس کی غیر موجودگی میں فوت ہو جائے اور بچے کو وہیں دفنا دیا جائے۔ پھر بے صبری کی وجہ سے وہ اس کو اپنے شہر لا کر دفنانے کا ارادہ کرے تو اُس کی بات سُنی نہیں جائے گی۔[1]

آج کل چونکہ فاصلے کم ہو گئے ہیں تو اس اعتبار سے کچھ گنجائش مل سکتی ہے وہ بھی اس صورت میں کہ میّت کے خراب ہونے کا خطرہ نہ ہو۔ اور لواحقین پر مشقّت اور تکلیف کا بوجھ بھی نہ ہو۔ تو قریبی شہروں سے میّت کو منتقل کیا جا سکتا ہے۔ لیکن دُور دراز شہروں یا ملکوں سے میّت کو اپنے شہر لا کر دفنانا اسلامی تعلیم کے مطابق نہیں۔

سمندری سفر کے دوران میں میّت کو سمندر کے حوالے کر دینا

سمندری سفر کے دوران میں اگر کسی مسلمان کی وفات ہو جائے اور سفر ایک یا دو دن میں ختم ہونے والا ہو۔ میّت کے خراب ہونے کا خطرہ بھی نہ ہو تو میّت کو خشکی پر اُتر کر دفن کیا جائے۔

---

[1] الفتاوی الهندیة: ص ۱۶۷ ج ۱۔ حاشیہ طحطاوی: ص ۵۰۷۔ الفتاوی القاضی خان ص ۹۵ ج ۱۔

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

لیکن اگر سفر لمبا ہو اور میّت کے خراب ہونے کا اندیشہ بھی ہو تو پھر اُس کی نمازِ جنازہ پڑھ کر اُسے سمندر کے حوالے کر دیا جائے گا[1]

جنگِ اُحد میں شیرِ خدا سیّد الشہداء حضرت حمزہؓ جب شہید ہوئے تو ان کا مثلہ کر دیا گیا۔ خیال رہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے خود ان کو اسد اللہ اور سیّد الشہداء کا لقب عطا فرمایا۔ بلکہ ابنِ ہشام کی روایت ہے کہ جبرئیل امین نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو خبر دی کہ وہ سات آسمانوں میں رہنے والوں میں اللہ اور اُس کے رسول کے شیر لکھ دیے گئے ہیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان کے پاس جب تشریف لائے تو آپ نے دل کو تکلیف دینے والا ایسا منظر دیکھا، کہ اس کے پہلے کبھی نہ دیکھا تھا۔ آپؐ نے ارشاد فرمایا تو بڑا ہی صلہ رحمی کرنے والا اور بھلائی کے کام کرنے والا تھا۔ تیرے بعد اگر غم و حُزن نہ ہوتا تو مجھے یہ بات پسند تھی کہ تمہیں ایسے ہی چھوڑ دیتا۔ پرند اور درند تمہیں کھا جاتے۔ پھر قیامت کے روز ان کے پیٹوں سے اللہ تعالیٰ تمہیں جمع کرتا[2]

فتح الباری میں منقول ہے کہ اگر صفیہؓ (حمزہؓ کی بہن) غمزدہ نہ ہوتی تو میں ان کو ایسے ہی چھوڑ دیتا۔ جہاں تک کہ پرندوں اور درندوں کے پیٹوں سے اُن کو جمع کیا جاتا۔ اللہ تعالےٰ قادرِ مطلق ہے لہٰذا اس کے لئے مٹی سے انسانوں کو دوبارہ اٹھانا یا پرندوں، درندوں، چرندوں اور سمندری مخلوق کے پیٹوں سے جمع کرنا کوئی مشکل کام نہیں۔ اُس نے تو کُن کہنا ہے اور کام نے ہو جانا ہے۔

امام بخاریؒ نے ایک ایسے گناہگار شخص کا واقعہ متعدد بار نقل کیا ہے جس نے اللہ کے سامنے پیش ہونے کے خوف سے اپنے آپ کو جلوا ڈالا تھا۔ پھر اپنی ہڈیوں کی راکھ کو آندھی والے

---

[1] فقہ السنۃ، ص ۵۵۶ ج ۱ [2] تفسیر ابن کثیر: ص ۵۹۲ ج ۲ تفسیر درمنثور ص ۱۳۵ ج ۴ فتح الباری: ص ۳۷۱ ج ۷۔ طبقات ابن سعد ص ۲۳۱ ج ۳ (اُردو) سیرت ابن ھشام: ص ۹۵ ج ۲۔

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

دن دریاؤں اور جنگلوں میں اڑوایا تھا۔ لیکن اللہ کے حکم سے جب اس کو جمع کر کے پیش کر دیا گیا تھا۔ تو اللہ نے اس سے پُوچھا۔ تم نے ایسا کیوں کیا۔ اُس نے عرض کیا۔ اللہ میں تجھ سے ڈر گیا۔ اللہ تعالیٰ نے اُس کو ڈرنے کی بنا پر معاف فرما دیا۔ (بخاری: ص ۴۹۱ - ۴۹۵ - ۴۹۶ -)

اگر انسان کے اعمال نیک ہوں۔ پھر اس کی میّت کو سمندر میں ڈال دیا جائے یا کسی اور طریقہ سے اُس کا فانی جسم فنا ہو جائے تو اس کے اجر و ثواب میں کوئی کمی واقع نہیں ہوگی بلکہ پانی میں غرق ہونے والے اور آگ میں جل کر راکھ ہونے والے دونوں کو رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے شہید کہا ہے[1] اِس لئے ہو سکتا ہے کہ سمندر میں ڈالی جانے والی میّت کو شہادت اور نیک عملوں کا دوہرا ثواب مِل جائے۔

ایک قبر میں ایک سے زائد میّتوں کو دفن کرنا

عام حالات میں ہر میّت کے لئے علیحدہ قبر بنائی جاتی ہے۔ لیکن اگر ایسا وقت آجائے کہ میّتیں زیادہ ہو جائیں اور اتنی قبروں کی کھدائی کا بندوبست نہ ہو سکے یا انتہائی مشقّت و تکلیف کا سبب بن جائے تو اسلام اس وقت ایک سے زائد میّتوں کو ایک قبر میں دفن کرنے کی اجازت دیتا ہے۔

جنگ اُحد کے موقع پر انصار نے رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کی خدمت میں عرض کیا، اللہ کے رسول! جنگ کی وجہ سے ہمارے لوگ کافی زخمی ہوئے ہیں۔ اور ہمیں سخت تکلیف پہنچی ہے۔ لہٰذا ہر شہید کے لئے علیحدہ علیحدہ قبر کھودنی ہمارے لیے مشکل ہو رہی ہے۔ آپ نے فرمایا۔

---

[1] مسلم: ص ۱۴۲/۳۴۲، ۱۴۳ ج ۲۔ ابُو داؤد: ص ۴۴۳۔ نسائی: ص ۲۱۳ ج ۱۔ ابن ماجہ: ص ۲۰۱

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

احفروا واوسعوا واحسنوا وادفنوا الاثنين والثلاثة فی قبر واحد وقدموا اکثرھم قرانا [1]

"قبریں کھودو ۔ کشادہ اور اچھی بناؤ اور ایک قبر میں دو اور تین کو دفن کرو۔ قبر میں پہلے اس کو اتارو جو ان میں سے قرآن زیادہ یاد کرنے والا تھا"

اجتماعی قبور میں یہ احتیاط ضرور رکھی گئی ہے کہ جو قرآن کو یاد کرنے اور سمجھنے میں آگے ہو اس کو قبر میں پہلے رکھا جائے۔

قبروں پر چادریں ڈالنا

ہمارے ہاں یہ بھی معمول ہے کہ قبروں پر چادریں ڈالی جاتی ہیں۔ جتنا بڑا مزار ہوگا ، وہاں چادریں چڑھانے کا اتنا ہی زور ہوگا۔ حالانکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے گھر میں دروازے یا دیوار پر ڈالے گئے پردے کو برداشت نہ کیا۔

عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ آپ کسی غزوہ کے لئے تشریف لے گئے تھے۔ میں نے دروازے پر ایک پردہ ڈال دیا۔ جب آپ واپس تشریف لائے۔ تو آپ نے اس پردے کو دیکھا ۔ میں نے آپ کے چہرہ مبارک پر ناپسندیدگی دیکھ لی۔ آپ نے اس پردے کو پکڑ کر جھٹکے کے ساتھ کھینچا۔ یہاں تک کہ وہ پھٹ گیا۔ پھر آپ نے ارشاد فرمایا۔

ان اللہ لم یامرنا ان نکسوا الحجارۃ والطین [2]

"بے شک اللہ تعالیٰ نے ہمیں پتھروں اور مٹی کو کپڑوں سے ڈھانپنے کا حکم نہیں دیا"

---

[1] ترمذی: ص ۲۰۱ ج ۱ ، نسائی: ص ۲۸۳ ج ۱ ، مسند احمد: ص ۲۰ ج ۴ [2] مسلم: ص ۲۰۰ ج ۲ (کتاب اللباس)

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

ابوداؤد کے الفاظ ہیں۔ کہ جب آپ واپس تشریف لائے۔ تو میں نے کہا۔ السلام علیک یا رسول اللہ و رحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ سب تعریفیں اللہ ہی کے لئے ہیں جس نے آپ کو عزّت و اکرام سے نوازا ہے لیکن آپ نے پردے کو دیکھا۔ میرے سلام کا جواب نہ دیا۔ میں نے آپ کے چہرہ مبارک پر ناپسندیدگی کے آثار دیکھ لئے۔ پھر آپ اس پردے کے پاس آئے اور اسے پھاڑ ڈالا۔ اور آپ نے ارشاد فرمایا کہ اللہ تعالےٰ نے ہمیں جو رزق دے رکھا ہے۔ اس میں سے اس کی اجازت نہیں دی کہ ہم پتھروں اور اینٹوں پر پردے ڈالیں[1]

عائشہؓ کی اس روایت سے ہمیں سبق سیکھنا چاہیئے اور قبروں پر چادریں چڑھاتے ہوئے سوچنا چاہیئے۔ کہ آیا یہ کام قرآن و سُنّت کے مطابق ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم یا صحابہؓ یا تابعین یا ائمہ کرام میں سے کسی نے کیا۔

مرنے والے کو گالی دینے کی ممانعت

دنیا میں اچھے کم اور بُرے لوگ زیادہ ہوتے ہیں غیبت کرنے کی عادت انسانی زندگی کا حصّہ بن چکی ہے۔ بسا اوقات ایسا بھی ہوتا ہے کہ انسان مرجاتا ہے لیکن اسکی بُرائی کا ذکر کرنے والے پھر بھی اس کا پیچھا نہیں چھوڑتے۔ اسلام کی کتنی خوبصورت تعلیم ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا۔

لا تسبوا الاموات فانھم	"مرنے والوں کو گالی مت دو۔ اس لئے کہ انہوں
قد افضوا الی ما قدموا[2]	نے جو کچھ آگے بھیجا ہے اُس کی طرف چلے گئے ہیں"

---

[1] ابوداؤد: ص ۲،۷،۵ (کتاب اللباس) [2] بخاری: ص ۱۸۷-۹۶۴ (کتاب الجنائز و کتاب الرقاق)

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

یعنی ان کا معاملہ اب اللہ کے ہاتھ میں ہے۔ ان کے عملوں کے اعتبار سے ان سے جیسا چاہے سلوک کرے تمہیں اس میں دخل دینے کی ضرورت نہیں۔ بلکہ تم اپنی فکرو۔ اور ایسے کام کرنے کی کوشش کرو کہ جس کی وجہ سے تمہارے مرنے کے بعد لوگ تمہاری تعریف کریں۔ کیوں کہ اللہ تعالےٰ کا یہ بھی قانون ہے کہ وہ اپنی مخلوق کی گواہی کے مطابق اپنے بندوں کے بارے میں جزا وسزا کا فیصلہ کرتا ہے۔

انسؓ سے مروی ہے کہ لوگ ایک جنازے کو لے کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس سے گزرے۔ صحابہؓ نے اس کی تعریف کی۔ آپؐ نے فرمایا۔ اس پر واجب ہوگئی۔ پھر ایک اور جنازہ آپ کے پاس سے گزرا۔ صحابہؓ نے اس کی بُرائی کا ذکر کیا۔ آپ نے فرمایا، واجب ہوگئی۔ صحیح مسلم کے الفاظ ہیں کہ عمر فاروق نے عرض کیا۔ میرے ماں باپ آپ پر قربان ہوں۔ کیا واجب ہوا؟ آپ نے فرمایا۔ جس کی تم نے تعریف کی۔ اُس کی بھلائی کا ذکر کیا۔ اُس کے لئے جنّت واجب ہوگئی۔ اور جس کی تم نے بُرائی کا ذکر کیا۔ اس پر جہنّم کی آگ واجب ہوگئی۔ اس لئے کہ تم زمین میں اللہ کے گواہ ہو[1] یعنی جس کے اچھے ہونے کی تم نے گواہی دی۔ وہ جنّت کا مالک بن گیا۔ اور جس کی میّت کو دیکھ کر اس کی بُرائی تمہیں یاد آگئی۔ ظاہر ہے کہ وہ بہت بُرا انسان تھا۔ لہٰذا وہ جہنّم کا ایندھن بن گیا۔

مسلم کی روایت کے مطابق آپ نے تین مرتبہ ارشاد فرمایا کہ تم زمین میں اللہ کے گواہ ہو۔ اس روایت سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہؓ کی عظمت کا بھی پتہ چلتا ہے کہ جن کے بارے میں اُنہوں نے کلمۂ خیر کہا۔ وہ جنّت میں چلا گیا اور جن کی تعریف ان کی زبانوں

---

[1] بخاری، ص ۱۸۳؛ مسلم، ص ۳۰۸ (کتاب الجنائز)

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

پر جاری نہ ہو سکی۔ وہ جہنم میں داخل ہو گیا۔

کیا قبر میں عذاب ہوتا ہے؟

پاکستان میں کچھ ایسے بھی لوگ ہیں جو عذابِ قبر کی نفی کرتے ہیں۔ ان کے نزدیک قبر و حشر اور جنّت و دوزخ کے بارے میں جو کچھ احادیث میں منقول ہے اس کی کوئی حقیقت نہیں۔ دراصل جو دنیا میں نعمتوں سے محروم رہتا ہے تو اس کے لئے دنیا دوزخ ہے۔ اور جو نعمتوں سے مالا مال ہو جاتا ہے تو یہی دنیا اس کے لئے جنّت بن جاتی ہے۔ دوسرے لفظوں میں آخرت میں جزاء و سزا کے وہ منکر ہیں۔ اُن کا کہنا ہے کہ احادیث کا کوئی اعتبار نہیں۔ جو کچھ قرآن میں بیان ہوا ہے وہی ہماری راہنمائی کے لئے کافی ہے۔ چونکہ قرآن حکیم میں عذابِ قبر کا ذکر نہیں۔ لہٰذا احادیث میں جو کچھ مروی ہے وہ ہمارے لئے قابلِ حُجّت نہیں۔

اَحَادِیث کے بارے میں اہم نکتہ

سب سے پہلی بات تو سمجھنے کی یہ ہے کہ قرآن ہم پر نہیں بلکہ رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم پر آپ کے صحابہؓ کی موجودگی میں نازل ہوا۔ رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کے حکم سے صحابہؓ نے سورتوں اور آیات کو لکھا اور حفظ کیا۔ یہ تاریخی حقیقت ہے کہ رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کی زندگی مبارک میں قرآن مبین کتابی صورت میں موجود نہ تھا۔ یہ عظیم کارنامہ حضرت عمر فاروقؓ کے مشورہ پر ابوبکر الصدّیق کے دَورِ خلافت میں سرانجام پایا[1]۔ عثمان غنیؓ نے قریش کی قرأت کے علاوہ دوسری قرأتوں کو ختم

---

[1] بخاری: ص ۴۵، ۔ ۴۶،۔

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

کردیا۔

ظاہر ہے کہ ہم تک قرآن صحابہؓ کے واسطے سے پہنچا ہے۔ اگر انہی صحابہؓ کی احادیث قابلِ اعتبار و اعتماد نہیں۔ تو پھر ان سے ہم تک پہنچنے والا قرآن کس طرح قابلِ اعتبار و اعتماد ہو سکتا ہے؟

قرآن کے نزول کے آغاز میں صحابہؓ کو صرف قرآن لکھنے کی تاکید کی گئی تاکہ یہود و نصارٰی کی طرح اُمّتِ محمّدیہ بھی کتاب اللہ کی حفاظت کرنے سے عاجز نہ آجائے۔ اس کے باوجود چند صحابہؓ ایسے تھے جن کو احادیث بھی لکھنے کی اجازت تھی۔ جن میں عبداللہ بن عمروؓ ممتاز نظر آتے ہیں[1] اُن کا صحیفہ صادقہ آج بھی احادیث میں اپنی پُوری چمک دمک کے ساتھ جگمگا رہا ہے۔ اور اہلِ علم کے لئے رُشد و ہدایت کا سبب بنا ہوا ہے۔ احادیث کا انکار کرنے والوں کو چونکہ علمِ حدیث میں درک نہیں ہوتی۔ اس لئے وہ اپنی عقل کو معیار بناتے ہوئے نبوّت و رسالت کو ٹھکرا دیتے ہیں۔ قرآن میں نماز پڑھنے روزے رکھنے، زکوٰۃ دینے اور حج کرنے کا حکم دیا گیا ہے لیکن عملی طریقۂ کار کو سمجھنے کے لئے نبوّت و رسالت کو ہی دیکھنا پڑے گا۔ حلال و حرام میں تمیز کرنے اور ریاست کے معاملات کو طے کرنے کے لئے راہنمائی بھی وہیں سے لینی پڑے گی۔

پہلے جتنے بھی انبیاء و رُسل علیہما السّلام مبعوث ہُوئے۔ ان میں سے کسی ایک کی بھی زندگی کے پُورے حالات دنیا میں موجُود نہیں۔ لیکن یہ شرف مُحدّثین رحمۃ اللہ علیہم کو حاصل ہے۔ کہ انہوں نے رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کی جلوت اور خلوت دونوں کو اُمّتِ محمّدیہ کے لئے قیامت تک محفوظ کر دیا۔

---

[1] جامع بیان العلم وفضلہ: ص ۷۱، ج ۱۔ تذکرۃ الحفاظ: ص ۴۲، ج ۱

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

اگر احادیث کو نظر انداز کر دیا جائے تو قرآن کو سمجھا نہیں جا سکتا۔

قرآن میں ارشادِ باری تعالیٰ ہے۔

اِنَّآ اَنۡزَلۡنٰهُ فِیۡ لَیۡلَةِ الۡقَدۡرِ[۱] "ہم نے اس کو لیلۃ القدر میں نازل فرمایا"

اِنَّآ اَنۡزَلۡنٰهُ فِیۡ لَیۡلَةٍ مُّبٰرَكَةٍ[۲] "ہم نے اس کو لیلۃ مبارکہ میں نازل فرمایا"

صرف قرآن کو سامنے رکھا جائے تو معلوم ہوتا ہے کہ اس کا نزول صرف ایک رات میں ہوا۔ حالانکہ تاریخی حقیقت یہ ہے کہ یہ ۲۳ سال میں نازل ہوا۔ اسی تاریخی حقیقت کو قرآن سے ثابت نہیں کیا جا سکتا۔ یہ مسئلہ صرف عبداللہ بن عباسؓ سے مروی حدیث کے ذریعے حل ہو سکتا ہے ان سے منقول ہے کہ قرآن حکیم کا نزول لوح محفوظ سے دنیا کے آسمان میں بیت العزۃ تک ایک ہی بابرکت لیلۃ القدر میں ہوا۔ پھر وہاں سے ضرورت کے مطابق ۲۳ سالوں میں اس کا نزول ہوتا رہا[۳]۔

یہ کتاب اس مسئلے کو حل کرنے کے لئے نہیں بلکہ جنازے کے مسائل کو سمجھنے کے لئے لکھی گئی ہے۔ حجیتِ حدیث پر بہت سی کتابیں موجود ہیں۔ ان کو اگر پڑھا جائے تو منکرینِ حدیث کے عقیدہ باطلہ کی حقیقت واضح ہو جائے گی۔ یہاں اختصاراً اس کا ذکر اس لئے کیا گیا ہے۔ تاکہ عذابِ قبر کا اسلامی تصوّر مسخ نہ ہونے پائے۔

---

[۱] سورۃ القدر : آیت ۱۔

[۲] سورۃ الدخان : آیت ۳۔

[۳] تفسیر ابن کثیر: ص ۵۲۹ ج ۴۔ تفسیر ابن جریر: ص ۲۵۸ پ ۳۰۔ تفسیر کبیر: ص ۶۲۴ ج ۸۔ تفسیر درِ منثور: ص ۳۷۰۔ ج ۶۔

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

قبر میں عذاب ازروئے قرآن

کہا جاتا ہے کہ قرآن پاک میں عذاب قبر کا ذکر نہیں۔ حالانکہ اللہ تعالٰی نے اپنے حبیب محمدؐ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم سے فرمایا۔

وَلَوْ تَرٰٓى اِذِ الظّٰلِمُوْنَ فِىْ	"اگر آپ ظالموں کو دیکھتے جب وہ موت
غَمَرٰتِ الْمَوْتِ وَالْمَلٰٓئِكَةُ	کی بے ہوشیوں میں ہوتے ہیں اور فرشتے
بَاسِطُوْٓا اَيْدِيْهِمْ اَخْرِجُوْٓا	اپنے ہاتھوں کو پھیلائے کہتے ہیں اپنی جانوں
اَنْفُسَكُمُ اَلْيَوْمَ تُجْزَوْنَ	کو ہمارے حوالے کرو۔ اللہ کے بارے میں
عَذَابَ الْهُوْنِ بِمَا كُنْتُمْ	جو ناحق باتیں کہا کرتے تھے اور اس کی
تَقُوْلُوْنَ عَلَى اللّٰهِ غَيْرَ الْحَقِّ	آیات سے تکبّر کیا کرتے تھے اس کے بدلے
وَكُنْتُمْ عَنْ اٰيٰتِهٖ تَسْتَكْبِرُوْنَ[1]	میں آج تمہیں ذلّت آمیز عذاب دیا جائے گا"

یہاں کتنی واضح بات ہو رہی ہے۔ ظالموں کی موت کے وقت جو ان سے معاملہ کیا جاتا ہے۔ یعنی جب ان کی دُنیاوی زندگی اختتام پذیر ہوتی اور آخرت کی پہلی منزل کی ابتدا ہوتی ہے۔ اس وقت اللہ کے فرشتے ان کو ان کے بُرے اعمال کے بدلے ذلیل و رسوا کرنے والے عذاب کی خبر دیتے ہیں۔ مرنے کے فوراً بعد یہ عذاب اُن کو کہاں دیا جائے گا؟ ظاہر ہے کہ اگر تو وہ مدفون ہوں گے تو قبر ہی عذاب کی جگہ ہوگی۔

---

[1] سورۃ الانعام: آیت ۱۳

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

مرنے کے بعد جنّت میں داخل ہونا

اس کے برعکس قرآن پاک میں ایک ایسے بھی شخص کا ذکر ہے کہ جب اُس کی قوم اللہ کے رسولوں کی تعلیم کو ٹھکراتی ہے۔ نافرمانی اور سرکشی کا مظاہرہ کرتی ہے۔ ان کو رجم کرنے اور نقصان پہنچانے کی دھمکی دیتی ہے تو وہ دُور سے دوڑتا ہُوا آتا ہے۔ اور اپنی قوم سے کہتا ہے۔

یٰقَوْمِ اتَّبِعُوا الْمُرْسَلِیْنَ ۝ اتَّبِعُوْا	"اے میری قوم! رسولوں کی اتباع کرو۔ انکی اتباع کرو
مَنْ لَّا یَسْـَٔلُکُمْ اَجْرًا وَّھُمْ	جو تم سے معاوضہ نہیں مانگتے اور وہ ہدایت یافتہ ہیں
مُّھْتَدُوْنَ ۝ وَمَا لِیَ لَآ اَعْبُدُ	مجھے کیا عذر ہے کہ میں اس کی عبادت نہ کروں جس نے
الَّذِیْ فَطَرَنِیْ وَاِلَیْہِ تُرْجَعُوْنَ	مجھے پیدا کیا اور تم بھی اس کی طرف لوٹائے جاؤ گے
ءَاَتَّخِذُ مِنْ دُوْنِہٖٓ اٰلِھَۃً	کیا میں اللہ کو چھوڑ کر اور معبود بنالوں حالانکہ اگر رحمٰن
اِنْ یُّرِدْنِ الرَّحْمٰنُ	مجھے تکلیف پہنچانے کا ارادہ کرے تو ان معبودوں کی
بِضُرٍّ لَّا تُغْنِ عَنِّیْ شَفَاعَتُھُمْ	شفاعت مجھے کچھ بھی فائدہ نہیں دے سکتی اور نہ
شَیْـًٔا وَّلَا یُنْقِذُوْنِ ۝ اِنِّیْٓ	مجھے وہ تکلیف سے بچا سکیں گے۔ بیشک میں اس وقت
اِذًا لَّفِیْ ضَلٰلٍ مُّبِیْنٍ ۝ اِنِّیْٓ	ظاہر گمراہی میں پڑ جاؤں گا۔ مجھے سنو بلاشک میں
اٰمَنْتُ بِرَبِّکُمْ فَاسْمَعُوْنِ ۝	تمہارے رب کے ساتھ ایمان لے آیا ہوں"[1]

اُس شخص نے جب اپنے ایمان کا اعلان کیا اور قوم کو رسولوں کی اتباع کرنے کی دعوت دی۔ تو قوم نے اُسے مار مار کر ہلاک کر دیا۔ اللہ کی خاطر جب اُس نے اپنی جان قربان کر دی۔ اس فانی دنیا

---

[1] سورہ یٰسٓ: آیت ۲۰۔۲۱۔۲۲۔۲۳۔۲۴۔۲۵

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

سے عالمِ برزخ میں منتقل ہوگیا تو قرآن اس کے بارے میں خبر دیتا ہے۔

قِيلَ ادْخُلِ الْجَنَّةَ قَالَ يٰلَيْتَ قَوْمِي يَعْلَمُونَ ● بِمَا غَفَرَ لِي رَبِّي وَجَعَلَنِي مِنَ الْمُكْرَمِينَ ● [1]

"اس سے کہا گیا جنّت میں داخل ہو جا، اس نے کہا کاش کہ میری قوم جان لیتی کہ کس کے سبب میرے رب نے مجھے بخش دیا اور مجھے اپنے مقرب بندوں میں کر دیا"

قرآن ہمیں یہ بھی بتاتا ہے کہ عالمِ برزخ میں جب انسان داخل ہوتا ہے تو وہاں دو ٹھکانوں میں سے اُس کے اعمال کے مطابق ایک میں اس کو رکھّا جاتا ہے۔ نیکوکاروں کی جگہ کا نام علیّین ہے۔ اور جس میں بُرے لوگوں کو ڈالا جاتا ہے اُس کا نام سجّین ہے۔

كَلَّآ إِنَّ كِتٰبَ الْفُجَّارِ لَفِي سِجِّينٍ۔

"بے شک بدکاروں کے اعمال سجّین میں ہوں گے"

كَلَّآ إِنَّ كِتٰبَ الْأَبْرَارِ لَفِي عِلِّيِّينَ [2]

"بے شک نیک لوگوں کے اعمال علیّین میں ہوں گے"

معلوم ہوا کہ انسان کے فوت ہونے پر اس کی برزخی جزا و سزا کا سلسلہ شروع ہو جاتا ہے یہاں تک کہ قیامت واقع ہوگی۔ پھر دوزخی دوزخ میں چلے جائیں گے اور جنّتی جنّت کے مالک بن جائیں گے۔

---

[1] سورۃ یٰس: آیت ۲۹، ۳۰ [2] سورۃ المطفّفین: آیت ۷۔ ۱۸۔

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

احادیث میں عذاب قبر کی خبر

انسؓ سے مروی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا۔ کہ جب بندے کو قبر میں رکھا جاتا ہے اور اس کے ساتھ آنے والے واپس پلٹتے ہیں تو وہ اُن کی جوتیوں کی آواز سنتا ہے۔ پھر اس کے پاس دو فرشتے آتے ہیں۔ اُس کو بٹھاتے ہیں اور اس سے پُوچھتے ہیں۔ تو محمدؐ صلی اللہ علیہ وسلّم کے بارے میں کیا کہتا ہے؟ مومن بندہ جواب دیتا ہے۔ میں گواہی دیتا ہوں۔ کہ وہ اللہ کے بندے اور اُس کے رسول ہیں۔ اس سے کہا جاتا ہے۔ کہ جہنم میں اپنا ٹھکانا دیکھ — اللہ تعالےٰ نے اس کی بجائے تجھے جنّت میں جگہ دے دی ہے۔ وہ جہنّم اور جنّت دونوں میں اپنے مقام دیکھتا ہے۔ پھر اس کے لئے اس کی قبر میں جگہ کو کشادہ کر دیا جاتا ہے۔ کافر یا منافق سے محمدؐ صلّی اللہ علیہ وسلّم کے بارے میں سوال کیا جاتا ہے۔ تو وہ کہتا ہے۔ میں نہیں جانتا۔ میں تو وہی کہا کرتا تھا۔ پھر اس سے کہا جاتا ہے۔ تو نے پڑھا کیوں نہیں؟ تو نے جانا کیوں نہیں؟۔ یعنی قرآن پڑھ کر تو نے سمجھنے اور جاننے کی کوشش خود کیوں نہ کی؟ پھر اس پر لوہے کے ہتھوڑے سے چوٹ لگائی جاتی ہے۔ جس سے وہ ایسی چیخ مارتا ہے کہ جنّوں اور انسانوں کے علاوہ اس کے قریب ہر مخلوق سُنتی ہے[1]

عائشہؓ نے رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم سے عذاب قبر کے بارے میں پوچھا، تو آپؐ نے ارشاد فرمایا۔

نعم عذاب القبر حق[2] "ہاں قبر کا عذاب حق ہے"

---

[1] نسائی: ص ۲۳۴ ج ۱۔ بخاری: ص ۱۷۸، ۱۸۳، ۱۸۴۔ مسلم باب اثبات عذاب القبر: ص ۳۸۶ ج ۲ [2] بخاری: ص ۱۸۳

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

یہی وجہ تھی کہ آپ اپنی دعاؤں میں قبر کے عذاب سے بھی اللہ تعالیٰ کے ساتھ پناہ مانگا کرتے تھے۔

براءؓ بن عازب سے مروی ہے کہ قرآن کی یہ آیت عذاب قبر کے بارے میں نازل ہوئی ؎۱

یُثَبِّتُ اللّٰهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا بِالْقَوْلِ الثَّابِتِ فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ (ابراہیم ۲۷)	"اللہ تعالیٰ ایمان والوں کو دنیا اور آخرت میں قولِ ثابت کے ساتھ ثابت قدم رکھتا ہے"

قولِ ثابت سے مراد اللہ کی وحدانیت اور محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی رسالت کی گواہی دینا ہے۔

ابوایوبؓ کی روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سورج غروب ہونے کے بعد باہر تشریف لائے اور آپ نے ایک آواز سنی۔ آپ نے فرمایا۔

یھود تعذب فی قبورھا ؎۲	"یہود کو ان کی قبروں میں عذاب دیا جا رہا ہے"

ابوہریرہؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ جب میت کو قبر میں رکھا جاتا ہے تو اس کے پاس کالے سیاہ نیلی آنکھوں والے دو فرشتے آتے ہیں۔ جن کو منکر نکیر کہا جاتا ہے وہ اس سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے میں سوال کرتے ہیں۔ وہ جواب میں کہتا ہے کہ وہ اللہ کے بندے اور اس کے رسول ہیں۔ میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور بے شک محمد صلی اللہ علیہ وسلم اس کے بندے اور رسول ہیں۔ دونوں فرشتے کہتے ہیں۔ ہمیں

؎۱ مسلم؛ ص ۳۸۶ ج ۲ ۔ مسند احمد؛ ص ۲۹۲ ج ۴ ۔

؎۲ مسلم؛ ص ۳۸۶ ج ۲ ۔ مصنف ابن ابی شیبہ؛ ص ۳۷۵ ج ۳

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

پتہ تھا کہ تو یہی کہے گا ۔ پھر اس کے لئے ستر ہاتھ قبر وسیع کر کے اس میں روشنی کردی جاتی ہے۔ اس سے کہا جاتا ہے ۔ اُس نئی دلہن کی طرح سو جا ۔ جس کو وہی جگائے گا جو اُس کے اہل خانہ میں سے سب سے زیادہ محبوب ہو گا ۔ یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ قیامت کے روز اسے اٹھائے گا ۔

جب منافق سے یہی سوال پُوچھا جاتا ہے تو وہ جواب دیتا ہے ۔ میں نہیں جانتا ۔ فرشتے کہتے ہیں ۔ ہمیں معلُوم تھا کہ تو یہی کہے گا ۔ پھر زمین سے کہا جاتا ہے کہ تو اس پر تنگ ہو جا ۔ تو وہ تنگ ہوتی ہے اور اس کی ایک پسلی کی ہڈیاں دوسری پسلی میں داخل ہو جاتی ہیں ۔ وہ اسی عذاب میں مبتلا رہتا ہے ۔ یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ قیامت کے روز سے اُسے اس کی قبر سے اٹھائے گا[1]

براءؓ بن عازب کی روایت کے الفاظ ہیں کہ قبر میں فرشتے میت سے پُوچھتے ہیں ۔

من ربّك ما دينك ما هٰذا الرجل الذي بعث فيكم؟ — تیرا رب کون ہے؟ تیرا دین کیا ہے؟ جو تم میں مبعوث ہوئے اُن کے بارے میں کیا کہتا ہے؟

تو وہ جواب دیتا ہے رَبِّیَ اللہ ۔ میرا رب اللہ ہے ۔ دِیْنِیَ الْاِسْلَامُ میرا دین اسلام ہے ۔ ہم میں جو مبعوث ہُوئے ۔ ھُوَ رَسُوْلُ اللہ وہ اللہ کے رسول ہیں ۔ صلّی اللہ علیہ وسلّم ۔

فرشتے اُس سے کہتے ہیں کہ تجھے یہ کیسے معلُوم ہوا ؟ تو وہ جواب دیتا ہے

قَرَأْتُ كِتَابَ اللهِ فامنت به وصدقتُ — مَیں نے اللہ کی کتاب پڑھی میں اس پر ایمان لایا ۔ اور میں نے تصدیق کی ؛؛

رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا ۔ یہی قول ثابت ہے ۔ جس سے اللہ تعالیٰ مومنوں کو ثابت قدم رکھے گا ۔ پھر آسمان سے ایک منادی کرنے والا منادی کرتا ہے ۔

---

[1] ترمذی : ص ۱۵۹ ۔ ۱۶۰ ج ۱ ۔ زوائد ابن حبان : ص ۱۹۷ ۔

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

صدق عبدی فافرشوہ	میرے بندے نے سچ کہا اس کے لئے جنتی
من الجنّة والبسوہ من	بچھونا بچھاؤ اس کو جنتی لباس پہناؤ اور اس کے
الجنّة وافتحوا له بابا	لئے جنّت کی طرف ایک دروازہ کھول دو، پس
الی الجنّة فیفتح قال	اس کے لئے دروازہ کھول دیا جاتا ہے آپ
فیاتیه من روحها و	نے فرمایا۔ پھر اس میں سے جنت کی ہوا اور خوشبو
طیبها ویفتح له فیها	آتی ہے جہاں تک اس کی نگاہ جاتی ہے وہاں
مدّ بصرہ۔	تک اس کی قبر کشادہ کر دی جاتی ہے۔"

جب کافر کے جسم میں اس کی رُوح کو لوٹا کر اس سے وہی سوال کئے جاتے ہیں تو وہ کہتا ہے۔

ھاہ ھاہ لا ادری	ہائے ہائے میں نہیں جانتا۔

آسمان سے منادی کرنے والا منادی کرتا ہے۔

ان کذب فافرشوہ من	اس نے جھوٹ کہا۔ اس کے لئے جہنّمی بچھونا
النّار والبسوہ من النّار و	بچھاؤ۔ اس کو جہنّمی لباس پہناؤ اور اس کے لئے
افتحوا له بابا الی النّار قال	جہنّم کی طرف ایک دروازہ کھول دو۔ آپ نے فرمایا
فیاتیه من حرها و	پھر اسے جہنّم سے گرمی اور دھواں پہنچتا ہے۔
سمومها قال ویضیّق علیه	آپ نے فرمایا اور اس پر قبر تنگ کر دی جاتی
قبرہ حتیٰ تختلف فیه	ہے۔ یہاں تک کہ اس کی دونوں طرف کی
اضلاعه ثم یقیض له اعمی	پسلیاں آپس میں مل جاتی ہیں۔ پھر اس پر ایک
اصم معه مرزبة من	اندھا بہرہ فرشتہ مقرر کر دیا جاتا ہے جس کے
حدید لو ضرب بها جبل	ہاتھ میں لوہے کا گرز ہوتا ہے اگر وہ اس کی

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

لصار ترابا فيضربه بها	چوٹ پہاڑ پر لگائے تو وہ ریزہ ریزہ ہو جائے
ضربة يسمعها ما بين	پھر وہ اس گرز سے اس کو مارتا ہے اس کی
المشرق والمغرب الا	چیخوں کی آواز جنّوں اور انسانوں کے علاوہ مشرق
الثقلين فيصير ترابا	اور مغرب کے درمیان سنی جاتی ہے چوٹ لگنے
ثم يعاد فيه	سے وہ مٹی ہو جاتا ہے پھر اس میں روح
الروح [1]	لوٹائی جاتی ہے اور عذاب جاری رہتا ہے"

یہ بھی منقول ہے کہ مومن میّت کے پاس خوبصورت چہرے، اچھے لباس اور عمدہ خوشبو والا ایک انسان قبر میں آتا ہے۔ اور اس سے کہتا ہے کہ آج تجھے اس چیز کی بشارت ہے جو تجھے خوش کر دے گی اور جس کا تجھ سے وعدہ کیا جاتا تھا۔ مومن اس سے پوچھتا ہے۔ بھئی تم کون ہو؟ تمہارا چہرہ بتاتا ہے کہ تم بھلائی لانے والے ہو۔ وہ انسان اسے جواب دیتا ہے کہ میں تمہارا نیک عمل ہوں۔ تو مومن کہتا ہے۔ اے میرے رب! قیامت قائم کر دے تاکہ میں اپنے اہل اور مال کی طرف لوٹ جاؤں۔ اس کے برعکس کافر کے پاس بدصورت، گندے لباس اور بری بو والا انسان اس کی قبر میں آتا ہے۔ اور اس سے کہتا ہے۔ آج تو اس کے بارے میں باخبر ہو جا جو تجھے دکھ میں ڈال دے اور جس کا تجھ سے وعدہ کیا جاتا تھا۔ وہ اس سے پوچھتا ہے کہ تم کون ہو؟ تو وہ جواب دیتا ہے۔ میں تیرا برا عمل ہوں۔ کافر کہتا ہے۔ اے میرے رب قیامت کو قائم نہ کرنا [2]

جابرؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب میّت کو قبر میں رکھا جاتا

---

[1] ابوداؤد: کتاب السنۃ: ص ۲۵۴۔

[2] مسند احمد: ص ۲۸۷-۲۸۸ ج ۴۔ مصنف ابن ابی شیبۃ: ص ۳۸۲۔

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

ہے۔ تو اس وقت قبر کے اندھیرے کی وجہ سے اسے ایسے معلوم ہوتا ہے کہ سورج غروب ہو رہا ہے۔ جب فرشتے اُسے سوال پوچھنے کے لئے اٹھاتے ہیں تو نیک میّت اُٹھتے ہی کہتی ہے۔

دعونی اصلی [1] "مجھے چھوڑ دو۔ میں نماز پڑھ لوں"

ثابت ہوا کہ قبر میں فرشتوں کے سوال کرنے اور میّت کا جواب کے مطابق جزا و سزا پانے کا معاملہ حق ہے۔ اور یہ ہمارے ایمان کا حصّہ ہے۔ قبر میّت کی ظاہری جگہ ہے۔ لیکن حقیقی ٹھکانا عالمِ برزخ میں ہوتا ہے۔ جہاں اس کے عملوں کے اعتبار سے اس کے ساتھ سلوک کیا جاتا ہے۔

اگر کہا جائے کہ جو کچھ قبر میں ہوتا ہے۔ وہ نظر کیوں نہیں آتا؟ اس کا جواب انسان نے اپنی بہت سی ایجادوں کے ذریعے خود ہی مہیا کر دیا ہے۔ مثال کے طور پر کیلکولیٹر کو دیکھا جائے تو ظاہری طور پر ایک چھوٹا سا کاغذ کی مانند نظر آتا ہے۔ لیکن حساب کا ذخیرہ جو اس میں رکھا گیا ہے۔ اس کو اگر اوراق پر پھیلایا جائے۔ تو کتنا کاغذ درکار ہوگا؟ اگر انسان اپنی محدود عقل کے باوجود ایسے کام کر سکتا ہے کہ چند سال پہلے جن کا شمار ناممکنات میں ہوتا تھا تو کیا خالقِ کائنات قبر میں اپنے بندے کی موت کے بعد اپنے انداز میں جزا و سزا پر قادر نہیں ہو سکتا؟

اِس میں بھی ایک بہت بڑی حکمت ہے۔ اگر مرنے کے بعد انسان کے ساتھ جو کچھ ہوتا ہے۔ اس کا انسان کو ظاہری طور پر علم ہو جائے تو دنیا میں اس کا جینا محال ہو جائے۔ اسی لئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا۔

واللہ لو تعلمون ما اعلم لضحکتم قلیلا ولبکیتم "اللہ کی قسم۔ اگر تم وہ جان لیتے جو میں جانتا ہوں تو تم روتے زیادہ اور

---

[1] ابن ماجہ: باب ذکر القبور البلی: ص۳۱۶ - زوائد ابن حبان: ص۱۹۷۔

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

کثیرا ؎۱ ہنستے کم"

قبر کے عذاب کے بارے میں بہت سی احادیث جلیل القدر صحابہؓ سے مروی ہیں۔ لہٰذا ان کو حق مانتے ہوئے ہمیں چاہیئے کہ ان تمام ایسے کاموں سے بچیں جو قبر میں عذاب کا سبب بنتے ہیں اور ایسے اعمال اپنانے کی کوشش کریں جن کی بنا پر جنّتی لباس، جنّتی بچھونا اور جنّت کی ٹھنڈی ہوائیں نصیب ہو جاتی ہیں۔

تعزیت

تعزیت کا معنی ہے کہ میّت کے لواحقین اور اُس کے اہلِ خانہ کے لئے ایسے کلمات کہے جائیں جنہیں سُن کر اُن کے صدمہ و غم کا بوجھ ہلکا ہو جائے۔ اور قرآن و سُنّت کی تعلیم کے مطابق وہ صبر کریں۔

تعزیت کی بڑی ہی فضیلت ہے۔ کیونکہ رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا۔

ما من مومن یعزی اخاہ بمصیبۃ	"جو کوئی مومن اپنے بھائی کی مصیبت
الاکساہ اللہ سبحانہ من	پر تعزیت کرے گا تو اللہ سُبحانہٗ اسے
حلل الکرامۃ یوم القیامۃ ؎۲	قیامت کے روز عزّت کا حلّہ پہنائے گا۔"

چونکہ سب مسلمان آپس میں بھائی بھائی ہیں۔ اس لئے اگر ایک بھائی کو تکلیف پہنچتی ہے تو دُوسرے کا دینی اور اخلاقی فرض بنتا ہے کہ اس کی بھرپُور مدد کرے۔ اس کو حوصلہ اور تسلّی دے۔

؎۱ بخاری: ص ۱۴۲۔ مسلم: کتاب الکسوف: ص ۲۹۶: ج ۱۔

؎۲ ابن ماجہ: ص ۱۱۵۔ السنن الکبریٰ: ص ۵۹ ج ۴۔

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

اگر اس کا کوئی پیارا اس سے بچھڑتا ہے تو اس کے غم و حزن کو ہلکا کرنے کی کوشش کرے۔

لیکن ہمارے دوسرے معاملات کی طرح مرگ کے موقع پر بھی ایسے کام کئے جاتے اور تعزیت کا ایسا انداز اختیار کیا جاتا ہے جو سراسر اسلامی تعلیم کے خلاف ہوتا ہے۔

جب ہمارے ہاں کوئی مرگ ہوتی ہے تو عزیز و اقارب میت کے اہلِ خانہ کے پاس اس لئے نہیں جاتے کہ یہ اسلامی تعلیم ہے بلکہ دنیاداری کا لحاظ رکھتے ہوئے ہر شخص ایک رسم میں حصہ لیتا ہے۔

عزیز و اقارب جب میت کے قریبی سے ملتے ہیں تو پہلی بات جو ہر شخص کے منہ سے نکلتی ہے وہ یہ ہوتی ہے۔ جی بڑا ہی افسوس ہے۔ میت جوان ہو تو بے وقت موت کا تذکرہ بھی ضروری ہو جاتا ہے۔ بچے کی میت ہو تو بن کھلے مرجھا جانے والا جملہ بھی استعمال کیا جاتا ہے۔

غور طلب بات یہ ہے کہ زندگی موت اللہ کے ہاتھ میں ہے اور ہر انسان کی موت کا وقت اس نے مقرر کر رکھا ہے۔ اُس کے حکم سے جب کسی کی رُوح قبض کی جاتی ہے تو تعزیت کرنے والے اللہ تعالیٰ کے حکم سے ہونے والے معاملہ پر اظہارِ افسوس کرتے ہیں۔ حالانکہ مسلمان کو یہ تعلیم دی گئی ہے کہ اُس نے ہر حال میں اللہ کا شکر ادا کرنا ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بیٹی اپنے بیٹے کی موت پر آپ کو بلاتی ہے۔ آپ اس کے جواب میں ارشاد فرماتے ہیں۔

ان للہ ما اخذ ولہ ما اعطی وکل شئ عندہ باجل مسمی فلتصبر و لتحتسب [۱]	"بے شک اللہ ہی کے لئے ہے جو اُس نے لیا اور اسی کے لئے ہے جو اُس نے دیا۔ اور ہر شئی کا اس کے پاس وقت مقرر ہے۔ اس کو چاہیئے کہ صبر کرے اور اللہ سے اجر و ثواب کی اُمید رکھے"

---

[۱] بخاری: ص ۱۷۱، مسلم: ص ۳۰۱ ج ۱۔

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

اِس حدیث میں بُنیادی اصُول بیان کر دیا گیا ہے کہ جو کچھ انسان کے پاس ہے۔ وہ اللہ ہی کا ہے۔ لہٰذا مالک کی مرضی ہے کہ جب چاہے اپنی دی ہُوئی چیز واپس لے لے۔ اس لئے کسی بھی مسلمان کو یہ زیب نہیں دیتا کہ اللہ کے فعل پر افسوس کا اظہار کرے بلکہ جو کچھ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم نے اپنی بیٹی کے لئے ارشاد فرمایا وہی کچھ میّت کے اہل خانہ سے کہے اور ان کو صبر کی تلقین اور میّت کے لئے دُعائے خیر کرے۔ ان پر نازل ہونے والی مصیبت سے ان کی توجّہ کو ممکنہ حد تک ہٹانے کی کوشش کرے۔

میّت کو دفنانے کے بعد گھر میں دُعا کرنے کا سلسلہ

ہمارے ہاں یہ بھی رواج ہو گیا ہے کہ میّت کو دفنائے جانے کے بعد جو لوگ تعزیت کو آتے ہیں۔ ان میں سے ہر شخص جیسے ہی وہاں آتا ہے جہاں لوگ بیٹھے ہوئے ہوتے ہیں کہتا ہے۔ دعا کرو جی۔ اس کے منہ سے جملہ نکلنے کے ساتھ ہی سب لوگ دُعا کے لئے ہاتھ اٹھا لیتے ہیں۔ جب کوئی جانے کے لئے اجازت چاہتا ہے تو وہ پھر دعا کرواتا ہے۔

ظاہرہ طور پر تو اس میں کوئی قباحت دکھائی نہیں دیتی۔ کیونکہ دعا کا کوئی منکر نہیں ہو سکتا۔ لیکن دیکھنے کی بات تو یہ ہے کہ آیا رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم نے کبھی ایسا کیا یا کرنے کا حکم فرمایا۔ یا آپؐ کے بعد صحابہؓ میں اس کا معمول تھا؟ درحقیقت آنے والا باور کروانا چاہتا ہے کہ میں بھی تعزیت کے لئے حاضر ہو گیا ہوں۔ اگر آتے ہوئے اسے دیکھا نہیں گیا تو جاتے ہوئے تو ضرور اس کی حاضری لگ جائے گی۔

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

فاتحہ خوانی

میت کے اہل خانہ کے پاس آکر تعزیت کرنا۔ اُن کی دلجوئی اور سکون کا سبب بننا عین اسلامی تعلیم کے مطابق ہے۔ لیکن ہمارے معاشرے میں تعزیت کی بجائے فاتحہ خوانی نے جگہ لے لی ہے۔ بڑی عجیب بات یہ ہے کہ نمازِ جنازہ میں نماز کا حصّہ سمجھتے ہوئے سورۂ فاتحہ پڑھنا احناف کے نزدیک جائز نہیں۔ دُعا کے طور پر پڑھ لی جائے تو اس میں کوئی حرج نہیں۔ لیکن تعزیت کے لفظ کو چھوڑ کر ایک ایسی اصطلاح بنا لی گئی ہے۔ جو کسی بھی مُستند کتاب میں موجُود نہیں۔ اور یہ ایسی رائج ہو چکی ہے کہ ایک عام آدمی سے لے کر پاکستان کے صدر اور وزیر اعظم بھی استعمال کرتے ہیں۔ ٹی وی۔ ریڈیو، اور اخبارات بھی اسی مرض کا شکار ہیں۔

فاتحہ خوانی کا تجزیہ کیا جائے تو پتہ چلے گا کہ اس میں بھی آسانی کو اپنایا گیا ہے۔ کیونکہ میّت کے لئے نہ کسی کو دعا مانگنی آتی ہے اور نہ ہی تعزیت کے الفاظ اس کو یاد ہوتے ہیں۔ اِس لئے سُورہ فاتحہ پر ہی گزارہ کر لیا جاتا ہے۔ اگر کوئی زیادہ مہربان ہو جائے تو آخری تین قل والی سُورتیں پڑھ لیتا ہے۔

سُورۃ فاتحہ اور تینوں قل والی سُورتوں کا ترجمہ دیکھا جائے تو میّت کی بخشش کے لئے کوئی الفاظ نہیں ملتے۔

صحیح طریقہ

تعزیت کے لئے آنے والوں کو چاہیئے کہ جب وہ میّت کے قریبی عزیز سے ملیں تو پہلے اللہ کے قانون کے بارے میں اختصاراً چند جملے کہیں۔ پھر میّت کے بارے میں کہیں کہ اللہ تعالےٰ

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

اس کو جنّت الفردوس میں اعلیٰ مقام عطا فرمائے اور بعد میں کہیں کہ اللہ تعالیٰ آپ کو بھی صبرِ جمیل کی توفیق سے نوازے۔ یا موقع و محل کی مناسبت سے ہمدردی کا مسنون طریقہ سے اظہار کریں۔

دعا کرنا بڑی اچھی بات ہے۔ میّت کو یہی فائدہ پہنچا سکتی ہے۔ لیکن دُعا تنہائی میں یا نماز کے بعد کی جائے۔ دردِ دل اور خلوص کے ساتھ میّت کی نجات کے لئے بارگاہِ الٰہ میں عرض کیا جائے۔ دکھاوے اور دُنیاداری والی دُعا سے دُنیاوی فائدہ تو شاید کچھ حاصل ہو جائے لیکن قبر اور حشر میں اس کا کوئی اثر نہیں ہوگا۔

اگر کوئی شخص دُعا کرنا چاہتا ہے تو یہ اُس کا حق ہے۔ لیکن دوسروں کو زبردستی شریک کرنا۔ یہ اس کا حق نہیں۔ اس سے ایک نقصان یہ بھی ہوتا ہے کہ بار بار ہاتھ اٹھانے سے توجّہ اور دلجمعی ختم ہو جاتی ہے۔ دُعا نمود و نمائش اور رسم کی صورت اختیار کر جاتی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ اسلام نے ایسے طریقے کو رائج نہیں کیا۔

میّت پر سوگ اور عورت کی عدّت

ابن سیرینؒ سے مروی ہے کہ اُمِّ عطیہ کا ایک بیٹا فوت ہو گیا۔ جب تیسرا دن ہو گیا تو انہوں نے خوشبو منگوا کر لگائی اور کہا۔

نُهينا ان نحد اكثر من ثلاث الا لزوج	خاوند کے علاوہ کسی اور کی میّت پر ہمیں تین دن سے زیادہ سوگ منانے سے منع کیا گیا۔

زینبؓ بنت اُمِ سلمہؓ کی روایت ہے۔ جب ابُوسفیانؓ کی وفات کی خبر شام سے ام حبیبہؓ

ل بخاری: ص ۱۷۰۔

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

کو ملی تو انہوں نے تیسرے دن خوشبو منگوا کر اپنی گالوں اور باہوں پر لگائی۔ پھر اُنہوں نے کہا۔ مجھے اس کی ضرورت نہ تھی۔ لیکن میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم کو فرماتے سُنا ہے۔

لا یحل لامرأۃ تؤمن باللّٰہ	" اللہ اور یوم آخرت پر ایمان رکھنے والی
والیوم الآخر ان تحد علی میت	عورت کے لئے حلال نہیں کہ وہ خاوند
فوق ثلاث الا علی زوج فان	کے علاوہ کسی میّت پر تین دن سے
تحد علیہ اربعۃ اشہر وعشرا[1]	اُوپر سوگ منائے "

اسی طرح زینبؓ بنت جحش کے بارے میں بھی منقول ہے کہ جب ان کا بھائی فوت ہوا تو انہوں نے بھی ایسا ہی کیا۔ سوگ کے بارے میں وہی کیا جو اُمّ عطیہؓ اور اُمّ حبیبہؓ نے کیا تھا۔

حفصہؓ اور عائشہؓ سے بھی سوگ کے بارے میں اسی طرح منقول ہے[2]

واضح ہوا کہ بیوہ کے علاوہ کسی عورت کے لئے جائز اور حلال نہیں کہ وہ کسی میّت پر تین دن سے زیادہ سوگ میں رہے۔ جب عورت کے لئے یہ حکم ہے تو مرد کو کیسے اجازت ہوسکتی ہے کہ وہ عورت سے زیادہ سوگ منائے۔؟ عورت جب سوگ میں ہو تو اس کو اپنے آپ کو سجانے، بناؤ سنگھار کرنے اور مزیّن ہونے کی ممانعت ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم نے اس کو رنگے ہوئے کپڑے پہننے۔ خوشبو اور سرمہ لگانے سے منع فرمایا ہے[3]

بیوہ کی عدّت کی بھی وضاحت کر دی گئی ہے کہ اگر وہ حاملہ نہیں تو چار مہینے اور دس دن اپنے

---

[1] بخاری: ص ۱۰۷،۱۷۱ ا، مسلم: ص ۴۸۷ ج ا۔ نسائی: ص ۱۰۷-۱۰۸ ج ۲۔ ترمذی: ص ۱۷۷ ج ا۔ ابُوداؤد: ص ۳۱۴

[2] مسلم: ص ۴۸۸ ج ا۔ ابن ماجہ: ص ۱۵۱ [3] مسلم: ص ۴۸۸۔

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

گھر میں سادگی اختیار کرتے ہوئے بیٹھے اور عذرِ شرعی کے بغیر گھر سے نہ نکلے۔ اگر حاملہ ہو تو اس کی عدت وضعِ حمل ہے۔ [1]

قرآنِ پاک میں ارشاد ہوتا ہے۔

وَاُولَاتُ الْاَحْمَالِ اَجَلُهُنَّ اَنْ يَّضَعْنَ حَمْلَهُنَّ [2]	"اور حمل والی عورتوں کی عدت حمل سے فارغ ہونے تک ہے۔"

اسلام کی مقرر کردہ سوگ کی مدت کو اپنی مرضی سے بڑھانے کا کسی کو اختیار نہیں۔ اگر کوئی شخص یا گروہ ایسا کرے گا یا کرتا ہے تو وہ درحقیقت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی مخالفت کرتا ہے اللہ تعالیٰ نے ایسے لوگوں کے بارے میں قرآن حکیم میں ارشاد فرما دیا ہے۔

وَمَنْ يُّشَاقِقِ الرَّسُولَ مِنْۢ بَعْدِ مَا تَبَيَّنَ لَهُ الْهُدٰى وَيَتَّبِعْ غَيْرَ سَبِيْلِ الْمُؤْمِنِيْنَ نُوَلِّهٖ مَا تَوَلّٰى وَنُصْلِهٖ جَهَنَّمَ وَسَآءَتْ مَصِيْرًا [3]	"جس نے ہدایت کے واضح ہو جانے کے بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی مخالفت کی۔ اور مومنوں کی راہ کو چھوڑ کر کسی اور راہ پر چلا تو ہم اس کو اسی پر چلا دیتے ہیں پھر اس کو جہنم میں ڈال دیتے ہیں اور جہنم بہت برا ٹھکانا ہے۔"

یہاں ایک بڑا لطیف نکتہ سامنے یہ بھی آیا کہ جو اللہ کے رسول کی نافرمانی کرتا ہے تو اللہ اپنے قانون کے مطابق اسے اسی پر لگا دیتا ہے۔ پھر اچانک اسے پکڑتا ہے اور جہنم کا ایندھن بنا دیتا ہے۔ بڑا ہی بدنصیب ہے وہ شخص جسے اپنی غلطی کا احساس نہیں ہوتا اور برائی کو اچھائی سمجھ کر گمراہی

---

[1] ترمذی: ص ۱۷۷ ج ۱۔ [2] سورۃ الطلاق: آیت ۴۔

[3] سورۃ النساء: آیت ۱۱۵۔

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

پر قائم رہتا ہے۔ اپنے کئے پر ندامت کا اظہار کر کے اور اللہ کے سامنے جھک کر اپنے گناہوں کو معاف نہیں کرواتا۔ سرکشی اور نافرمانی کا مظاہرہ کرتے ہوئے اس کی رحمت سے محروم رہتا ہے۔ نعوذ باللہ من ذلک۔

میّت کے اہلِ خانہ کے لئے کھانا

عبداللہ بن جعفرؓ سے مروی ہے کہ جب جعفرؓ کی شہادت کے بارے میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو معلوم ہوا تو آپ نے ارشاد فرمایا۔

اصنعوا لاٰل جعفر طعاما	آل جعفرؓ کے لئے ایک کھانا بناؤ اس لئے کہ
فانه قد اتاهم امر يشغلهم[1]	اُن کو ایسی خبر پہنچی ہے جو انہیں مشغول کر دے گی۔

یعنی آلِ جعفرؓ کو ان کی شہادت کا اتنا صدمہ ہوگا کہ کھانا بنانے کا بھی ان کو خیال نہیں رہے گا۔ اِس لئے تم ان کے لئے ایک کھانا تیار کرو۔

یہی ایک روایت ہے جس کو سامنے رکھتے ہوئے ہمارے ہاں ایک کھانا نہیں بلکہ کئی پُرتکلّف کھانوں کا التزام کیا جاتا ہے۔ میّت کی اگر کوئی بہو ہو تو یہ فریضہ اس کے والدین یا بھائیوں کے ذمّے لگ جاتا ہے۔ اگر ایک سے زیادہ بہوئیں ہوں تو دنیاداری اور دکھاوے کا مقابلہ شروع ہو جاتا ہے۔ یہ رسم بھی ہماری طرف ہندو معاشرے سے تعلّق رکھنے کے ناطے سے منتقل ہوئی ہے۔ اسلام میں اس کا کوئی نشان نہیں ملتا۔

---

[1] ابن ماجہ، ص ۱۱۵۔ ابوداؤد: ص ۴۴۷۔ مُسند احمد: ص ۳۷۰ ج ۶۔ ترمذی: ص ۱۵۱ ج ۱۔ مصنّف عبدالرزاق: ص ۵۵۰ ج ۳۔ المستدرک: ص ۳۷۲ ج ۱۔

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

دیکھنے کی بات یہ ہے کہ رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم نے اپنے گھر والوں کو اپنے چچا زاد بھائی جعفرؓ کی شہادت پر ایک کھانا بنانے کا حکم دیا۔ جعفرؓ کی بیوی کے رشتہ داروں یا صحابہؓ سے ارشاد نہیں فرمایا۔ اس سے پہلے مسلمانوں میں اس کا رواج نہ تھا۔ یہی وجہ ہے کہ اسے صرف مستحب کہا گیا ہے۔ جس طرح ہمارے ہاں واجب ہو گیا ہے۔ اس کا کوئی ثبوت نہیں ملتا۔ بلکہ یہ نوحہ کی ایک صورت ہے۔ جیسا کہ جریر بن عبداللہ البجلیؓ سے مروی ہے۔

قال كنا نرى الاجتماع الى اهل الميّت وصنعة الطعام من النياحة۔	انہوں نے کہا کہ اہلِ میّت کے پاس جمع ہونا اور کھانا تیار کرنا۔ ہم اسے نوحہ خیال کیا کرتے تھے۔

امام احمد بن محمد بن اسمٰعیل الطحطاوی الحنفی المتوفیٰ ۱۲۳۱ھ نے نقل کیا ہے۔

ويكره الجلوس على باب الدار للمصيبة فان ذلك عمل اهل الجاهلية و نهى النبىّ صلّى الله عليه وسلّم ذلك وتكره فى المسجد۔	کسی مصیبت کے نازل ہونے پر گھر کے دروازہ پر بیٹھنا مکروہ ہے۔ اس لئے کہ یہ اہلِ جہالت کا عمل تھا۔ اور رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے اس سے منع فرمایا ہے۔ یہ مسجد میں بھی مکروہ ہے۔
وتكره الضيافة من اهل الميت لانها شرعت فى السرور ولا فى الشرور وهى بدعة مستقبحة	اہلِ میّت کی طرف سے دعوت دینا بھی مکروہ ہے۔ کیونکہ خوشی میں جائز ہے اور غمی میں اس کا جواز نہیں اور یہ قبیح بدعت ہے اس لئے کہ

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

وقال علیہ السّلام لا عقر فی الاسلام وھو الذی کان یعقر عند القبر بقرۃ او شاۃ [1]	رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا کہ "عقر" اسلام میں جائز نہیں۔ عقر کا معنی یہ ہے کہ قبر کے پاس گائے یا بکری ذبح کی جائے۔

خطابی اور ابن اثیر سے مروی ہے کہ زمانۂ جہالت میں لوگ قبروں کے پاس اونٹ ذبح کیا کرتے تھے اور ان کا کہنا تھا کہ مرنے والا اپنی زندگی میں مہمانوں کے لئے اونٹ ذبح کیا کرتا تھا۔ موت کے بعد ایسا کرنا اس کو فائدہ دے گا۔ چونکہ اہلِ جہالت کی یہ عادت تھی۔ لہٰذا اس سے منع کیا گیا اور ڈرایا گیا [2]

امام الطحطاوی الحنفیؒ نے رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کے ارشادِ مبارک "اِصْنَعُوْا لِاٰلِ جَعْفَرٍ طَعَامًا" سے استدلال کرتے ہوئے لکھا ہے۔

یستحب لجیران المیت والاباعد من اقاربہ تھیئۃ طعام لاھل المیّت یشبعھم یومھم ولیلتھم [3]	میّت کے ہمسایوں اور دُور کے رشتہ داروں کے لئے مستحب ہے کہ وہ اہلِ میّت کے لئے ایسا کھانا بھیجیں جو اُن کو رات اور دن کے لئے کافی ہو۔

معلوم ہوا کہ اہلِ میّت کے لئے صرف ایک کھانا دینا سنّت ہے لیکن وہ ہمسایہ یا قریبی رشتہ دار کی طرف سے ہو جیسا کہ رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے اپنے چچا زاد بھائی کے

---

[1] حاشیہ الطحطاوی : ص ۵۱۰ [2] نیل الاوطار: ص ۱۰۴ - ۱۰۵ - ج ۴ -

[3] حاشیہ الطحطاوی : ص ۵۱۰۔

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

لئے تیار کروایا۔ لہٰذا بیٹوں کی بیویوں کے عزیزوں کو اس کی تکلیف دینا اسلامی تعلیم کے مطابق نہیں۔

ہمارے ہاں ایک رواج یہ بھی ہے کہ اہل میّت کے ساتھ بہت سے رشتہ دار عزیز بھی میّت کے گھر واپس آکر کھانا کھانے میں شریک ہو جاتے ہیں۔ جو مقامی نہ ہوں۔ ان کے شریک ہونے کی وجہ تو سمجھ میں آتی ہے۔ لیکن مقامی حضرات کا کھانے میں شریک ہونا بالکل غیر مناسب اور غیر شرعی ہے۔ اسلامی تعلیم یہ ہے کہ میّت کو دفنانے تک اس کے لواحقین کے ساتھ رہا جائے۔ جیسے ہی وہاں سے فراغت ہو میّت کے حق میں کلمۂ خیر کہنے کے بعد اجازت لے لی جائے۔ پھر ہو سکے تو میّت کو اپنی دعاؤں میں یاد رکھا جائے۔

قرآن خوانی اور رسم قل

ہمارے ہاں یہ بھی معمول بن گیا کہ تیسرے دن عزیز و اقارب اور دوست و احباب جمع ہو کر میّت کے لئے قرآن خوانی کرتے ہیں۔ پھر پھل وغیرہ رکھ کر رسم قل ادا کی جاتی ہے۔ اور پڑھے ہوئے قرآن کا اجر و ثواب مرنے والے کی روح کو بخش دیا جاتا ہے۔ یہ بھی ایسا عمل ہے کہ جس کی قرآن و سنّت میں کوئی اصل نہیں۔ جنازے کے بارے میں جو کچھ لکھا جا چکا ہے۔ اس سے اندازہ لگایا جا سکتا ہے۔ کہ اسلام میں میّت سے متعلقہ مسائل کو کتنی تفصیل کے ساتھ بیان کر دیا گیا ہے۔ اگر کوئی بات ادھوری رہ گئی تھی تو اللہ تعالےٰ اپنے حبیب صلّی اللہ علیہ وسلّم پر کبھی یہ نازل نہ فرماتا۔

اَلْيَوْمَ اَكْمَلْتُ لَكُمْ دِيْنَكُمْ [1] — "آج میں نے تمہارے لئے تمہارے دین کو مکمل کر دیا ہے"

---

[1] سورۃ المائدہ: آیت ۳۔

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:۔

خیر الناس قرنی ثم الذین	لوگوں میں بہترین زمانہ میرا، پھر صحابہؓ کا پھر
یلونھم ثم الذین یلونھم[۱]	اس کے بعد تابعین کا۔

اگر یہ عمل اچھا اور فائدہ بخش ہوتا تو خیر القرون میں ضرور اس پر عمل ہوتا اور اُمّت محمدیہ کو اپنانے کا حکم دیا جاتا۔ اگر کامل دین میں اس کا ثبوت نہیں ملتا۔ تو ظاہر ہے کہ یہ اسلام کا حصہ نہیں بلکہ دوسری غیر اسلامی رسموں کی طرح یہ بھی ہندوازم سے ماضی میں منسلک رہنے کا نتیجہ ہے۔ لہٰذا ہمیں وہی کچھ کرنے کی کوشش کرنی چاہیئے۔ جو خیر القرون سے ثابت ہو۔ بہتر یہ ہے کہ ہر شخص خود اپنے طور پر قرآن پڑھے اور اپنے عزیز قریبی کی مغفرت کے لئے دُعا کرے۔

ایصالِ ثواب

قرآن حکیم میں اللہ تعالیٰ نے بنیادی اصول بیان کر دیا ہے۔

وَلَا تَزِرُ وَازِرَةٌ وِزْرَ اُخْرٰى[۲]	"کوئی جان کسی دوسرے کا بوجھ نہیں اٹھائے گا"
وَمَنْ يَّعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ خَيْرًا	جو کوئی رائی کے دانے کے برابر نیکی کرے گا
يَّرَهٗ وَمَنْ يَّعْمَلْ مِثْقَالَ	تو اس کو دیکھے گا اور جو کوئی رائی کے دانے کے
ذَرَّةٍ شَرًّا يَّرَهٗ[۳]	برائی کا مرتکب ہوگا تو اُسے دیکھے گا۔
ان لَّيْسَ لِلْاِنْسَانِ اِلَّا مَا سَعٰى[۴]	انسان کے لئے وہی ہے جو کچھ اُس نے کیا۔

---

[۱] بخاری، کتاب الشہادات ص ۳۶۲ ایضاً باب فضائل اصحاب النبی صلی اللہ علیہ وسلم ص ۵۱۵

[۲] سورۃ الانعام آیت ۱۶۴ سورہ بنی اسرائیل آیت ۱۸۔ سورۃ فاطر آیت ۱۸۔ سورہ الزمر آیت ۷۔ سورہ النجم: آیت ۳۸۔

[۳] سورہ الزلزال۔ آیت ۷۔۸ [۴] سورۃ النجم آیت ۳۹۔

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

یعنی ہر شخص کو قیامت کے روز اس کے عمل کے مطابق جزا یا سزا ملے گی۔ کسی پر کوئی ظلم نہیں ہوگا۔ معمولی سی نیکی بھی ہوگی۔ تو وہ بھی اس کے حساب میں موجود ہوگی۔ وہ ایسا دن ہوگا کہ کوئی کسی کا بوجھ اٹھانے کے لئے تیار نہ ہوگا۔ ہر نفس اپنی نجات کی فکر میں ہوگا۔ لہٰذا عقلمند انسان وہی ہے جو دنیا میں خود ایسے عمل کرے۔ جو قبر و حشر میں اس کے کام آنے والے ہوں۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔

الکیس من دان نفسه	"عقلمند وہ ہے جو اپنے نفس کا محاسبہ
وعمل لما بعد الموت	کرے اور ایسے کام کرے جو مرنے کے بعد
والعاجز من اتبع	اس کے کام آنیوالے ہوں۔ بیوقوف وہ ہے جو
نفسه هواها وتمنی	اپنے نفس کو اپنی خواہشات کے پیچھے لگا دے
علی الله۔	اور پھر اللہ سے بخشش کی تمنا کرے [1]

جو عمل انسان کے کام آنے والے ہیں۔ احادیث میں ان کی بھی وضاحت کر دی گئی ہے۔

ابو ہریرہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

اذا مات الانسان انقطع	جب انسان فوت ہوتا ہے تو تین عملوں کے
عنه عمله الا ثلاثة الا صدقة	سوا باقی سب عمل منقطع ہو جاتے ہیں اور وہ صدقہ
جارية او علم ينتفع به	جاریہ ہے یا وہ علم جس سے فائدہ اٹھایا جائے
او ولد صالح يدعوله [2]	یا نیک صالح اولاد جو اس کے لئے دعا کرے۔

---

[1] ترمذی: ص ۸۲ ج ۲۔ ابن ماجه: ص ۳۱۴۔ احمد: ص ۱۲۴ ج ۴۔

[2] مسلم: ص ۴۱ ج ۲۔ ترمذی: ص ۲۰۰ ج ۱۔ النسائی: ص ۱۲۲ ج ۲۔ مسند احمد: ص ۲۷۲ ج ۲۔

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

یعنی جب انسان عالمِ دنیا سے عالمِ برزخ میں منتقل ہوتا ہے۔ تو دنیا سے اس کا رابطہ اور تعلق ختم ہو جاتا ہے۔ اگر وہ چاہے کہ عالمِ برزخ میں دنیا جیسے عملوں کو جاری رکھ کر اپنے نامۂ اعمال میں نیکیوں کو بڑھائے تو وہاں یہ ممکن نہ ہوگا۔ کیونکہ دنیا جو اس کے لئے دارالعمل تھی۔ اس سے کوچ کرنے کے ساتھ ہی عملوں کو جاری رکھنے والی بات منقطع ہو جاتی ہے اور عالمِ برزخ میں صرف جزا یا سزا کا معاملہ اس سے کیا جاتا ہے لیکن انسان کے تین عمل ایسے ہیں کہ اس کے مرنے کے بعد بھی ان کے اجر کا سلسلہ ٹوٹتا نہیں بلکہ جاری رہتا ہے۔

اس کی مزید وضاحت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم کے دوسرے ارشاد مبارک سے یوں ہوتی ہے

ان مما يلحق المؤمن من	"بے شک مومن کو اس کے عمل اور نیکیوں
عمله وحسناته بعد موته	میں سے موت کے بعد بھی جن کا اجر ملتا ہے
علما علمه ونشره او ولدا	وہ علم ہے جو اس نے سکھایا اور پھیلایا یا نیک
صالحا تركه او مصحفا	صالح اولاد ہے جو اس نے چھوڑی، یا قرآن
ورثه او مسجدا بناه او بيتا	ہے جس کا اُس نے کسی کو وارث بنایا یا اس نے
بناه لابن السبيل اونهرا اكراه	مسجد بنائی یا مسافروں کے لئے کوئی سرائے
اوصدقة اخرجها من	تعمیر کرائی یا لوگوں کے لئے نہر کھدوائی یا اپنے مال
ماله فى صحته وحياته	میں سے اپنی زندگی میں اس وقت صدقہ نکالا جب وہ
تلحقه من بعد موته [1]	صحتمند تھا تو ان کاموں کا اجر اُسے اسکی موت کے بعد بھی ملتا رہیگا"

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم کے ارشاد کے مطابق مومن بندے کو اس کی موت کے بعد بھی ان عملوں پر ثواب ملتا ہے۔ جن کے ذریعے اس نے عوام الناس کو فائدہ پہنچانے کی کوشش کی تھی۔

---

[1] ابن ماجہ باب ثواب معلم الناس، ص ۲۲۔

www.KitaboSunnat.com

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

حافظ قاری تھا۔ تو لوگوں کو قرآن پڑھایا۔ عالم تھا تو لوگوں تک قرآن وسنّت کے علم کو پہنچایا۔ مالدار تھا۔ تو اللہ کی مخلوق کی سہولت کے لئے مساجد بنوائیں۔ مسافر خانے تعمیر کروائے۔ پمپ لگوائے۔ اور نہریں کھدوائیں۔ یعنی رفاہِ عامہ کے لئے یہ سب کچھ اُس نے اپنی زندگی میں تندرستی کی حالت میں کیا۔ جب تک اُس کے کئے ہوئے کاموں سے لوگوں کو فائدہ پہنچتا رہے گا۔ اس کو اَجر وثواب ملتا رہے گا۔ اسی طرح جس مومن نے اپنی زندگی میں اپنی اولاد کی اچھّی تربیت کی۔ اسلامی تعلیم کے زیور سے ان کو آراستہ وپیراستہ کیا۔ وہ اولاد جب بھی کوئی نیک کام کرے گی تو اُس کے والدین خود بخود اس کے اَجر میں شریک ہوجائیں گے۔ نیّت کرنے کی بھی ان کو ضرورت نہ ہوگی۔ کیونکہ رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے ارشاد فرمایا:۔

ولد الانسان من سعیہ [1] "انسان کی اولاد اس کی کمائی ہے۔"

عائشہؓ سے مروی ہے۔ ایک شخص نے رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کی خدمت میں عرض کیا۔ میری ماں اچانک فوت ہوگئی۔ میرا خیال ہے کہ اگر اسے بات کرنے کی مہلت ملتی تو وہ صدقہ کرتی۔

فھل لھا اجران تصدقت عنھا قال نعم [2] — اگر میں اس کی طرف سے صدقہ کروں تو کیا اس کو اجر ملے گا۔ آپ نے فرمایا۔ ہاں۔

عبداللہ بن عباسؓ سے مروی ہے۔ حضرت سعدؓ بن عبادہ نے رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم سے دریافت کیا۔

ان امی ماتت وعلیھا نذر — میری ماں فوت ہوگئی ہے اُس پر ایک نذر تھی

---

[1] نیل الاوطار: ص ۱۰۰ ج ۲۔

[2] بخاری: کتاب الجنائز: ص ۱۸۶۔ کتاب الوصایا: ص ۳۸۶۔ مسلم: کتاب الوصیۃ: ص ۴۱۔ ج ۲۔

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

فقال اقضه عنها [1] آپ نے فرمایا اس کو پورا کرو۔"

ابن عباسؓ کی دوسری روایت کے مطابق جب سعدؓ کی والدہ فوت ہوئیں۔ تو وہ اس وقت مدینہ میں موجود نہ تھے۔ انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کیا۔ میری ماں کی جب وفات ہوئی۔ اُس وقت میں مدینہ میں موجود نہ تھا۔ اگر میں اس کی طرف سے صدقہ کروں۔ کیا اُس کو فائدہ پہنچے گا؟ آپ نے فرمایا۔ ہاں۔

سعدؓ نے عرض کیا۔ میں آپ کو گواہ بناتا ہوں کہ میں نے مخراف والے باغ کو اُس کی طرف سے صدقہ کر دیا [2]

حضرت سعدؓ بن عبادہ کی والدہ ماجدہ کی وفات ۵ھ میں ہوئی۔ اس وقت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم غزوہ دومۃ الجندل میں مصروف تھے۔ اور سعدؓ بھی آپ کے ساتھ تھے۔ جب آپ واپس تشریف لائے تو آپؐ نے ان کی قبر پر ان کی نماز جنازہ پڑھی [3]

امام مالکؒ نے نقل کیا ہے حضرت سعدؓ بن عبادہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ کسی غزوہ میں تھے۔

فحضرت امه الوفات	کہ مدینہ میں ان کی والدہ قریب المرگ
بالمدينة فقيل لها	ہو گئیں۔ ان سے کہا گیا کوئی وصیت
اوصى قالت فيم اوصى	کر دیں۔ انہوں نے کہا کیا وصیت کروں!
انما المال مال سعد	مال تو سعدؓ کا ہے۔ پھر سعدؓ کے آنے سے

---

[1] بخاری، ص ۳۸۶ [2] بخاری، ص ۳۸۶۔ مصنف عبد الرزاق، ص ۵۹۔ ج ۹۔

[3] فتح الباری، ص ۳۸۶۔ ج ۵۔ طبقات ابن سعد (اردو) ص ۱۵۲ جلد ۴۔

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

فتوفيت قبل ان يقدم سعد	پہلے ان کی وفات ہو گئی۔ جب سعد آئے
فلما قدم سعد بن عبادة	تو ان کو یہ بتا دیا گیا۔ چنانچہ سعدؓ نے
ذكر له ذلك فقال سعد	عرض کیا اے اللہ کے رسول! اگر میں ان
يا رسول الله هل ينفعها ان	کی طرف سے صدقہ کروں تو ان کو فائدہ
اتصدق عنها؟ فقال رسول الله	پہنچے گا؟ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
صلى الله عليه وسلم نعم [1]	نے ارشاد فرمایا۔ ہاں "

حضرت سعدؓ بن عبادۃ اور ان کی والدہ ماجدہ کے واقعہ میں ہمارے لئے بہترین راہنمائی ہے۔ ماں بیٹے دونوں نے سیّد الانبیاء محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم سے براہِ راست فیض حاصل کیا۔ نورِ نبوّت سے اپنے سینوں کو منوّر کیا۔ اسلامی تعلیم کو دل وجان سے اپنایا۔ اللہ اور اُس کے رسُول صلّی اللہ علیہ وسلّم کی اطاعت کو اپنی زندگیوں کا مقصود و مطلوب بنایا۔ بیٹے کی غیر موجودگی میں ماں اللہ کو پیاری ہو جاتی ہے۔ اور بیٹے کو ان کے آخری وقت کے بارے میں جو کچھ بتایا جاتا ہے۔ بیٹا اُس سے نتیجہ نکالتا ہے کہ اگر میری ماں کے پاس مال ہوتا تو وہ ضرور صدقہ کرتیں۔ ماں کی خواہش کا احترام کرتے ہوئے بیٹے نے اپنا بہترین باغ اللہ کی راہ میں صدقہ کر دیا۔

مومنہ ماں کا مومن بیٹا ویسے ہی صدقہ جاریہ تھا۔ اس لئے جب رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم سے مسئلہ پُوچھا گیا تو آپ نے فرمایا۔ ہاں۔ تیری ماں کو فائدہ پہنچے گا۔ لیکن دیکھنے کی بات تو یہ ہے کہ جب اکثریّت مسلمانوں کی دین سے دُور ہو گئی۔ ہر شخص مال کمانے کی دوڑ میں کوشاں ہو گیا۔

---

[1] تنویر الحوالک شرح موطا امام مالک : باب صدقة الحی عن المیت : ص ١٢٩ - ١٣٠ ج ٢ -

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

اگر ماں باپ نے اللہ کی راہ میں جائداد کا کچھ حصّہ وقف کر دیا۔ تو اولاد نے کسی نہ کسی طریقہ سے اسے اپنے نام منتقل کروالیا۔ پھر دنیا کو دکھانے کے لئے قرآن خوانی اور دیگیں چڑھانے پر وقتی زور صرف کر دیا اور اس گھرانے میں تو اس کا خاص طور پر اہتمام کیا جاتا ہے، جہاں بے دینیت کا دور دورہ ہوتا ہے۔ کیا ایسے حالات میں کوئی کسی کو فائدہ پہنچانے کا سبب بن سکتا ہے۔؟

حافظ ابن حجر عسقلانی اور امام نووی نے نقل کیا ہے کہ حضرت سعدؓ والی حدیث سے میّت کے لئے صدقہ کرنے کا جواز اور استحباب ثابت ہوتا ہے۔ میّت اور صدقہ کرنے والے دونوں کو اس سے فائدہ بھی پہنچتا ہے۔ خاص طور پر جب اولاد اپنے والدین کے لئے صدقہ کرتی ہے لیکن یہ عام حکم میں سے خاص ہے۔ کیونکہ اللہ تعالےٰ نے فرمادیا ہے۔

وَاِنْ لَّیْسَ لِلْاِنْسَانِ اِلَّا مَا سَعٰی - ۳۹ النجم	انسان کے لئے وہی کچھ ہے جو اُس نے اپنی زندگی میں کمایا[1]

اللہ تعالےٰ کا عام قانون یہ ہے کہ ہر شخص پہلے اسلامی تعلیم کے مطابق زندگی بسر کرے۔ والدین اور اولاد سب ایمان کی دولت سے مالا مال ہوں۔ پھر اس میں سے خاص رعایت یہ رکھی گئی، کہ نیک والدین کی نیک اولاد کے نیک عملوں پر ملنے والے اجر میں فوت شدہ والدین کو بھی شریک بنا دیا گیا۔

حضرت ابراہیم علیہ السلام خلیل اللہ ہونے کے باوجود اپنے گمراہ باپ کو فائدہ نہ پہنچا سکے۔ تو آج اس کا سلسلہ کیسے قائم ہو سکتا ہے؟

ابوہریرہؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ ابراہیم علیہ السلام کی ملاقات قیامت کے روز اپنے باپ آزر سے اس حال میں ہوگی کہ اس کا چہرہ خاک اور دھوئیں کی وجہ سے

---

[1] فتح الباری: ص۲۹۰ ج ۵ حاشیہ صحیح مسلم: ص   ایضاً نیل الاوطار: ص ۹۹ ج ۴۔

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

سیاہ ہوگیا ہوگا۔ ابراہیم علیہ السلام اس سے کہیں گے۔ کیا میں نے آپ سے نہ کہا تھا کہ میری نافرمانی نہ کریں؟ اُن کا باپ کہے گا۔ آج میں تیری نافرمانی نہیں کروں گا۔ ابراہیم علیہ السّلام بارگاہِ الٰہی میں عرض کریں گے۔ اے میرے ربّ! تو نے مجھ سے وعدہ کیا تھا کہ قیامت کے روز مجھے رسوا نہیں کریگا۔ اس سے بڑھ کر اور کیا رسوائی ہوسکتی ہے کہ میرا باپ تیری رحمت سے دُور ہوگیا۔ اللہ تعالیٰ فرمائے گا۔

انی حرمت الجنّة علی الکافرین	بے شک میں نے کافروں پر جنّت حرام کردی ہے

پھر ابراہیم علیہ السّلام سے کہا جائے گا۔ اے ابراہیم! تمہارے قدموں کے نیچے کیا ہے؟ تو وہ دیکھیں گے کہ ان کے باپ کو کیچڑ میں لت پت ہونے والے بجو کی صورت میں بدل دیا گیا ہے۔ پھر اس کو ٹانگوں سے پکڑ کر جہنّم میں ڈال دیا جائے گا۔[1]

حضرت نوح علیہ السّلام کے سامنے ان کے بیٹے کو غرق کردیا گیا۔ جب اُنہوں نے اپنے ربّ کی بارگاہ میں عرض کیا۔ اے اللہ! میرا بیٹا میری آنکھوں کے سامنے ڈوب گیا تو اللہ تعالیٰ کی طرف سے ارشاد ہُوا۔

اِنَّهٗ لَيْسَ مِنْ اَهْلِكَ ۚ اِنَّهٗ	وہ تیرے اہل میں سے نہیں اس لئے کہ
عَمَلٌ غَيْرُ صَالِحٍ فَلَا تَسْـَٔلْنِ	اس کے عمل نیک نہیں پس ہم سے اس کا سوال
مَا لَيْسَ لَكَ بِهٖ عِلْمٌ ۭ اِنِّىْٓ	نہ کر جس کا تجھے علم نہیں۔ میں تجھے نصیحت
اَعِظُكَ اَنْ تَكُوْنَ مِنَ	کرتا ہوں۔ کہ تم کہیں جہلاء میں سے نہ
الْجٰهِلِيْنَ [2]	ہوجاؤ۔

حضرت ابراہیم علیہ السّلام اور حضرت نوح علیہ السّلام کے واقعات سے عیاں ہوا کہ ایصالِ ثواب

---

[1] بخاری: ص ۴۷۳۔ [2] سورہ ہود آیت ۴۶

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

کا سلسلہ اسی وقت قائم ہوگا۔ جب باپ بیٹا دونوں دیندار اور قرآن و سُنّت کے مطابق عمل کرنیوالے ہوں گے جیسا کہ صحابہؓ تھے۔

میّت کی طرف سے حج کرنا

عبداللہ بن عباسؓ سے مروی ہے کہ جُہینہ قبیلے کی ایک عورت نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کیا۔

ان امی نذرت ان تحج	بے شک میری ماں نے حج کرنے کی نذر مانی
فلم تحج حتی ماتت	تھی لیکن وہ حج نہ کر پائی جہاں تک کہ اس کی
فاحج عنها قال حجی عنها	موت واقع ہو گئی کیا میں اس کی طرف سے حج
ارأیت لو کان علی	کروں؟ آپ نے فرمایا حج کرو۔ تیرا کیا خیال ہے
امك دین اکنت قاضیة	اگر تیری ماں پر قرض ہوتا کیا تو اسے ادا کرتی؟
اقضوا اللہ فاللہ احق	اللہ کا قرض ادا کرو۔ اللہ زیادہ حقدار ہے کہ
بالوفاء [1]	اس کی نذر کو پورا کیا جائے۔"

اسی طرح خثعم قبیلے کی ایک عورت نے حجّۃ الوداع کے موقع پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم کی خدمت میں عرض کیا۔

ان فریضة اللہ علی عباده	بے شک اللہ تعالیٰ کا اپنے بندوں پر حج کے
فی الحجّ ادرکت ابی شیخا کبیرا	بارے میں جو فرض ہے اس نے میرے بہت بوڑھے

---

[1] بخاری: ص ۵۰ - [2] بخاری: ص ۲۵۰ - مسلم: ص ۴۳۱ ج ۱۔

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

لا یستطیع ان یستوی علی الراحلة فھل یقضی عنہ ان احج عنہ قال نعم[1]

باپ کو اس حال میں پایا ہے کہ وہ سواری پر بیٹھ نہیں سکتا۔ میں اس کی طرف سے اگر حج کروں تو کیا اس کا فریضہ ادا ہو جائیگا؟ آپ نے فرمایا۔ ہاں"

سب سے پہلے یہ سمجھ لینا چاہیئے کہ حج زندگی میں ایک بار ان پر فرض ہے جو اس کی استطاعت رکھتے ہوں جیسا کہ اللہ تعالےٰ نے خود قرآن حکیم میں واضح فرما دیا ہے۔

لِلّٰہِ عَلَی النَّاسِ حِجُّ الْبَیْتِ مَنِ اسْتَطَاعَ اِلَیْہِ سَبِیْلًا

"اللہ کے لئے لوگوں پر حج فرض ہے۔ جو اس کی استطاعت ہوں"

استطاعت سے مراد یہ ہے کہ مسلمان کے پاس اتنا مال ہو۔ کہ سفر کے دوران میں اسے کسی تنگی کا سامنا نہ کرنا پڑے اور اس کی واپسی تک گھر والوں کا بھی گذارا اچھا ہوتا رہے صحت اور تندرستی کے اعتبار سے بھی وہ کسی کا محتاج نہ ہو۔ اگر استطاعت میں ضعف یا کمی موجود ہے تو پھر حج کی فرضیت ساقط ہو جاتی ہے۔ کیونکہ ارشادِ باری تعالیٰ ہے۔

لَا یُکَلِّفُ اللّٰہُ نَفْسًا اِلَّا وُسْعَھَا[2]

اللہ تعالیٰ کسی جان کو اسکی طاقت سے زیادہ تکلیف نہیں دیتا

اولاد اگر چاہے تو والدین کی طرف سے حج اور عمرہ ادا کر سکتی ہے۔ اس لئے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایسا کرنے کی اجازت دی[3]

جس عورت کے بارے میں مسئلہ پوچھا گیا اس نے حج کی نذر مان رکھی تھی لیکن موت نے اس کی نذر پوری کرنے کی مہلت نہ دی۔ اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ وہ حج کی استطاعت رکھتی تھی خیال

---

[1] سورہ آل عمران: آیت ۹۷ [2] سورۃ البقرۃ: آیت ۲۸۶

[3] ابوداؤد: ص ۲۵۲ ۔ ترمذی: ص ۱۴۴ ج ۱۔ ابن ماجہ: ص ۲۰۸

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

رہے کہ جب کوئی نذر مانتا ہے تو وہ اللہ سے ایک عہد کرتا ہے۔ چنانچہ جب تک عہد پورا نہیں ہوتا۔ تو وہ اس پر قرض رہتا ہے۔ اسی لئے آپ نے فرمایا کہ اللہ زیادہ حقدار ہے کہ اُس کا قرض ادا کیا جائے۔ لہٰذا اس کی نذر پوری کرے۔

جس بوڑھے باپ کے بارے میں سوال کیا گیا وہ مالی استطاعت تو رکھتا تھا لیکن جسمانی طور پر معذور تھا۔ سائلہ کے دینی اور والد کی خدمت کرنے کے جذبے کو دیکھ کر آپ نے فرمایا تو اس کی طرف سے حج کر تمہارے حج کرنے سے تمہارے باپ کا فریضہ ادا ہو جائے گا۔

آپ نے دو عورتوں کو ماں باپ کی طرف سے حج کرنے کی اجازت دی معلوم ہوا کہ عورت بھی مرد کی طرف سے حج یا عمرہ کر سکتی ہے۔

ابن عباسؓ سے یہ بھی مروی ہے کہ اپنے باپ کے لئے حج کرنے کی اجازت چاہنے والے ایک شخص سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

حجّ عن ابیك فان لم یزده خیرًا لم یزده شرًّا[1]	"اپنے باپ کی طرف سے حج کر۔ اگر اس سے اس کی بھلائی میں اضافہ نہیں ہوتا تو برائی میں بھی اضافہ نہیں ہوگا۔"

آپ نے حجّ سے روکا نہیں بلکہ کرنے ہی کی رغبت دلائی۔ کیونکہ حجّ کی مشقت اٹھانے والے کا عمل ضائع نہیں ہوتا۔ بہتر اور اُولیٰ یہ ہے کہ بیٹا یا بیٹی خود اپنے والدین کی طرف سے حج کرے۔ اس لئے کہ والدین کے لئے صدقہ جاریہ ہونے کی صورت میں انشاء اللہ تعالیٰ ضرور فائدہ پہنچانے کا سبب اور ذریعہ بنیں گے اور خود بھی عند اللہ ماجور ہوں گے۔

---

[1] فتح الباری، ص ۷۰، ج ۴ - ابن ماجہ، ص ۲۰۸

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

جو مرد یا عورت اپنے والدین کی طرف سے حج کرنے کا ارادہ رکھے۔ تو اس کے لئے ضروری ہے کہ پہلے اپنا حج کرے۔ بعد میں والدین کے لئے حجّ یا عمرہ کا پروگرام بنائے ۔ اس لئے کہ رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے ایک شخص کو سُنا کہ وہ شبرمہ کی طرف سے تلبیہ پکار رہا ہے۔ آپ نے اس سے پُوچھا۔ شبرمہ کون ہے؟ اُس نے عرض کیا۔ میرا بھائی ہے یا قریبی ہے۔ آپ نے دریافت فرمایا۔ کیا تم نے اپنے لئے حج کر لیا ہے؟ اُس نے عرض کیا۔ جی نہیں۔ آپ نے فرمایا پہلے اپنی طرف سے حج کر۔ پھر شبرمہ کے لئے کرنا[1]

یہاں بھی جو بات سامنے آئی وہ یہ ہے کہ نیک اولاد اپنے نیک والدین کے لئے حج کرے تو اللہ تعالےٰ والدین کو اجر سے نواز دیتا ہے۔

میّت کی طرف سے روزے

عائشہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا۔

من مات وعليه صيام صام عنه وليّه[2] — "جو فوت ہوا اور اس پر روزے تھے تو اس کا ولی اس کی طرف سے روزے رکھے۔"

ابن عباسؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کی خدمت میں ایک آدمی نے حاضر ہو کر عرض کیا۔ اے اللہ کے رسول!

ان اُمّی ماتت وعليها صوم — میری ماں فوت ہو گئی ہے اور اس پر ایک

---

[1] ابوداؤد: ص ۲۵۲ - ابن ماجہ ص ۲۰۸ -

[2] بخاری: ص ۲۶۲ - مسلم: ص ۳۶۲ ج ۱ -

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

شهر فاقضيه قال نعم فدين الله احق ان يقضى [1]

مہینے کے روزے تھے۔ کیا میں اس کی طرف سے رکھوں۔ آپ نے فرمایا۔ ہاں۔ اللہ زیادہ حقدار ہے کہ اس کا قرض ادا کیا جائے"

مسلم کی روایت میں یہ بھی ہے کہ اگر تیری ماں پر قرض ہوتا، کیا تو اس کو ادا نہ کرتا؟

ابن عباسؓ کی دوسری روایت کے مطابق ایک عورت نے آپ کی خدمت میں عرض کیا۔

ماتت امی وعليها صوم نذر [2]

"میری ماں فوت ہوگئی اور اس پر روزے رکھنے کی نذر تھی۔"

مُسلم کے الفاظ ہیں۔

فاصوم عنها قال ارأيت لوكان على امك دين فقضيته اكان يؤدى ذلك عنها قالت نعم قال فصومى عن امك [3]

"کیا میں اس کی طرف سے روزے رکھوں۔ آپ نے فرمایا تمہارا کیا خیال ہے اگر تمہاری ماں پر قرض ہوتا اور تو اس کو ادا کرتی۔ کیا اس کی طرف سے ادا ہو جاتا؟ اس نے کہا جی ہاں۔ آپ نے فرمایا۔ پھر اس کی طرف سے روزے رکھ۔

یہاں بھی نذر کی بات کی گئی ہے۔ ظاہر ہے کہ نذر رمضان المبارک کے روزوں کے بارے

---

[1] بخاری: ص ۲۶۲ مسلم: ص ۳۶۲ ج ۱۔ [2] بخاری: ص ۲۶۲۔ مسلم: ص ۳۶۲ ج ۱۔

[3] مسلم: ص ۳۶۲ ج ۱۔

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

میں نہیں ہو سکتی۔کیوں کہ وہ ہر مسلمان پر فرض ہیں۔جب تک کہ کوئی عذرِ شرعی نہ ہو مستحب یہ ہے کہ میت کی نذر کو پورا کیا جائے۔اس کا ولی یا قریبی یا ولی کی اجازت سے کوئی دوسرا روزہ رکھے۔اگر ایسا ممکن نہ ہو تو پھر ان روزوں کے بدلے مستحقین کو کھانا کھلایا جائے۔

عبداللہؓ بن عمرؓ، ابن عباسؓ، عائشہؓ، امام حسن بصریؒ، امام زہریؒ، امام مالکؒ، امام ابوحنیفہؒ اور قاضی عیاضؒ اور ان کے ساتھی میت کی طرف سے روزے رکھنے کے قائل نہ تھے [1]

جمہور کے نزدیک بھی آپ کا یہ حکم کہ میت کی طرف سے اس کا ولی روزے رکھے۔وجوب کے لئے نہیں تھا [2]۔اس لئے روزوں کے بدلے اگر کھانا کھلا دیا جائے تو ٹھیک ہے۔

میت کی طرف سے نمازیں

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں ایک شخص نے عرض کیا۔

انہ کان لی ابوان ابرھما فی حال حیاتھما فکیف لی برھما بعد موتھما۔

"میں اپنے والدین کی زندگی میں ان کے ساتھ نیکی کیا کرتا تھا۔ان کی موت کے بعد ان سے کیسے نیکی کروں"

آپ نے ارشاد فرمایا۔

ان من البر بعد الموت ان تصلی لھما مع صلوٰتک

"ان کی موت کے بعد ان کے ساتھ نیکی یہ ہے کہ تو اپنی نماز کے ساتھ ان کے لئے نماز

---

[1] حاشیہ صحیح مسلم: ص ۳۶۲۔ج ۱۔

[2] فتح الباری: ص ۱۹۴ ج ۴۔

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

وان تصوم لھما مع صیامك [1] پڑھو اور اپنے روزے کے ساتھ ان کے لئے روزہ رکھو"

اس روایت کا ظاہری معنی یہ ہے کہ جب تو اپنی نماز پڑھے۔ تو ان کے لیے بھی پڑھ۔ اور جب روزہ رکھے تو ان کے لئے بھی روزہ رکھ۔ درحقیقت ایسی بات نہیں ہے۔ کیونکہ فرض نماز کے بعد والدین کے لئے نماز پڑھنی کسی حد تک تو ممکن ہے۔ لیکن روزہ کے ساتھ روزہ رکھنا ممکن نہیں۔ رمضان کے مہینے میں انسان جب دن کے وقت روزہ رکھتا ہے تو دوسرے روزے کی کوئی صورت ہی باقی نہیں رہتی۔

چنانچہ یہاں بھی اولاد کو والدین کی موت کے بعد ان سے نیکی کرنے کا بہترین طریقہ سمجھایا جا رہا ہے کہ جب تم نماز پڑھو گے اور روزے رکھو گے تو تمہارے والدین بھی تمہارے اجر کے ساتھ اللہ سے اپنے اجر کا حصّہ پاتے رہیں گے کیونکہ تم اُن کے لئے صدقہ جاریہ ہو۔

اُبو اسید مالک بن ربیعہ سے مروی ہے کہ بنو سلمہ کے ایک آدمی نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کیا۔

ابقی من برّ ابویّ	مجھے اپنے والدین کے ساتھ جو نیک سلوک کرنا
شئ ابرھما بہ من	چاہیئے تھا اس میں سے کچھ باقی ہے کہ ان کی مرت
بعد موتھما قال نعم	کے بعد بھی اُن سے کروں۔ آپ نے فرمایا۔ ہاں ان
الصّلوٰۃ علیھما والاستغفار	دونوں کے لئے دُعا اور استغفار کرنا ہے۔
لھما وایفاء بعھودھما	ان کی وفات کے بعد ان کے وعدوں کو
من بعد موتھما واکرام	نبھانا ہے۔ ان کے دوستوں کی عزت

---

[1] فقہ السنّة: ص ۵۶۹ ج ۱۔ نیل الاوطار: ص ۱۰۰ ج ۴۔

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

صدیقهما وصلة الرحم التی لا توصل الا بهما [1] — اور ان کے رشتہ داروں سے صلہ رحمی کرنی ہے۔

معلوم ہوا کہ جب والدین کے لئے بخشش کی دعا کی جائے۔ اُن کے وعدوں کو پُورا کیا جائے۔ ان کے دوستوں اور رشتہ داروں سے اچھا سلوک کیا جائے تو ان کو فائدہ پہنچتا ہے۔ دوسرے لفظوں میں وہ اپنی زندگی میں جن نیک کاموں میں مصروف رہتے تھے ان کی اولاد بھی ویسے کام کرے اور اُن کی نیکی کو منقطع نہ ہونے دے تو وہ عنداللہ اَجر پاتے ہیں۔ رہی بات میّت کی ان نمازوں کی جو فوت ہونے سے پہلے اس کی رہ گئی تھیں، تو اس سلسلے میں امام نووی ؒ نے لکھا ہے۔

اجمعوا علی انه لا یصلی عنه صلوٰة فائتة [2] — "صحابہؓ، تابعین اور ائمہ کرام کا اس پر اجماع ہے کہ میت کی فوت شدہ نمازیں نہ پڑھی جائیں"

اس کی وجہ یہ ہے کہ حج کے فریضے کی ادائیگی ساری عمر میں ایک مرتبہ فرض ہے۔ رمضان کے روزے سال میں ۲۹ یا ۳۰ رکھے جاتے ہیں۔ جب کہ نمازیں دن میں پانچ فرض ہونے کی بنا میں تعداد میں زیادہ ہوجاتی ہیں۔ ویسے بھی جب انسان کے ہوش وحواس درست نہیں رہتے تو وہ نماز پڑھنے کا مکلّف نہیں رہتا۔ حائضہ عورت کو رمضان میں رہ جانے والے روزے بعد میں رکھنے کا حکم ہے لیکن ان دنوں میں رہ جانے والی نمازیں معاف کردی جاتی ہیں۔

اللہ تعالیٰ بڑا بخشنے والا مہربان ہے۔ وہ اپنے بندوں کی نیّتوں کو جانتا ہے۔ اگر نیّت نیک ہو اور عمل کی کوشش بھی استطاعت کے مطابق ہو رہی ہو تو پھر اُس کی رحمت جوش میں آجاتی ہے اور وہ تمام کوتاہیوں اور غلطیوں کو معاف فرما کر بے حساب اجر وثواب سے نواز دیتا ہے۔

---

[1] ابن ماجہ: ص ۲۶۰-۲۶۱ [2] حاشیہ مسلم: ص ۲۶۲ ج ۱۔

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

زیارتِ قبور

عبداللہ بن بریدہؓ اپنے باپ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

كنت نهيتكم عن زيارة القبور فزوروها فانها تذكر الاخرة [1]

"میں نے تمہیں قبروں کی زیارت سے منع کیا تھا۔ اب ان کی زیارت کیا کرو۔ اس لیے کہ وہ آخرت یاد دلاتی ہیں۔"

ابن ماجہ کی روایت میں یہ بھی ہے کہ وہ دنیا سے بے پرواہ کرتی ہیں۔

ابوہریرہؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی والدہ صاحبہ کی قبر کی زیارت کی۔ آپ روئے اور جو آپ کے پاس تھے اُن کو بھی رلایا۔ پھر نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

استاذنت ربّي ان تستغفرلها فلم يؤذن لي واستاذنت في ان ازور قبرها فاذن لي فزوروا القبور فانها تذكر الموت [2]

"میں نے اپنے رب سے اپنی والدہ کے لئے استغفار کرنے کی اجازت چاہی جو مجھے نہ ملی۔ پھر میں نے اُن کی قبر کی زیارت کرنے کی اجازت مانگی جو مجھے مل گئی۔ پس قبروں کی زیارت کیا کرو۔ کیونکہ وہ موت یاد دلاتی ہیں۔"

ابن ابی ملیکہ سے منقول ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

---

[1] مسلم: ص ۳۱۴ ج ۱۔ مصنف عبدالرزاق: ص ۶۹ ۵ ج ۳ ص ۱۱۲ - ۱۱۳۔

[2] مسلم: ص ۳۱۴ ج ۱ - ابن ماجہ: ص ۱۱۳ - ابوداؤد: ص ۴۶۱ - نسائی: ص ۲۳۲ ج ۱ مصنف ابن ابی شیبہ ص ۳۴۳ ج ۳ - مسند احمد: ص ۴۴۱ ج ۲ - المستدرک: ص ۳۷۵ - ۳۷۶ - ج ۱۔

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

ائتوا موتاكم فسلموا	"اپنے فوت شدگان کے پاس آیا کرو۔ ان
عليهم وصلوا عليهم فان	کو سلام کیا کرو اور ان کے لئے دعا کیا کرو۔
لكم فيهم عبرة [1]	کیونکہ تمہارے لئے ان میں عبرت ہے۔"

اِن روایات سے واضح ہُوا کہ قبروں کی زیارت کا فلسفہ یہ ہے کہ زندہ انسان اُن کو دیکھ کر عبرت حاصل کرے اور اپنی موت کو یاد کرے تاکہ دنیاداری میں غرق ہو کر اپنی آخرت کو فراموش کرنے سے بچ جائے۔

ابوسعید الخدریؓ سے مروی ہے کہ رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نماز کے لئے تشریف لائے۔ آپ نے لوگوں کو دیکھا کہ وہ خوب کھل کر ہنس رہے ہیں یعنی ہنستے ہوئے ان کے دانت نظر آرہے ہیں۔ آپ نے فرمایا اگر تم لذتوں کو توڑنے والی موت کو یاد کرتے تو اس سے رُک جاتے جس میں تمہیں میں دیکھ رہا ہوں۔ پھر آپ نے فرمایا:۔

اكثروا ذكر هازم اللذات	"لذتوں کو توڑنے والی موت کا ذکر اکثر کیا
الموت فانه لم يات على	کرو۔ اس لئے کہ ہر روز قبر اعلان کرتی
القبر يوم الا تكلم فيقول	ہے۔ میں مسافری کا گھر ہوں۔ میں
انا بيت الغربة وانا	تنہائی کا گھر ہوں۔ میں مٹی کا
بيت الوحدة وانا بيت	گھر ہوں۔ میں کیڑوں مکوڑوں کا گھر
التراب وانا بيت الدود	ہوں۔ جب مومن بندہ دفن کیا
واذا دفن العبد المومن	جاتا ہے تو قبر اس کو خوش آمدید کہتے

---

[1] مصنف عبدالرزاق: ص ۵۷۰ ج ۳۔

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

قال له قبر مرحبا واهلا
اما ان كنت لاحب من
يمشي على ظهري الى فاذ
وليتك اليوم وصرت الى
فسترى صنيعي بك قال
فيتسع له مد بصره و
يفتح له باب الى الجنة و
اذا دفن العبد الفاجر او
الكافر قال له القبر لا
مرحبا ولا اهلا اما ان
كنت لابغض من يمشي
على ظهري الى فاذ وليتك
اليوم وصرت الى فسترى
صنيعي بك قال فيلتئم
عليه حتى تختلف اضلاعه
قال و قال رسول الله صلى
الله عليه وسلم باصابعه
فادخل بعضها في جوف
بعض قال ويقيض له

کے بعد کہتی ہے کہ زمین پر چلنے والوں
میں سے سب سے زیادہ میرے نزدیک
محبوب تو تھا۔ آج جب کہ تیرا معاملہ میرے
سپرد کیا ہے عنقریب تو دیکھے گا کہ میں
تیرے ساتھ کیا کرتی ہوں۔ جہاں تک مومن
بندے کی نگاہ جاتی ہے وہاں تک اس کی
قبر وسیع ہو جاتی ہے اور جنت کی طرف
اس کے لئے ایک دروازہ کھول دیا جاتا
ہے۔ جب کافر یا فاجر دفن کیا جاتا ہے
تو قبر اس سے کہتی ہے تیرے لیے خوش آمدید
والی بات کوئی نہیں اور زمین پر چلنے والوں
میں سے سب سے زیادہ مبغوض میرے
نزدیک تو ہی تھا۔ آج کے دن جب تیرا
معاملہ میرے سپرد کیا گیا ہے تو عنقریب
دیکھے گا کہ میں تیرے ساتھ کیا کرتی ہوں پھر
قبر اس پر تنگ ہو جاتی ہے یہاں تک کہ اس کی
دونوں جانب کی پسلیاں مل جاتی ہیں۔ راوی کا
بیان ہے پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے
اپنی انگلیوں سے اشارہ کر کے بعض کو بعض میں

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

سبعون تنينا لوان واحدا منها نفخ فی الارض ما انبتت شیئا ما بقیت الدنیا فینهسنه ویخدشنه حتی یفضی به الی الحساب قال و قال رسول الله صلی الله علیه وسلم انما القبر روضة من ریاض الجنة او حفرة من حفر النار[1]

داخل کر دیا یعنی ایک ہاتھ کی انگلیوں کو دوسرے ہاتھ کی انگلیوں میں داخل کر کے دکھایا کہ اس طرح فاجر کافر کی پسلیاں مل جاتی ہیں۔ آپ نے فرمایا پھر اس پر ستّر اژدھے چھوڑ دیئے جاتے ہیں اگر ان میں سے ایک زمین پر پھونک مار دے تو رہتی دنیا تک اس میں کچھ نہ اُگے پھر وہ اس کو کاٹتے اور نوچتے ہیں یہاں تک کہ اسے حساب کے لئے اٹھایا جائے گا۔ راوی کا کہنا ہے پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بیشک قبر جنت کے باغوں میں سے ایک باغیچہ ہے یا جہنم کے گڑھوں میں سے ایک گڑھا ہے۔"

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جب اپنے جانثاروں کو کھل کر ہنستے ہوئے دیکھا، تو آپ نے ان کو موت اور قبر کو نہ صرف یاد رکھنے کا حکم دیا بلکہ جو کچھ قبر میں ہوتا ہے۔ اس کو بھی بیان فرما دیا۔ تاکہ قبر کی حقیقت اُمّت پر واضح ہو جائے اور ہر مسلمان اس کے لئے تیاری کرے۔

حضرت علیؓ جنگِ صفّین کے بعد کوفہ واپس آئے تو قبرستان کے پاس کھڑے ہو کر کہنے لگے۔

یا اھل الدیار الموحشة و المحال المقفرة والقبور المظلمة یا اھل التربة یا

اے ڈراؤنے شہر! اے ویران مکان! اے تاریک قبروں اور خاک کے رہنے والو! اے مسافرو! اے تنہائی اور

---

[1] ترمذی: ابواب صفة القیامة: ص ۸۲ ج ۲۔

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

اهل الغربة یا اهل الوحدة	وحشت کے مقامات کے باشندو!
یا اهل الوحشة انتم لنا فرط	تم ہمارے لئے پہلے پہنچ گئے
سابق ونحن لکم تبع لاحق	ہم تمہارے بعد آنے اور تم
اما فقد سکنت و اما	سے ملنے والے ہیں ۔ مکان آباد
الازواج فقد نکحت و اما	ہو گئے ۔ بیویاں بیاہ دی گئیں
الاموال فقد قسمت هذا خبر	مال تقسیم ہو گئے ۔ یہ خبر ہم
ما عندنا فما خبر ما	نے سُنائی ۔ تم بتاؤ کہ تمہارے
عندکم؟ ثم التفت الی	پاس کیا خبر ہے ۔ ؟ پھر انہوں نے
اصحابه فقال اما لو اذن	اپنے ساتھیوں کی طرف دیکھ کر کہا ۔ اگر
لهم فی الکلام لاخبروکم	انہیں بولنے کی اجازت مل جائے تو تمہیں
ان خیر الزاد التقوی [1]	بتائیں کہ بہترین سامانِ سفر تقوٰے ہے ۔"

حضرت علیؓ نے فصیح و بلیغ چند جملوں میں اہلِ قبور کا بڑا ہی عجیب نقشہ کھینچا ۔ ان اہلِ قبور کا جو ان سے پہلے شہید یا فوت ہوئے انہوں نے واضح کر دیا ۔ کہ فوت ہونے کے بعد ان کا دنیا سے تعلق ختم ہو گیا ہے ۔ جس کی بنا پر ان کے مال ورثاء میں تقسیم ہو گئے ۔ ان کی رہائش گاہوں میں دوسرے مقیم ہو گئے ۔ ان کی بیویوں کی اور لوگوں سے شادیاں کر دی گئیں ۔ اور آخر میں یہ بھی بتا دیا کہ اہلِ قبور کو اہلِ دنیا سے اگر ہمکلام ہونے کی اجازت ہو تو لوگوں کو ضرور بتائیں گے کہ قبر میں کام آنے والی اصل چیز خدا خوفی ہے ۔

---

[1] نہج البلاغہ ملفوظات ۱۲۶ ۔

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

جو لوگ دنیا میں خدا خوفی اپناتے ہیں ان کے لئے قبر جنت کے باغیچوں میں ایک باغیچہ بن جاتی ہے۔ اور جو اس سے محروم ہو جاتے ہیں۔ ان کی قبر ان کے لئے جہنم کے گڑھوں میں سے ایک گڑھا بن جاتی ہے۔ نعوذ باللہ من ذلک۔

اس لئے جب کوئی مسلمان قبروں کی زیارت کرنے قبرستان جائے تو وہ صرف عبرت کے معاملے کو پیش نظر رکھے۔ اہلِ قبور اور اپنے لئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیم کے مطابق دعا کرے۔ بریدہؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے صحابہؓ کو سکھایا کرتے تھے کہ قبرستان جا کر وہ کہا کریں۔

اَلسَّلَامُ عَلَیْکُمْ اَھْلَ الدِّیَارِ مِنَ الْمُؤْمِنِیْنَ وَالْمُسْلِمِیْنَ وَاِنَّا اِنْ شَآءَ اللّٰہُ بِکُمْ لَلَاحِقُوْنَ نَسْأَلُ اللّٰہَ لَنَا وَلَکُمُ الْعَافِیَۃَ[1]

"سلامتی ہو تم پر اے گھر والو! مومنوں اور مسلمانوں اور بے شک ہم اگر اللہ نے چاہا تو ضرور تم سے ملنے والے ہیں ہم سوال کرتے ہیں اللہ سے اپنی اور تمہاری عافیت کا"

ابن عباسؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ طیبہ کے قبرستان کے پاس سے گزرے تو آپ نے اہلِ قبور کی طرف چہرہ مبارک کرکے فرمایا۔

اَلسَّلَامُ عَلَیْکُمْ یَا اَھْلَ الْقُبُوْرِ یَغْفِرُ اللّٰہُ لَنَا وَ لَکُمْ اَنْتُمْ سَلَفُنَا وَنَحْنُ بِالْاَثَرِ[2]

---

[1] مسلم: ص ۳۱۴ ج ۱ (فصل فی الذہاب الی زیارۃ القبور) مسند احمد: ص ۳۵۳ ج ۵ [2] ترمذی: ص ۱۵۷ ج ۱۔ (باب ما یقول الرجل اذا دخل المقابر)

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

"سلامتی ہو تم پر اے قبروں والو! اللہ تعالیٰ ہمیں اور تمہیں بخش دے۔ تم ہم سے پہلے جانے والے ہو اور ہم تمہارے پیچھے آنے والے ہیں۔"

اُمّ المؤمنین عائشہؓ نے رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کی خدمت میں عرض کیا۔ اگر میں قبرستان جاؤں تو اہلِ قبور کے لئے کیا کہوں؟ آپ نے فرمایا۔ تو کہہ۔

اَلسَّلَامُ عَلٰی اَھْلِ الدِّیَارِ مِنَ الْمُؤْمِنِیْنَ وَالْمُسْلِمِیْنَ یَرْحَمُ اللّٰہُ الْمُسْتَقْدِمِیْنَ مِنَّا وَالْمُسْتَاْخِرِیْنَ وَاِنَّا اِنْ شَآءَ اللّٰہُ بِکُمْ لَلَاحِقُوْنَ [1]

"سلامتی ہو گھر والوں پر مومنوں اور مسلمانوں میں سے۔ رحم کرے اللہ تعالیٰ ہم میں سے پہلے اور بعد میں جانے والوں پر اور اگر اللہ نے چاہا تو بے شک ہم تم سے ضرور ملنے والے ہیں۔"

مذکُورہ روایات سے ہمیں یہ راہنمائی ملی کہ جب کوئی مسلمان قبرستان میں داخل ہو تو سب سے پہلے اہلِ قبور کو السّلامُ علیکم کہے یعنی ان کے لئے سلامتی کی دُعا کرے۔ ہمارے ہاں السّلامُ علیکم کہنے سے یہ نتیجہ بھی اخذ کیا جاتا ہے کہ جب اہلِ قبور کو سلام کرنے کا حکم ہے۔ تو ظاہر ہوا کہ وہ اپنی قبروں میں زندہ ہیں اور سُنتے ہیں۔ لہٰذا ان کے سامنے اپنی کوئی حاجت رکھی جائے۔ تو پُوری کرنے کی صلاحیت رکھتے ہیں۔ حالانکہ السّلامُ علیکم کا معنی یہ ہے کہ آپ پر سلامتی ہو۔ یہ دعائیہ جملہ

---

[1] مسلم ا ص ۳۱۴ ج ا۔ مصنّف عبدالرزاق ۵۷۶۔ ج ۳۔

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

ہے۔ اس سے سنانا مقصود نہیں ہوتا۔ بلکہ ان کے لئے دُعا کرنے کا آغاز اس طرح کیا جاتا ہے۔

رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم کا کوئی ایسا ارشاد مُبارک نہیں جس سے یہ ثابت ہوا کہ اہلِ قبور حاجات کو پُوری کرنے کی استطاعت و صلاحیت رکھتے ہیں۔ بلکہ آپ نے اپنی اُمّت کو آگاہ فرما دیا۔ کہ ان میں تمہارے لئے عبرت ہے۔ اہلِ قبور کے لئے تم دُعا کیا کرو۔

محمّد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم کو اللہ تعالےٰ نے جس مرتبہ و شان سے نوازا۔ وہ کسی اور کو نصیب نہ ہُوا ہے اور نہ ہی ہوگا لیکن اس کے باوجود آپ کے دنیا سے رُخصت ہونے کے بعد جب اُمّت میں کسی مسائل پر اختلاف پیدا ہوا۔ تو خلفاء راشدین یا صحابہؓ میں سے کسی ایک نے بھی آپ کی قبر مبارک پر جا کر راہنمائی حاصل کرنے کی کوشش نہ کی۔ لہٰذا آج کل مسلمانوں میں اہلِ قبور کے بارے میں جو تصوّرات رائج ہو چکے ہیں۔ ان کا اسلام سے کوئی تعلّق نہیں ہے۔ بلکہ آپ کے ارشاد کے مطابق السّلام علیکم کہنے کے بعد ان کے لئے اور اپنے لئے بخشش اور عافیت کی دُعا کی جائے۔

حاشیہ الطحطاوی میں منقول ہے کہ قبروں کی زیارت میں مستحب یہ ہے کہ میت کے سر کی طرف منہ کر کے سلام کہے۔ نہ قبر پہ ہاتھ پھیرے نہ اس کو چھُوئے۔ اور نہ ہی اس کو چوُمے۔ کیونکہ یہ نصاریٰ کی عادت ہے [1]

زیارتِ قبُور کے لئے دُور دراز کا سفر کرنا

ابوہریرہؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم نے ارشاد فرمایا۔

---

[1] حاشیہ الطحطاوی، ص ۵۱۳۔

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

لا تشد الرحال الا الی ثلثة مساجد الحرام ومسجد الرسول ومسجد الاقصیٰ[1]	تین مساجد کے علاوہ اجر و ثواب کی خاطر کسی اور جگہ کے لئے سفر نہ کیا جائے۔ وہ مسجد حرام، مسجد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور مسجد اقصیٰ "

چند روایات میں مسجد الرسول کی بجائے مسجدی ھذا بھی منقول ہے۔

ابو ہریرہؓ کی دوسری روایت کے مطابق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

انما یسافر الی ثلاثة مساجد مسجد الکعبة ومسجدی ومسجد ایلیاء[2]	تین مساجد کی طرف اجر و ثواب کے لیے سفر کیا جائے گا وہ مسجد الکعبہ اور میری مسجد اور مسجد ایلیاء یعنی الاقصیٰ ہے "

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی اُمّت کو ایک جامع اصُول سے نواز دیا کہ جب اَجر و ثواب کے لئے سفر کا ارادہ کیا جائے تو اللہ کی زمین میں تین ایسی مساجد ہیں جہاں یہ مقصد پُورا ہوگا۔ ان کے علاوہ کسی اور جگہ کا محض حصولِ ثواب کے لئے سفر کیا جائے گا تو وہ نہ صرف بے فائدہ ہوگا بلکہ اُلٹا وبال کا سبب بن جائے گا۔

مسجد حرام تو وہ مقدس عبادت گاہ ہے جسے اللہ کی بندگی وہ عبادت کے لئے سب سے پہلے زمین میں بنایا گیا۔ اس کے بعد دوسری مسجد اقصیٰ اور تیسری مسجد نبوی ہے۔ اسی لئے مسجد حرام کو یہ شرف حاصل ہے کہ وہاں پر فرض نماز کا اَجر ایک لاکھ نمازوں کے برابر کر دیا گیا۔

---

[1] بخاری: ص ۱۵۸۔ ۲۶۸۔ مسلم: ص ۳۳۴۔ ۴۴۷ ج ۱۔ ابُوداؤد: ص ۲۷۸۔ ابن ماجہ: ص ۱۰۱
نسائی: ص ۸۱ ج ۱۔ ترمذی: ص ۴۸ ج ۱۔ دارمی: ص ۱۷۲۔ مسند احمد: ص ۲۳۴۔ ج ۲۔

[2] مسلم: ص ۴۴۷ ج ۱۔

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

اِسی طرح مسجد اقصیٰ اور مسجد نبوی میں ہر فرض نماز پچاس ہزار نماز کے برابر ہو جاتی ہے[۱]۔

بخاری کی روایت کے مطابق آپ نے فرمایا کہ میری مسجد میں پڑھی گئی نماز مسجد حرام کے علاوہ دوسری مساجد میں پڑھی جانے والی ایک ہزار نمازوں سے بہتر ہے[۲] باقی دنیا میں جتنی بھی مساجد ہیں۔ ان میں ہر باجماعت نماز پر راجح روایات کے مطابق پچیس اور ستائیس نمازوں کا اجر رکھا گیا ہے[۳]۔

قرآن و سُنّت میں کوئی ایسی آیت یا روایت نہیں ملتی جس سے ہمیں معلوم ہو سکے کہ اگر کسی قبر کی زیارت کے لئے دُور دراز کا سفر کیا جائے تو اس پر اللہ تعالےٰ نے خاص اَجر و ثواب سے نوازنے کا اعلان کیا ہے۔ اس کے برعکس رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے یہود و نصاریٰ پر لعنت اس لئے فرمائی کہ ان کے ہاں یہ دستور تھا کہ انبیاء علیہم السّلام اور صلحاء کی قبروں کو سجدہ گاہ بناتے تھے۔ اور ان کی زیارتوں کے لئے دُور دراز کا سفر کیا کرتے تھے۔ ظاہر ہے کہ جب انسان اللہ کے کسی جلیل القدر بندے کی قبر پر وہ کچھ کرتا ہے جو اللہ کا حق ہوتا ہے تو سُبحانہٗ و تعالےٰ کے عذاب کو وہ دعوت دیتا ہے کیونکہ وہ شرک کا مرتکب ہوتا ہے۔

جابرؓ سے مروی ہے کہ ایک شخص نے رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کی خدمت میں عرض کیا۔

انی نذرت ان فتح اللہ	"مَیں نے نذر مان رکھی ہے کہ اگر اللہ تعالیٰ
علیك مكة ان اصلی	آپ کو مکّہ پر فتح یاب فرمائے تو میں
فی بیت المقدس قال	بیت المقدس میں نماز پڑھوں گا آپ نے
صل ھھنا[۴]	فرمایا۔ یہاں نماز پڑھ لو۔"

---

[۱] ابن ماجہ : ص ۱۰۲۔
[۲] بخاری : ص ۱۵۹۔
[۳] بخاری : ص ۸۹ مسلم ص ۲۳۱ ج ۱۔
[۴] فتح الباری : ص ۶۵ ج ۳۔

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

آپ نے اپنی اُمّت کے لئے مزید سہولت مہیّا فرما دی کہ اگر کسی نے مسجد اقصیٰ میں نماز پڑھنے کی نذر مان رکھی ہو تو وہ مسجد حرام یا مسجد نبوی میں اس کو پُورا کر سکتا ہے۔

جب تین مساجد کے علاوہ کسی خاص مسجد کے لئے سفر کرنے کی اجازت نہیں تو کسی خاص قبر کے لئے سفر کرنے کی اجازت کیسے ہو سکتی ہے؟ لہٰذا بھلائی اسی میں ہے کہ سُنّت کے مطابق اپنے عزیز و اقارب کی قبروں کی زیارت اور اُن کے اور اپنے لئے مغفرت کی دُعا کی جائے۔

عورتوں کا قبرستان جانا

ابُوہریرہؓ حسانؓ بن ثابت اور عبداللہ بن عباسؓ سے مروی ہے۔

ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لعن زوارات القبور[1]	"بے شک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے قبروں کی زیارت کرنے والیوں پر لعنت فرمائی"۔

جمہور علماء اُمّت کے نزدیک یہ روایت ان عورتوں کے بارے میں ہے جو اکثر قبروں کی زیارت کرتی ہیں۔ لیکن اگر کوئی عورت شرعی حدود کا خیال رکھتے ہوئے اپنے قریبی عزیز کی قبر پر جائے۔ تو وہ اس حکم میں آجائے گی جس میں آپ نے قبروں کی زیارت کرنے کی تلقین فرمائی۔ کیونکہ اگر قبر مرد کے لیے عبرت گاہ ہے تو عورت بھی عبرت حاصل کرنے میں شامل ہے۔

اُمّ المؤمنین عائشہؓ نے جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اہلِ قبور کے لئے دعا کرنے میں رہنمائی چاہی تو آپ نے ان کو منع نہیں فرمایا بلکہ دعا سکھا دی۔

اسی طرح فاطمہؓ، حضرت حمزہؓ کی قبر کی زیارت ہر جمعہ کیا کرتی تھیں۔ رو رو کر اُن کے لئے دُعا

---

[1] ترمذی، ص ۱۵۸ ج ۱۔ ابن ماجہ: ص ۱۱۳۔ الشفا: ص ۴۸۔ ج ۲۔

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

کیا کرتی تھیں ۔

مصنّف عبدالرزاق میں رونے اور دعا کرنے کے الفاظ موجود نہیں[1] ۔

اگر کوئی صابرہ عورت اپنے خاوند کی وفات پر عدّت گزارنے کے بعد یا اپنے والدین یا بھائی بہنوں کی قبروں پر جانا چاہے اور ان کے لئے دُعا کرنے کی تڑپ دل میں رکھتی ہو۔ تو وہ جا سکتی ہے لیکن وہاں جا کر رونے پیٹنے، چلّانے، نوحہ و ماتم اور غیر شرعی کام کرنے کی اس کو اجازت نہیں ہے ۔

اگر مشکل کشائی اور حاجت روائی کے لئے کسی قبر پر جاتی ہے. تو پھر رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کی حدیث مبارک کی زد میں آجائے گی ۔ ہماری ماؤں بہنوں کو چاہیئے کہ اُمّہات المؤمنین اور صحابیات رضی اللہ عنہن کی راہ پر چل کر اپنی دنیا اور آخرت سنوارنے کی کوشش کریں ۔

موت کی تمنّا کرنے کی ممانعت

ہر مسلمان کا یہ ایمان ہے کہ زندگی اور موت اللہ کے ہاتھ میں ہے۔ اور ہر انسان کی موت کا وقت مقرر ہے جو شخص اس مقرر کردہ وقت میں دخل اندازی کرنے کی کوشش کرتا ہے ۔ تو وہ اللہ تعالیٰ کی رحمت اور اس کی جنّت سے محروم ہو جاتا ہے ۔ یہی وجہ ہے کہ خودکشی کرنے والے کے لئے رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے ارشاد فرمایا ۔

انه من اهل النّار[2] "بے شک وہ جہنّمی ہے"

---

[1] المستدرک: ص ۳۷۷ ج ۱ ۔ مصنف عبدالرزاق: ص ۵۷۲ ج ۳ ۔

[2] بخاری: ص ۶۰۴ ۔

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

اسلام تو اس کی بھی اجازت نہیں دیتا۔ کہ کوئی شخص موت کی تمنّا کرے۔

ابُوہریرہؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا۔

لایتمنی احدکم الموت	"تم میں سے کوئی موت کی تمنّا نہ کرے
اما محسنا فلعله ان یزداد	اگر وہ نیک ہے تو ہو سکتا ہے کہ وہ مزید
خیرا و اما مسیئا فلعله	نیکی کے کام کرے اور اگر بُرا ہے تو ہو سکتا
ان یستعتب [1]	ہے کہ وہ توبہ کرے۔"

دوسری روایت کے مطابق آپ نے فرمایا۔

لایزید المؤمن عمره الا	"مومن کی عمر نیکی میں اس کے لئے اضافے
خیرا [2]	کا سبب بنتی ہے۔"

ابُوامامہؓ سے روایت ہے کہ ہم رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کی خدمت میں حاضر تھے آپ نے ہمیں وعظ و نصیحت فرمائی۔ اور ہمارے دلوں کو نرم کر دیا۔ سعدؓ بن ابی وقاص کے دل پر ایسا اثر ہوا۔ کہ ان کی آنکھوں سے بہت زیادہ آنسو بہنے لگے اور انہوں نے کہا کاش کہ میں مر گیا ہوتا۔ آپ نے ارشاد فرمایا۔ اے سعد! میری موجودگی میں موت کی تمنّا کر رہے ہو۔ آپ نے تین مرتبہ یہ دہرایا۔ پھر آپ نے فرمایا۔

ان کنت خلقت للجنة فما	"اگر تو جنّت کے لئے پیدا کیا گیا ہے۔ پس
طال عمرك وحسن من	جو تیری عمر لمبی ہوگی اور تیرے عمل اچھے ہونگے
عملك فهو خير لك [3]	تو وہ تیرے لئے بہتر ہوگا۔"

---

[1] بخاری: ص ۸۴۷، [2] مسلم: ص ۳۴۲ ج ۲۔ [3] مسند احمد: ص ۲۶۷۔ ج ۵۔

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

موت کی تمنا کرنے سے اس لئے روکا گیا ہے کہ مسلمان ہر حال میں اللہ کی رضا پر راضی رہے۔ نیکی میں لگا ہوا ہے تو مزید نیکی کے حصول کے لئے کوشاں رہے۔ اگر بدی اور برائی کا مرتکب ہو رہا ہے۔ تو موت کو یاد کر کے اپنی اصلاح کرے۔ توبہ کے ذریعے اللہ کی دوزخ سے بچ جائے۔ اگر بیماری کچھ زیادہ ہی غالب آجائے یا حالات ایسے خراب ہو جائیں کہ اس کی زندگی اس کے لئے بوجھ بن جائے تو بھی موت کی تمنا کرنے کی بجائے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم کے مطابق یہ کہے۔

اللّٰھمّ احینی ما کانت	"اے اللہ جب تک میرا زندہ رہنا میرے لئے
الحیوۃ خیرا لی و توفنی	بہتر ہے اُس وقت تک مجھے زندہ رکھ اور جب میرا فوت
اذا کانت الوفاۃ خیرا لی [1]	ہونا میرے لئے بہتر ہو تو میری روح کو قبض کرلے"

مناسب یہی ہے کہ زندگی اور موت کا معاملہ اللہ ہی کی طرف لوٹا یا جائے۔ کیونکہ اس کی حکمتیں وہی سمجھنے والا ہے۔ اپنے بندوں پر بڑا رحم اور کرم کرنے والا ہے۔ انسان کو اس کی رحمت سے مایوس نہیں ہونا چاہیئے۔ جب انسان موت کا متمنی ہوتا ہے۔ تو درحقیقت وہ مایوسی کا شکار ہو جاتا ہے۔ حالانکہ قرآن کی تعلیم ہے۔

لَا تَقْنَطُوْا مِنْ رَّحْمَةِ اللّٰهِ [2]	"اللہ کی رحمت سے تم مایوس مت ہونا"
اِنَّ مَعَ الْعُسْرِ يُسْرًا [3]	"بے شک تنگی کے ساتھ آسانی ہے"

مشکلات و تکالیف اور مصائب و بیماری سے گھبرا کر اپنے آپ کو موت کے حوالے کر دینا

---

[1] بخاری: ص ۸۴۷ ۔ مسلم: ص ۳۴۲ ج ۳ ۔ ترمذی: ص ۱۴۸ ج ۱ ۔ ابوداؤد، ص ۳۴۴ ۔

[2] سورۃ الشوریٰ: آیت ۴۲ [3] سورۃ الشرح: آیت ۶ ۔

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

یا چھٹکارا حاصل کرنے کے لئے مرنے کی تمنا کرنا اسلام اس کی اجازت نہیں دیتا۔ بلکہ ان پر صبر کرنے والوں کو اجر و ثواب کی بشارت سناتا ہے۔

بیماری یا تکلیف میں صبر کا اجر

قرآنِ پاک میں اللہ تعالیٰ نے خود ہی ارشاد فرما دیا ہے۔

خُلِقَ الْاِنْسَانُ ضَعِيفًا[1] "انسان کمزور پیدا کیا گیا ہے۔"

یہی وجہ ہے کہ معمولی سی تکالیف یا بیماری پر گھبرا جاتا ہے اور جب اس کی آزمائش میں شدت پیدا ہوتی ہے تو قبر میں پناہ لینے پر تیار ہو جاتا ہے۔ حالانکہ اس کو علم نہیں کہ خالق و مالک اس کی کمزوری سے بخوبی واقف ہے اور اس کی طاقت سے زیادہ اس پر بوجھ ڈالنا پسند نہیں کرتا۔ بلکہ وہ اپنے کمزور بندوں اور بندیوں کے درجات کو بلند کرنے کے لئے تکالیف اور بیماریوں میں ان کو مبتلا کر دیتا ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔

اذا سبقت للعبد من الله	جب اللہ تعالیٰ اپنے بندے کو اس مقام پر
منزلة لم يبلغها بعمله	پہنچانا چاہتا ہے کہ جہاں وہ اپنے عمل سے
ابتلاه الله في جسده او في	پہنچ نہیں سکتا تو اللہ تعالیٰ اس کو اس کے جسم
ماله او في ولده ثم	یا اس کے مال یا اس کی اولاد کے ذریعے
صبره حتى يبلغه المنزلة	آزمائش میں ڈال کر اسے صبر کی توفیق عطا فرما

---

[1] سورۃ النساء: آیت ۲۸۔

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

التي سبقت له منه [۱]

دیتا ہے جہاں تک کہ وہ اس مقام تک پہنچ جاتا ہے جہاں اسے پہنچانے کا اللہ تعالیٰ کا پروگرام ہوتا ہے"

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں عرض کیا گیا۔

اى الناس اشد بلاء قال الانبياء ثم الامثل فالامثل يبتلى الرجل على حسب دينه فان كان في دينه صلبا اشتد بلاءه وان كان في دينه رقة هون عليه فما زال كذالك حتى يمشي على الارض ماله ذنب [۲]

لوگوں میں سب سے زیادہ تکلیف کس کو پہنچتی ہے؟ آپ نے فرمایا انبیاء علیہم السلام کو۔ پھر ان کے بعد جو افضل ہوتا ہے پھر ان کے بعد جو افضل ہوتا ہے آدمی اپنے دین کے مطابق آزمایا جاتا ہے۔ اگر وہ دین میں مضبوط ہو تو اس کی آزمائش بھی سخت ہوتی ہے اور اگر دین میں نرم ہو تو اس کی آزمائش بھی ہلکی ہوتی ہے پھر اس کا معاملہ اسی طرح رہتا ہے یہاں تک کہ وہ زمین پر اس حال میں چلتا ہے کہ اس کا کوئی گناہ باقی نہیں رہتا۔"

ابو سعید الخدری سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

ما يصيب المسلم من نصب ولا وصب ولا هم ولا حزن ولا اذى ولا غم

جب مسلمان دکھ، رنج، فکر صدمہ، تکلیف اور غم میں مبتلا ہوتا ہے۔ یہاں تک کہ اسے ایک

---

[۱] مسند احمد: ص ۲۷۲ ج ۵ ۔
[۲] ترمذی: ص ۵۷ ج ۲ ۔

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

حتی الشوکۃ یشاکھا الا کفر	کانٹا چبھتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کے بدلے
اللہ بھا من خطایاہ [1]	اس کی خطاؤں کو معاف فرما دیتا ہے۔"

آپ کا یہ بھی ارشاد مبارک ہے کہ جب کسی مسلمان کو بیماری یا کسی اور وجہ سے تکلیف پہنچتی ہے تو اللہ تعالیٰ اس کی خطاؤں کو اس سے اس طرح گرا دیتا ہے۔ جس طرح (موسم خزاں میں) درخت اپنے پتوں کو گراتا ہے [2]

اللہ تعالیٰ کے رحم کرنے اور بخشنے کا یہ بھی ایک ڈھنگ اور طریقہ ہے کہ دنیا میں اپنے پسندیدہ ماننے والوں کو مختلف بیماریوں کے ذریعے گناہوں سے پاک صاف کر دیتا ہے۔ اس سے بڑھ کر اس کا رحم و کرم کیا ہو سکتا ہے کہ معمولی سے کانٹے کے چبھنے پر بھی اجر و ثواب سے اپنے بندوں کو نوازتا ہے۔

عائشہ کی روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب کسی مومن بندے کو ایک کانٹا چبھتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کے بدلے اس کے ایک درجے کو بلند کرتا ہے۔ اور اس کے ایک گناہ کو معاف فرما دیتا ہے [3]

انسؓ کی روایت کے مطابق آپ نے فرمایا۔

اذا ابتلی المسلم ببلاء	"جب مسلم کو اس کے جسم کی کسی بیماری میں
فی جسدہ قیل للملک	مبتلا کیا جاتا ہے تو اس کے لئے ایک
اکتب لہ صالح عملہ	فرشتے سے کہا جاتا ہے کہ یہ جو نیک عمل

---

[1] بخاری: ص ۸۴۳   [2] بخاری: ص ۸۴۳ ۔ مسلم: ص ۳۱۸ ج ۲

[3] مسلم: ص ۳۱۸ ج ۲

www.KitaboSunnat.com

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

الذی کان یعمل فان شفاہ غسلہ وطھرہ وان قبضہ غفرلہ و رحمہ[1]

کیا کرتا تھا وہ لکھتے جاؤ اگر اللہ اسے شفا دے تو اس کو پاک صاف کر دیتا ہے اگر اس کی روح کو قبض کرے تو اس کو معاف اور اس پر رحم کرتا ہے

رحمٰن و رحیم کی یہ کمال مہربانی ہے کہ اپنے عبادت گذار بندے کے بیمار ہونے پر بھی اس کے اجر و ثواب میں کوئی کمی واقع نہیں ہونے دیتا۔ بلکہ اعمال لکھنے والے فرشتوں کو حکم دے دیتا ہے کہ جس طرح میرا بندہ صحت اور تندرستی میں میری بندگی اور عبادت کے ذریعے اپنے درجات کو بلند کرواتا رہا ہے۔ اِسی طرح اس کی بیماری میں بھی اس کے نیک عملوں کے منقطع ہونے کے باوجود اس کے سابقہ اَجر و ثواب کے سلسلے کو جاری رکھو۔ اس لئے کہ اگر میں اسے بیمار نہ کرتا تو میری بندگی اور عبادت میں یہ کسی کوتاہی کا مرتکب نہ ہوتا۔ لہٰذا بیماری میں بھی یہ میرے اَجر و ثواب کا مستحق ہے۔

جابرؓ سے مروی ہے کہ رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا کہ قیامت کے روز بیماری سے محفوظ رہنے والے جب مصیبتوں اور تکالیف میں مُبتلا رہنے والوں کے اجر و ثواب کو دیکھیں گے تو وہ پسند کریں گے کاش کہ ان کے چمڑوں کو قینچیوں سے کاٹا جائے[2]

عطاؒ ابن ابی رباح سے منقول ہے کہ ابن عباسؓ نے مجھ سے کہا۔ کیا میں تجھے ایک جنّتی عورت دکھاؤں۔ میں نے عرض کیا۔ جی ہاں۔ تو اُنہوں نے کہا یہ سیاہ رنگ والی عورت ہے یہ رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کی خدمت میں حاضر ہُوئی اور اس نے کہا مجھے بیماری کا دورہ پڑتا ہے۔ میں گر جاتی ہوں۔ میرا ستر کھل جاتا ہے۔ دُعا فرمائیں کہ اللہ تعالےٰ مجھے صحت عطا فرمائے۔ آپ نے فرمایا۔ اگر تو صبر کرے تو تیرے لئے جنّت ہے۔ اگر تو چاہے تو میں اللہ سے دعا کرتا ہوں کہ تجھے عافیت

---

[1] مشکوٰۃ المصابیح: ص ۱۳۶۔

[2] الترمذی: ص ۵۷ ج ۲۔

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

سے نواز دے۔ اُس نے کہا۔ میں صبر کروں گی لیکن یہ دُعا فرما دیں کہ جب دَورہ پڑے تو میرا ستر نہ کھلے۔ آپ نے اس کے لئے دعا فرما دی [1]

رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے بیماری میں مُبتلا ہونے والی ایک عورت کو صبر کرنے پر جنّت کی بشارت دی۔ وہ بھی کتنی عظیم تھی۔ کہ جنّت کے بدلے بیماری میں صبر کرنے پر فوراً تیار ہوگئی۔ چونکہ ہر بیماری اللہ ہی کی طرف سے ہوتی ہے اور ہر مسلمان کے لئے گناہوں کے کفّارہ کا سبب بنتی ہے۔ لہٰذا جو صبر و شُکر کا مظاہرہ کرتا ہے عند اللہ ماجور ہو جاتا ہے۔ وَیسے بھی بے صبری سے کوئی فائدہ نہیں ہوتا ہے۔ کیونکہ شفا اُسی وقت ملتی ہے جب اللہ کی مرضی ہوتی ہے۔ اِس لئے اسلامی تعلیم کے مطابق دوا اَور دُعا دونوں کو جاری رکھا جائے۔ لیکن بیماری کے دوران میں کوئی ایسی بات منہ سے نہ نکلنے پائے یا ایسا عمل سرزد نہ ہو جائے کہ جس کی وجہ سے صبر پر ملنے والے اَجر و ثواب سے مسلمان محروم ہو جائے۔

بیماری میں دوا کا استعمال

بیماری میں صبر کرنے سے یہ لازم نہیں ہوتا کہ دوا استعمال نہ کی جائے۔
رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کی خدمت میں عرض کیا گیا۔

افنتداوی قال نعم یاعباد	کیا ہم علاج کریں؟ آپ نے فرمایا
اللہ تداووا فان اللہ لـم	ہاں اللہ کے بندو! دوا استعمال کیا کرو
یصنع داء الا وضع له شفاء	بے شک اللہ تعالےٰ نے ایک کے علاوہ

---

[1] بخاری، ص ۸۴۴ ۔ مسلم: ص ۳۱۹ ج ۲ ۔

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

غیر داء واحد الھرم[1]   ہر بیماری کے لئے شفا رکھی ہے اور وہ بڑھاپا ہے"

بڑھاپا ایک ایسی بیماری ہے کہ جس کا کوئی علاج نہیں ۔ بڑھاپے کے علاوہ اور بھی بیماریاں ہیں کہ جن میں مبتلا ہونے والوں کو ڈاکٹر جواب دے دیتے ہیں ۔ جب بڑھاپا یا کوئی اور بیماری ایسی صورت اختیار کر جائے کہ دوا بے اثر ہو جائے تو ایسے حالات میں صبر کرنے والے اللہ کے ہاں اپنے درجات بلند کروا لیتے ہیں ۔

احادیث میں کتاب الطب کے تحت بہت سی بیماریوں کے علاج رسول اللہ صلی اللہ سے منقول ہیں ۔ لیکن جہاں علاج کرنے کروانے یا دوا استعمال کرنے کا حکم دیا گیا ہے ۔ وہاں اس کا ضرور پابند بنایا گیا ہے کہ حرام چیزوں سے علاج کرنے سے پرہیز کیا جائے ۔ اور یہ بھی واضح کر دیا گیا ہے کہ اللہ کے حکم کے بغیر کوئی دوا اثر نہیں کرتی ۔ دوسرے لفظوں میں اسلام مسلمان کو اللہ ہی کی طرف رجوع کرنے کی تعلیم دیتا ہے ۔ دوا کرنے والوں کو اس سے روکتا ہے ۔ کہ وہ کہے کہ مجھے فلاں دوائی نے شفا دی بلکہ اس کا یہ ایمان ہونا چاہیئے کہ دوا تو ایک سبب ہے حقیقی شفا دینے والا کل کائنات کا ربّ ہے ۔

غیر شرعی علاج معالجے کی ممانعت

اسلام نے نہ صرف حرام کردہ چیزوں کے ذریعے علاج کرنے کروانے سے منع کیا ہے بلکہ ہر اس طریقہ سے بھی بچنے کا حکم دیا ہے جو رحمٰن سے ہٹا کر شیطان کی طرف لگا دے ۔ ہمارے ہاں ایسے لوگوں کی کمی نہیں جو بیماروں اور مشکلات کا شکار ہونے والوں کی کمزوریوں سے فائدہ

---

[1] ابوداؤد ص ۵۳۹ ۔ ترمذی : ص ۳۳ ج ۲ ۔ احمد : ص ۲۷۸ ج ۴ ۔ ابن ماجہ : ص ۲۴۵ ۔

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

اٹھاتے ہیں۔ اور اُن کے ایمان پر ڈاکہ بھی ڈالتے ہیں۔ علاج معالجے کی بات تو دُور کی ہے۔ جو شخص کسی جوتشی یا کاہن کے پاس آتا جاتا ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کے بارے میں ارشاد فرمایا۔

لم یقبل له صلوٰۃ اربعین لیلة[1] "اُس کی چالیس راتیں نماز قبول نہیں ہوتی"

کاہن کے پاس جاکر اپنے بارے میں پُوچھنے پر اگر چالیس دن رات کی عبادت صنائع ہو جاتی ہے۔ تو اُس شخص کا کیا حال ہوگا جو کاہنوں اور جوتشیوں اور ان جیسے لوگوں کی باتوں کو حق اور سچ ماننے والا ہو۔

ایسے شخص کے بارے میں رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا۔

فقد برئ مما انزل علی محمد[2] جو کچھ محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر نازل کیا گیا اُس سے وہ بری ہو گیا۔

یعنی اس سے اس کا تعلق ختم ہو گیا کیونکہ اُس نے قرآن وسُنّت کا انکار کردیا۔ یہی وجہ ہے کہ غیر شرعی تعویذ دھاگوں اور فالوں کے چکّر میں پڑنے کی اسلام اجازت نہیں دیتا۔ جو شخص خود مسنون دعاؤں کو یاد کرنے کی صلاحیّت رکھتا ہو تو اُس کو قرآن وسنّت میں مذکورہ دُعائیں یاد کر کے ان کے ذریعے اپنے ربّ سے شفا مانگنی چاہیئے۔

بیمار پُرسی کی فضیلت

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد مبارک ہے۔

---

[1] مسلم ص ۲۳۳ ج ۲ [2] ابوداؤد ص ۵۴۵ ۔ ابن ماجہ ص ۷۸۔

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

حق المسلم علی المسلم خمس	ایک مسلمان کے دوسرے مسلمان پر پانچ حق ہیں۔
رد السلام وعیادۃ المریض	سلام کا جواب دینا اور مریض کی عیادت
واتباع الجنائز واجابۃ	کرنا اور جنازے کے ساتھ چلنا اور دعوت کو
الدعوۃ وتشمیت العاطس[1]	قبول کرنا چھینکنے پر اگر الحمد للہ کہے تو یرحمک اللہ کہنا۔"

بخاری مسلم کی دوسری روایات کے مطابق یہ بھی منقول ہے۔

اذا استنصحك فانصح لہ	"تیرا بھائی جب تجھ سے بھائی کا طالب ہو تو
ابرار المقسم ونصر	اس کے ساتھ بھلا کر۔ قسم کھانے والے کی
المظلوم۔	قسم کو پورا کرنا اور مظلوم کی مدد کرنا۔"

اسلامی فلاحی معاشرے کا بنیادی اصول بیان کر دیا گیا ہے کہ ہر مسلمان کو اپنے مسلمان بھائی کے دکھ درد میں شریک رہنا چاہیئے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسلامی معاشرے کے بارے میں ارشاد فرمایا۔

المؤمنون کرجل واحد	"تمام مومن آپس میں ایک آدمی کی مثل
ان اشتکی عینہ اشتکی	ہیں اگر اس کی آنکھ کو درد ہو تو سارا جسم درد
کلہ وان اشتکی رأسہ	میں مبتلا ہو جاتا ہے اگر اس کے سر میں درد
اشتکی کلہ[2]	ہو تو سارا جسم اسے محسوس کرتا ہے۔"

ظاہر ہوا کہ بیمار مسلمان بھائی کا حق ہے کہ بیماری میں اس کی عیادت کی جائے۔ ایک طرف اس سے بیمار بھائی کی دلجوئی ہوتی ہے اور دوسری طرف عیادت کرنے والے کے درجات بلند

---

[1] بخاری: ص ۱۶۶ ، مسلم: ص ۲۱۳ ج ۲ - ابن ماجہ: ص ۱۰۴ ، [2] مسلم: ص ۳۲۱ ج ۲۔

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

ہوتے ہیں۔

ارشادِ نبویؐ ہے۔

ان المسلم اذا عاد اخاہ المسلم لم یزل فی خرفۃ الجنۃ حتی یرجع لہ	مسلمان جب اپنے مسلم بھائی کی عیادت کرتا ہے تو واپس پلٹنے تک جنت کی راہ میں ہوتا ہے۔

خرفہ کا معنی کھجور کے درخت سے کھجوریں توڑنا بھی ہے۔ یعنی جب تک وہ مریض کے پاس رہتا ہے یا آنے جانے میں جو اُس کا وقت لگتا ہے۔ اتنے عرصے میں وہ جنّتی پھل جمع کرتا رہتا ہے۔ ابُوہریرہؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ قیامت کے روز اللہ تعالیٰ اپنے ایک بندے سے فرمائیں گے۔

اے ابن آدم! میں بیمار ہُوا۔ اور تو نے میری عیادت نہ کی۔ وہ جواب دے گا۔ اے میرے ربّ۔ میں تیری عیادت کس طرح کر سکتا تھا۔ حالانکہ تو ربُّ العالمین ہے۔ ارشاد ہوگا۔ تجھے پتہ نہ چلا کہ میرا فلاں بندہ بیمار ہے اور تو نے اس کی عیادت نہ کی۔ اگر تو اس کی عیادت کو جاتا تو مجھے اس کے پاس پاتا۔

اے ابنِ آدم! میں نے تجھ سے کھانا مانگا۔ تو نے مجھے کھانا نہ کھلایا۔ وہ کہے گا۔ اے میرے ربّ! میں تجھے کھانا کیسے کھلاتا جب کہ تُو ربُّ العالمین ہے۔ ارشاد ہوگا۔ تیرے پاس میرا فلاں بندہ آیا۔ اُس نے تجھ سے کھانا مانگا اور تو نے اُس کو کھانا نہ کھلایا۔ اگر تو اُسے کھانا کھلاتا تو اس کا اَجر میرے ہاں پاتا۔

لہ مسلم: ص ۳۱۸ ج ۲۔

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

• اے ابن آدم! میں نے تجھ سے پانی مانگا۔ تو نے مجھے پانی نہ پلایا۔ وہ کہے گا۔ اے میرے ربّ! میں تجھے پانی کیسے پلاتا جب کہ تو ربّ العالمین ہے۔ ارشاد ہوگا۔ میرے فلاں بندے نے تجھ سے پانی مانگا اور تو نے اُسے پانی نہ پلایا۔ اگر تو اُسے پانی پلاتا تو اُس کا اجر میرے پاس پاتا[1]

اِس روایت سے معلوم ہوتا ہے کہ جب کوئی اپنے بھائی کی بیمار پُرسی کرتا ہے محض اللہ کی رضا کی خاطر اپنے بھائی کی دلجوئی کا سبب بنتا ہے تو وہ اَجرِ عظیم سے نوازا جاتا ہے۔

علیؓ سے مروی ہے کہ میں نے رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ارشاد فرماتے سُنا آپ نے فرمایا۔

ما من مسلم يعود مسلما	"جب مسلمان دوسرے مسلمان کی عیادت
غدوة الا صلى عليه سبعون	صبح کے وقت کرتا ہے تو شام تک ستّر ہزار
الف ملك حتى يمسى	فرشتے اس کے لئے دُعا کرتے ہیں۔ اگر شام
وان عاده عشية الا صلى	کے وقت اس کی عیادت کرے تو صبح تک
عليه سبعون الف ملك حتى	ستّر ہزار فرشتے اس کے لئے دعا
يصبح وكان له خريف فى	کرتے ہیں اور اسے جنّت میں ایک
الجنة[2]	باغ مل جاتا ہے"

رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ بھی ارشاد مبارک ہے۔

من عاد مريضا نادى	"جب کوئی مریض کی عیادت کو جاتا ہے
مناد من السماء طبت	تو آسمان سے ایک منادی کرنے والا

---

[1] مسلم، ص ۳۱۸ ج ۲ [2] ابوداؤد: ص ۴۴۲ ۔ ترمذی: ص ۱۴۸ ج ۲ ۔

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

وطاب ممساك وتبوأت — کہتا ہے تیرا حال اور تیرا چلنا اچھا ہو گیا

من الجنة [1] — اور تو نے جنت میں ٹھکانا بنا لیا ۔

عیادت کا معاملہ ایسا ہے کہ اس میں غیر مسلموں کو بھی شامل رکھا گیا ہے ۔ کیونکہ اس میں انسانی ہمدردی کا جذبہ غالب ہوتا ہے ۔ ایسا بھی ہو سکتا ہے کہ غیر مسلم اس سے متاثر ہو کر اسلام کی دولت سے مالا مال ہو جائے ۔

انسؓ سے مروی ہے کہ ایک یہودی لڑکا نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت کیا کرتا تھا وہ بیمار ہو گیا تو آپ اُس کی عیادت کے لئے تشریف لے گئے ۔ آپ نے اس کے سرہانے بیٹھ کر فرمایا مسلمان ہو جا ۔ اُس لڑکے نے اپنے باپ کی طرف دیکھا ۔ باپ نے کہا ۔

اطع ابا القاسم — ابوالقاسم صلی اللہ علیہ وسلم کی بات مان لو ۔

فاسلم ۔ — پس وہ مسلمان ہو گیا ۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب اس کے گھر سے باہر تشریف لائے تو آپ فرما رہے تھے ۔

الحمد لله الذی انقذه — " سب تعریفیں اللہ کے لئے جس نے

من النار [2] — اس کو آگ سے بچا لیا " ۔

معلوم ہوا کہ جہاں ہر مسلمان پر اپنے مسلمان بھائی کی بیماری میں اس کی عیادت کرنا حق ہے وہاں معاشرے کے غیر مسلم افراد کی بیمار پرسی سے بھی خوشگوار اثرات مرتب ہوتے ہیں اور یہی اسلام کے ارفع و اعلیٰ دین ہونے کی بھی دلیل ہے ۔

---

[1] ابن ماجہ : ص ۱۰۴

[2] بخاری : ص ۱۸۱ ۔ مسند احمد : ص ۲۸۰ ج ۳ ۔ ابوداؤد : ص ۴

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

بیماری میں پڑھی جانے والی دُعائیں

عائشہ رضؓ سے مروی ہے کہ رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کا معمول مبارک تھا کہ جب کوئی انسان بیمار ہو جاتا تو آپؐ اُس کے لئے دُعا فرماتے۔

اَذْهِبِ الْبَاْسَ رَبَّ النَّاسِ وَاشْفِ اَنْتَ الشَّافِی لَا شِفَآءَ اِلَّا شِفَآءُكَ شِفَآءً لَّا يُغَادِرُ سَقَمًا[1]

بیماری کو دُور کر دے۔ اے لوگوں کے ربّ۔ اور شفا دے تو ہی شفا دینے والا ہے۔ تیری شفاء کے علاوہ کوئی شفاء نہیں۔ پس ایسی شفا عطا فرما کہ بیماری کو نہ چھوڑے

یہ بھی منقول ہے کہ آپ اپنا دایاں ہاتھ مریض کے جسم پر پھیرتے اور یہی دعا کیا کرتے تھے[2]

عائشہ رضؓ کی دوسری روایت کے مطابق جب رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم بیمار ہوئے تو آپؐ معوّذتین یعنی قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ الْفَلَقِ اور قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ النَّاسِ دونوں سُورتیں پڑھ کر اپنے ہاتھوں پر پھُونکتے پھر ان کو اپنے جسم مُبارک پر پھیرتے۔ جس بیماری میں آپ اس دنیا سے تشریف لے گئے۔ اُس نے جب شدّت اختیار کی تو معوذتین میں پڑھتی لیکن برکت کے لئے آپ ہی کے ہاتھ کو لے کر آپ کے جسم مبارک پر پھیرتی[3]

عائشہ رضؓ سے یہ بھی مروی ہے کہ آپ کے اہل میں سے کوئی بیمار ہو جاتا تو آپ معوذتین ہی

---

[1] بخاری: ص ۸۴۷ (کتاب المرضیٰ) مسلم: ص ۲۲۲ (کتاب السلام) [2] بخاری: ص ۸۵۶/۸۵۵ کتاب الطب۔

[3] بخاری: ص ۸۵۶۔ مسلم: ص ۲۲۲-۲۲۳۔ ج ۲۔

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

سے اس پر دم کرتے [1]

ابو سعید الخدریؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم معوذتین کے نزول سے پہلے مختلف دعاؤں کے ساتھ جنوں اور انسانوں کی شرارت سے پناہ مانگا کرتے تھے۔ لیکن جب یہ دونوں سورتیں نازل ہوئیں تو آپ نے دوسری دعاؤں کو چھوڑ کر انہی کو پڑھنے کا معمول بنا لیا [2]

قرآن حکیم کی یہ دونوں سورتیں تعویذ، دھاگے، جادو، ٹونے، حسد، نظر، جنوں اور انسانوں کی شرارتوں اور وسوسوں سے بچانے کا بہترین سبب اور ذریعہ ہیں۔ دعاؤں کے بارے میں اہم ترین نکتہ یہ ہے کہ دعاء مانگنے والے کا یہ ایمان ہونا چاہیئے کہ وہ اس کو پکار رہا ہے جو سننے والا اور مدد کرنے والا ہے۔ بے یقینی یا ڈھیلے دل سے مانگی گئی دعا میں مطلوبہ زور پیدا نہیں ہوتا لیکن جو ایمان ویقین کے ساتھ اپنے ربِّ حقیقی کو پکارے تو اللہ تعالےٰ اس کی ضرور سنتا ہے۔ اور اسے شفاء کاملہ سے نواز دیتا ہے۔

ہر مسلمان کا فرض ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیم کے مطابق عمل کرنے کی کوشش اور قرآن وسنت میں اُمّتِ محمدیہ کے لئے جو راہنمائی رکھی گئی۔ اس سے فائدہ اٹھائے۔

حضرت ایوب علیہ السّلام بیمار ہوتے ہیں۔ آزمائش جب اپنی انتہا کو پہنچتی ہے تو بیماری اور شفا پر قدرت رکھنے والے کو پکارتے ہیں۔

أَنِّي مَسَّنِيَ الضُّرُّ وَأَنتَ أَرْحَمُ الرَّاحِمِينَ●

---

[1] مسلم: ص ۲۲۲۔ ج ۲۔

[2] ترمذی: ص: ۳۵ ج ۲۔ نسائی: ص ۳۱۵ ج ۲۔ ابن ماجہ: ص ۲۵۱۔

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

فَاسْتَجَبْنَا لَهٗ فَكَشَفْنَا مَا بِهٖ مِنْ ضُرٍّ وَّ اٰتَيْنٰهُ اَهْلَهٗ وَمِثْلَهُمْ مَّعَهُمْ رَحْمَةً مِّنْ عِنْدِنَا وَذِكْرٰى لِلْعٰبِدِيْنَ [1]

"بے شک مجھے سخت تکلیف پہنچی ہے۔ اور تو سب سے زیادہ رحم کرنے والا ہے۔ پس ہم نے اس کی پکار کو سنا اور اس کی تکلیف کو دُور کر دیا۔ اور ہم نے عطا کیا اس کو اس کا اہل اور مزید دیا ان کی مثل ان کے ساتھ مہربانی کرتے ہوئے اپنے پاس سے اور یہ نصیحت ہے عبادت گذاروں کے لئے۔"

ایوب علیہ السلام نے بیماری میں صبر کرنے کا حق ادا کر دیا۔ اسی لئے جب انہوں نے اللّٰہُ الشَّافِی کو پکارا۔ تو اس نے نہ صرف شفاءِ کاملہ سے نواز دیا بلکہ بیماری کے دوران میں جو مالی نقصان وغیرہ ہوا تھا اس سے بھی دوگنا ان کو عطا فرما دیا۔

ابن عباسؓ اور ابو سعید الخدریؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہؓ کا عرب کے قبائل میں سے ایک قبیلے پر گزر ہوا۔ اہلِ قبیلہ نے ان کی مہمان نوازی سے انکار کر دیا۔ وہ اسی حال میں تھے کہ قبیلے کے سردار کو بچھو نے ڈنگ مار دیا۔ تو اہلِ قبیلہ صحابہؓ کے پاس آئے۔ اور پوچھا۔ تمہارے پاس بچھو کے کاٹے کی کوئی دوا یا دم ہے۔ صحابہؓ نے کہا۔ ہاں ہمارے پاس ہے لیکن تم نے ہماری مہمان نوازی سے انکار کر دیا ہے۔ اہلِ قبیلہ نے مہمان نوازی کا وعدہ کر لیا صحابہؓ

---

[1] سورۃ الانبیاء : آیت ۸۳۔۸۴۔

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

میں سے ایک نے سورۃ فاتحہ پڑھ کر اپنا تھوک اس جگہ لگایا جہاں بچھو نے کاٹا تھا۔ اللہ تعالیٰ نے قبیلے کے سردار کو شفا دے دی۔ دم کرنے والے صحابیؓ جب اپنے ساتھ چند بکریاں لے کر صحابہؓ کے پاس پہنچے تو انہوں آپس میں فیصلہ کیا کہ جب تک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے قرآنی دم کرنے پر ملنے والی بکریوں کے بارے میں پوچھ نہ لیں تب تک ان سے فائدہ نہیں اٹھائیں گے۔
رسول اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں جب ماجرا بیان کیا گیا تو آپ نے دم کرنے والے صحابیؓ سے فرمایا۔ تجھے کیسے پتہ چلا کہ سورۃ فاتحہ دم ہے۔ بکریاں لے لو اور میرا بھی ایک حصہ اس میں رکھو [1]

اس واقعہ سے عیاں ہوا کہ سورۃ فاتحہ بھی بہترین دم اور شفا ہے۔
عثمانؓ بن ابی العاص نے اپنی ایک جسمانی بیماری کا ذکر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کیا۔ آپ نے فرمایا جہاں تجھے تکلیف ہو رہی ہے۔ وہاں اپنا ہاتھ رکھ اور تین مرتبہ بسم اللہ کہنے کے بعد سات مرتبہ یہ پڑھو۔

أَعُوذُ بِاللّٰهِ بِعِزَّةِ اللّٰهِ وَقُدْرَتِهٖ مِنْ شَرِّ مَا أَجِدُ وَأُحَاذِرُ [2]

"میں اللہ کے ساتھ اور اس کی عزت اور اس کی قدرت کے ساتھ اس تکلیف سے پناہ مانگتا ہوں جو مجھے ہو رہی ہے یا جس کا خطرہ ہے"
امام مالکؒ اور امام ابوداؤد نے نقل کیا ہے کہ عثمانؓ بن ابی العاص نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

---

[1] بخاری: ص ۸۵۳ ۔ مسلم: ص ۲۲۴ ج ۲ ۔ ترمذی: ص ۲۶ ج ۲ ۔ ابوداؤد: ص ۵۴۴ ۔

[2] مسلم: ص ۲۲۴ ج ۲ ۔ ابن ماجہ ص ۲۵۲ ۔ ابوداؤد: ص ۵۴۳ ۔ تنویر الحوالک شرح موطا امام مالکؒ: ص ۲۲۹ ج ۲ ۔

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کیا کہ مجھے ایسی بیماری ہے جو عنقریب مجھے ہلاک کر دے گی۔ آپؐ نے ان کو مذکورہ دُعا سکھائی۔ راوی کا بیان ہے جب میں نے آپ کی تعلیم کے مطابق عمل کیا تو اللہ تعالےٰ نے مجھے شفائے کاملہ عطا فرما دی۔ اس کے بعد میں اپنے گھر والوں اور دوسروں کو ہمیشہ یہ دعا یاد کرنے اور اس سے فائدہ اٹھانے کی تلقین کرتا رہا۔

ابُوسعید الخدریؓ سے مروی ہے کہ جبرئیل امین نے رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم کی خدمت میں حاضر ہو کر پوچھا۔ اے محمد صلّی اللہ علیہ وسلّم! کیا آپ بیمار ہیں؟ آپ نے جواب دیا۔ ہاں۔ تو جبرئیل علیہ السّلام نے آپ کو دَم کیا۔

بِسْمِ اللّٰهِ اَرْقِيْكَ مِنْ كُلِّ شَيْءٍ يُؤْذِيْكَ مِنْ شَرِّ كُلِّ نَفْسٍ اَوْعَيْنٍ حَاسِدٍ اَللّٰهُ يَشْفِيْكَ بِسْمِ اللّٰهِ اَرْقِيْكَ[1]

"اللہ کے نام کے ساتھ میں آپ کو دَم کرتا ہُوں ہر شے سے جو آپ کو تکلیف دے رہی ہے۔ ہر نفس کی شرارت اور حسد کرنے والی آنکھ سے۔ اللہ آپ کو شفا دے گا۔

اللہ کے نام کے ساتھ میں آپ کو دَم کرتا ہوں"

ابوالدرداءؓ سے مروی ہے کہ میں نے رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کو ارشاد فرماتے سُنا۔ تم میں سے کوئی یا تمہارا کوئی بھائی بیمار ہو۔ اُس کو چاہیئے کہ وہ کہے۔

رَبُّنَا اللّٰهُ الَّذِيْ فِي السَّمَآءِ تَقَدَّسَ اسْمُكَ اَمْرُكَ

---

[1] مسلم: ص ۲۱۹ ج ۲۔ ابن ماجہ: ص ۲۵۱۔ ابُوداؤد: ص ۵۴۲۔

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

فِي السَّمَآءِ وَالْأَرْضِ كَمَا رَحْمَتُكَ فِي السَّمَآءِ فَاجْعَلْ رَحْمَتَكَ فِي الْأَرْضِ اِغْفِرْلَنَا حُوْبَنَا وَخَطَايَانَا اَنْتَ رَبُّ الطَّيِّبِيْنَ اَنْزِلْ رَحْمَةً مِّنْ رَّحْمَتِكَ وَشِفَآءً مِّنْ شِفَآئِكَ عَلٰى هٰذَا الْوَجْعِ فَيَبْرَأُ [1]

ہمارا رب وہ اللہ ہے جو آسمان میں ہے۔ پاک ہے تیرا نام۔ تیرا حکم چلتا ہے آسمان اور زمین میں جس طرح تیری رحمت آسمان میں ہے پس اسی طرح کر دے اپنی رحمت زمین میں۔ بخش دے ہمارے گناہوں اور خطاؤں کو۔ تو ہی ربّ ہے پاک لوگوں کا۔ نازل فرما رحمت اپنی رحمت میں سے اور شفاء اپنی شفا میں سے اُوپر اس بیماری کے (جو یہ دعا مانگے گا) وہ صحت یاب ہو جائے گا۔

ابن عباسؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حضرت حسنؓ اور حضرت حسینؓ کو یُوں اللہ کی پناہ میں دیا کرتے تھے۔

اُعِيْذُكُمَا بِكَلِمَاتِ اللّٰهِ التَّآمَّةِ مِنْ كُلِّ شَيْطَانٍ وَّهَامَّةٍ وَّمِنْ كُلِّ عَيْنٍ لَّامَّةٍ [2]

---

[1] ابُوداؤد: ص ۵۴۳ [2] بخاری: ص ۴۷۷ (کتاب الانبیاء)

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

"میں تم دونوں کو اللہ کے پورے کلمات کے ساتھ پناہ میں دیتا ہوں ہر شیطان سے اور ہر زہریلے جانور سے اور ہر نظر لگانے والی آنکھ سے۔"

چند مسنون دعائیں اور دم اس لیے نقل کئے گئے ہیں تاکہ عامۃ المسلمین خود ان کو یاد کر کے لُٹنے اور گمراہ ہونے سے بچ جائیں اور ان کو یہ بھی معلوم ہو جائے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے جانثار بیماری اور تکلیف میں اللہ کے سوا کسی اور کی طرف نہیں دیکھا کرتے تھے بلکہ صرف اللہ ہی پر توکّل اور بھروسہ کیا کرتے تھے۔

ظاہر ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم کی بات سے اُونچی کسی کی بات نہیں ہو سکتی۔ اور آپ نے اپنی اُمّت کو سمجھا دیا کہ اسلام بڑا آسان اور سیدھا سادہ سا دین ہے۔ اس میں کوئی الجھاؤ نہیں۔ ضرورت صرف تعلیم حاصل کرنے کی ہے۔ اگر دُنیاوی مجبوریاں ایسی ہو جائیں کہ پوری تعلیم کا حصول ممکن نہ ہو تو دین سے اتنی واقفیت ضرور حاصل ہونی چاہیئے کہ بہکانے اور گمراہ کرنے والے کے داؤ سے مسلمان محفوظ رہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم اور آپ کے صحابہؓ کی راہ کو اپنانے میں کامیاب ہو جائے۔

دُعاؤں کے الفاظ کے نیچے لفظی ترجمہ کا اہتمام اس لئے کیا گیا ہے تاکہ یاد کرنے والے کو عربی الفاظ سمجھنے میں کوئی دقّت نہ ہو۔ احادیث میں اور بھی بہت سی دعائیں اور وظائف منقول ہیں۔ تھوڑی سی توجّہ کرنے پر انسان بہت کچھ سیکھ کر اپنی دنیا اور آخرت سنوار سکتا ہے۔

رَبَّنَا اٰتِنَا فِی الدُّنْیَا حَسَنَۃً وَّفِی الْاٰخِرَۃِ حَسَنَۃً وَّقِنَا عَذَابَ النَّارِ۔

"اے ہمارے رب! ہمیں دنیا اور آخرت میں بھلائی عطا فرما دے۔ اور آگ کے عذاب سے بچا لے۔"

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

سیدالانبیاء محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات

ہمارے ہاں یہ بھی معمول ہے کہ جب صفر کا آخری چہار شنبہ آتا ہے تو اپنے دین سے ناواقف مسلمان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے انتہائی محبت و عقیدت کا اظہار کرنے کے لئے صبح سویرے باغات وغیرہ میں جاکر چہل قدمی کا خاص طور پر التزام کرتے ہیں۔ اور کاروبار بند کرکے جلوسوں میں شریک ہونے کو اجر و ثواب کا سبب و ذریعہ خیال کرتے ہیں۔ ان سے جب وجہ پوچھی جاتی ہے تو جواباً کہتے ہیں کہ آپ نے اس روز اپنی بیماری سے صحت پائی تھی۔ ایسے بھائیوں کو علم ہی نہیں کہ جس بیماری میں آپ اس دنیا سے رخصت ہوکر اپنے رفیقِ اعلیٰ سے جا ملے۔ اس کا آغاز ہی اس دن ہوا تھا۔ اکثر روایات کے مطابق آپ کی بیماری کی ابتدا صفر کے آخر میں ہوئی [1]

جب بیماری نے شدت اختیار کی تو آپ اپنی ازواج مطہرات سے اجازت لے کر حضرت عائشہؓ کے پاس منتقل ہوگئے۔ جب آپ کے لئے اپنے صحابہؓ کو نماز پڑھانا مشکل ہوگیا تو آپ نے حکم فرمایا۔

مروا ابابکر فلیصل بالناس [2] "ابوبکرؓ کو کہو کہ لوگوں کو نماز پڑھائے۔"

امام بخاریؒ نے تقریباً چودہ مرتبہ اس روایت کو اپنی صحیح میں نقل کیا ہے۔ اسی طرح یہ حدیث مسلم، ابوداؤد، ترمذی، نسائی، ابن ماجہ، تاریخ اور رجال کی کتابوں میں بھی موجود ہے۔

---

[1] اسد الغابہ: ص ۱۱۴ ج ۱۔ تاریخ الکامل: ص ۲۱۵ ج ۲۔ الاستیعاب: ص ۲۰ ج ۱۔ البدایۃ والنہایۃ ص ۲۲۴ ج ۵ سیرت ابن ہشام: ص ۲۲۳ ج ۵۔ تاریخ ابن خلدون: ص ۶۱ ج ۲۔ تاریخ طبری: ص ۶۱ ج ۲۔ تاریخ خمیس ص ۱۶۱ ج ۲ نور الیقین: ص ۲۸۲۔ طبقات ابن سعد: ص ۲۷۴ ج ۷۔ فتح الباری: ص ۳۷۷ ج ۲۔

[2] بخاری: ص ۹۳-۹۴-۹۵-۹۸-۹۰۔

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

حضرت ابوبکر الصدیقؓ نے آپ کے حکم کی تعمیل کرتے ہوئے آپ کی حیاتِ طیبہ میں سترہ نمازوں میں صحابہؓ کی امامت کی[1]

۱۲ ربیع الاول ۱۱ھ پیر کے دن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عائشہؓ کے حجرہ میں سے پردہ ہٹا کر اپنے جانثاروں کو فجر کی نماز پڑھتے ہوئے دیکھ کر تبسم فرمایا۔ آپ کے مقرر کردہ امام ابوبکرؓ نے آپ کو دیکھ کر پیچھے ہٹنے کا ارادہ کیا تو آپ نے نماز کو جاری رکھنے کا اشارہ فرمادیا[2]

جب سورج بلند ہوا تو آپ کا اپنے ربِّ حقیقی کے پاس جانے کا وقت قریب ہوگیا۔

عائشہؓ سے مروی ہے کہ آپ کے پاس ایک پانی کا پیالہ پڑا ہوا تھا۔ آپ اس پیالے میں ہاتھ ڈالتے پھر اسے اپنے چہرہ مبارک پر پھیرتے اور فرماتے۔

لا الٰہ الا اللہ ان للموت سکرات[3] — "اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں۔ بے شک موت کے لئے سختیاں ہیں"

دوسری روایت کے مطابق آپ نے فرمایا۔

اللّٰھم اعنی علی سکرات الموت[4] — اے اللہ! موت کی سختیوں پر میری مدد فرما۔

پھر آپ نے رفیقِ اعلیٰ رفیقِ اعلیٰ کہنا شروع کر دیا۔

---

[1] البدایۃ والنہایۃ: ص ۲۳۵ ج ۵۔ انسان العیون فی سیرۃ الامین المامون ص ۴۶۴ ج ۳۔
تاریخ الکامل: ص ۲۱۸ ج ۲۔ تاریخ الطبری: ص ۱۵۶۔ ج ۲۔

[2] ۔ بخاری: ص ۹۳۔ ۹۴۔ ج ۱۶۰۔

[3] بخاری: ص ۶۴۰۔ ۹۶۴۔

[4] ابن ماجہ: ص ۱۱۷، مسند احمد: ص ۶۴ ج ۶۔ تاریخ الطبری: ص ۱۹۶ ج ۲۔

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

حتی قبض ومالت — جہاں تک کہ آپ کی رُوح کو قبض کر لیا گیا۔

یدہ [1] — اور آپ کا ہاتھ ڈھیلا ہو گیا۔"

یعنی جب آپ کو تمام نعمتوں کے ساتھ دنیا اور رفیقِ اعلیٰ کے درمیان اختیار دیا گیا تو آپ نے رفیقِ اعلیٰ سے ملاقات کو ترجیح دیتے ہوئے موت کے اٹل قانون کو اپنے اُوپر جاری کروالیا۔ اس لئے کہ جو مشن آپ کے ذمّہ لگایا گیا تھا۔ آپ نے اُسے ۲۳ سالوں میں پایۂ تکمیل تک پہنچا دیا۔ جہالت میں ڈوبے ہوئے انسانوں کو رُشد و ہدایت کی نعمت سے مالا مال کر دیا۔ شمعِ توحید سے مشرکوں کے دلوں کی تاریکیوں کو اجالوں میں تبدیل کر دیا۔ لوٹ مار کرنے والوں ایثار و قربانی کا مجسّمہ بنا دیا۔ اپنے خُلقِ عظیم کے ذریعے دشمنوں کو جھکنے پر مجبُور کر دیا۔ عفو و درگذر کا مظاہرہ کر کے اپنے رحمۃ للعالمین ہونے کا ثبوت مہیّا کر دیا۔ یہی وجہ تھی کہ جب موت کا وقت آیا تو آپ نے اپنی رُوح کو ملک الموت کے حوالے کر دیا۔

اَبُوبکر الصدّیق کا عظیم کردار

رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم کی وفات کا آپ کے صحابہؓ پر کیا اثر ہُوا۔ اس کا اندازہ عمر فاروقؓ کے حال سے لگایا جا سکتا ہے۔ جب اُنہوں نے کھڑے ہو کر کہنا شروع کر دیا۔

واللہ ماما ت رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم [2] — "اللہ کی قسم۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم فوت نہیں ہوئے۔"

حافظ ابن کثیرؒ نے بیہقی کے حوالے سے نقل کیا ہے کہ عمر فارُوقؓ لوگوں سے کہہ رہے تھے۔ کہ

---

[1] بخاری؛ ص ۶۴۰-۶۴۱ [2] بخاری؛ ص ۵۱۷۔

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

جس نے کہا کہ رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم فوت ہو گئے ہیں اسے قتل کر دوں گا [1]

یہ بھی منقول ہے کہ اُنہوں نے کہا کہ منافقین میں سے کچھ لوگ ایسے ہیں جو خیال کرتے ہیں۔ کہ رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم فوت ہو گئے۔ بے شک رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم فوت نہیں ہُوئے۔ بلکہ جس طرح موسیٰ علیہ السّلام چالیس راتوں کے لئے اپنے رب کے پاس گئے تھے۔ اسی طرح رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم بھی گئے ہیں۔ حالانکہ موسیٰ علیہ السّلام کے بارے میں کہا گیا کہ وہ فوت ہو گئے۔ لیکن وہ واپس لوٹ آئے۔ اللہ کی قسم رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم بھی اسی طرح واپس آئیں گے اور ان لوگوں کے ہاتھ اور پاؤں کاٹیں گے۔ جن کا خیال ہے کہ آپ فوت ہو گئے ہیں [2]

یہ حال اس ہستی کا تھا کہ جس کے بارے میں رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا تھا کہ اللہ تعالیٰ عمرؓ بن الخطاب کی زبان پر اور دل میں حق جاری کرتا ہے۔ اگر میرے بعد کوئی نبی ہونے والا ہوتا تو یہ شرف عمرؓ کو حاصل ہوتا۔ آپ نے فرمایا۔ اے عمرؓ! جس راہ پر تو چلتا ہے شیطان وہ راہ چھوڑ دیتا ہے۔

لیکن اس کے باوجود رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کی وفات پر موت کی حقیقت ان پر عیاں نہ ہو پائی۔ یہاں تک کہ ابوبکر الصدّیق آتے ہیں۔ سیدھے رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کی چارپائی کے پاس جاتے ہیں۔ آپ کے چہرہ مبارک سے چادر ہٹا کر آپ کی پیشانی کو بوسہ دیتے ہیں اور کہتے ہیں۔

میرے ماں باپ آپ پر قربان ہوں۔ آپ زندگی اور موت دونوں ہی حالتوں میں اچھے ہیں۔ قسم ہے اس ذات کی کہ جس کے قبضے میں میری جان ہے۔ آپ کو اللہ تعالیٰ دو مرتبہ موت کا مزا نہیں چکھائے گا [3]

---

[1] سیرۃ الحلبیہ: ص ۴۷۴ ج ۳ - البدایۃ والنہایۃ: ص ۲۴۲ ج ۵ [2] تاریخ الکامل: ص ۲۱۹ ج ۲ - سیرت ابن ہشام ص ۶۵۵ ج ۱

[3] بخاری: ص ۵۱۷ ۔

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

پھر انہوں نے عمر فاروق سے مخاطب ہو کر کہا۔ اے قسم کھانے والے! رک جا۔ دوسری روایت کے مطابق انہوں نے کہا۔ اے عمرؓ! بیٹھ جاؤ۔ لیکن عمرؓ نے ان کی بات نہ سُنی۔ لہٰذا انہوں نے عمرؓ کو ان کے حال پر چھوڑ کر خود لوگوں کو تاریخی خطبہ دیا۔ جس میں انہوں نے واضح کیا۔

من کان منکم یعبد محمدا	تم میں سے جو محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی عبادت کیا
فان محمدا قد مات و	کرتا تھا (وہ جان لے) بیشک محمد صلی اللہ علیہ وسلم
من کان منکم یعبد اللہ	فوت ہو گئے اور جو تم میں سے اللہ کی عبادت کیا کرتا تھا
فان اللہ حی لا یموت [1]	(وہ جان لے) بیشک اللہ زندہ ہے وہ فوت نہیں ہوگا

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم نے ان کی ایسی تربیت فرمادی تھی کہ آپ کی وفات پر بھی ایک لمحہ کے لئے معاملے کو انہوں نے اُلجھنے نہ دیا۔ اللہ اور اس کے حبیب صلی اللہ علیہ وسلّم کے درمیان جو فرق تھا لوگوں کے سامنے اُس کو بیان کردیا۔ پھر انہوں نے قرآن پاک کی آیات پڑھیں۔

إِنَّكَ مَيِّتٌ وَإِنَّهُمْ مَيِّتُونَ [2]	بیشک آپ فوت ہونیوالے ہیں اور وہ بھی فوت ہونگے
وَمَا مُحَمَّدٌ إِلَّا رَسُولٌ قَدْ	محمد صلی اللہ علیہ وسلّم رسول ہیں ان سے پہلے
خَلَتْ مِنْ قَبْلِهِ الرُّسُلُ	رسول گزر چکے ہیں۔ اگر وہ فوت ہو جائیں
أَفَإِنْ مَاتَ أَوْ قُتِلَ	یا قتل کر دیے جائیں۔ کیا تم ایڑیوں پر پھر
انْقَلَبْتُمْ عَلَىٰ أَعْقَابِكُمْ وَ	جاؤ گے اور جو اپنی ایڑیوں پر پھرتا ہے وہ
وَمَنْ يَنْقَلِبْ عَلَىٰ عَقِبَيْهِ	اللہ کو ہرگز کچھ بھی نقصان نہیں پہنچا سکتا اور
فَلَنْ يَضُرَّ اللَّهَ شَيْئًا وَ	عنقریب اللہ تعالیٰ شکر کرنے والوں کو

---

[1] بخاری: ص ۱۶۶۔ ۵۱۷۔ ۶۴۰ [2] سورۃ الزمر، آیت ۳۰۔

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

سَیَجْزِی اللّٰہُ الشّٰاکِرِیْنَ [1] جزا دے گا۔"

لوگوں نے جب ابوبکر الصدیقؓ کے منہ سے یہ آیات سُنیں تو ان کو ایسے معلوم ہوا کہ پہلے یہ نازل ہی نہیں ہوئی تھیں۔ لوگوں میں سے جو زیادہ سُننے اور یاد کرنے والا تھا وہ ان آیات کو پڑھ رہا تھا۔ سعیدؓ بن مسیب سے مروی ہے کہ بے شک عمرؓ نے کہا۔ اللہ کی قسم جب میں نے ابوبکرؓ کو یہ آیات پڑھتے ہوئے سُنا تو مجھے ایسے محسوس ہوا کہ میری کونچیں کاٹ دی گئی ہیں۔ میرے پاؤں میرا بوجھ اٹھانے سے عاجز آ گئے ہیں۔ لہٰذا میں زمین پر جھک گیا اور حقیقت مجھ پر عیاں ہو گئی۔

اِنَّ النَّبِیَّ صلّی اللّٰہ علیہ وسلّم قد مات [2] بے شک نبی صلی اللہ علیہ وسلم فوت ہو گئے ہیں۔

سقیفہ بنی ساعدہ کا واقعہ

ابھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات پر لوگوں کے دلوں میں سے مختلف قسم کے شکوک پوری طرح دُور نہ ہوئے تھے کہ ابوبکرؓ کو خبر ملتی ہے کہ سقیفہ بنی ساعدہ میں حضرت سعدؓ بن عبادہ کو امیر بنانے کے بارے میں مشورہ کرنے کے لئے انصار جمع ہو گئے ہیں۔

ابوبکرؓ فوراً عمرؓ اور ابوعبیدہؓ بن جراح کو ساتھ لے کر وہاں پہنچ گئے۔ کیونکہ اگر انصار فیصلہ کر لیتے کہ امیر ان میں سے ہوگا۔ یا ایک امیر مہاجرین کا اور دوسرا انصار کا ہوگا تو حالات خراب ہو جاتے۔ انصار کی مجلس میں جا کر جب عمر فاروقؓ بات کرنے لگے تو ابوبکرؓ نے ان کو روک دیا۔ عمرؓ کا اپنا بیان ہے۔ میں بات اس لئے کرنے لگا تھا کہ میں نے اپنے ذہن میں انتہائی عمدہ کلمات تیار

---

[1] سورۃ آل عمران، آیت ۱۴۴۔

[2] بخاری: ص ۵۱۷۔ ۵۱۸۔ ۶۴۰۔ ۶۴۱۔

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

کر لیٹے تھے اور مجھے خطرہ تھا کہ ابوبکرؓ شاید ایسی بات نہ کر سکیں۔ لیکن ابوبکرؓ نے بڑی بلیغ گفتگو کی انہوں نے اپنی گفتگو میں انصار سے کہا۔ کہ ہم امیر ہوں گے اور تم وزیر رہو گے۔

حُبابؓ بن المنذر نے جواب دیا۔ اللہ کی قسم۔ ہم ایسا نہیں کریں گے۔

منا امیر ومنکم امیر — ایک امیر تم میں سے اور ایک ہم میں سے ہوگا

ابوبکرؓ نے پھر کہا کہ امیر ہم ہوں گے اور وزیر تم ہو گے۔ اس لیے کہ عربوں میں قریش اہلِ مکّہ اور عالی حسب ونسب کی وجہ سے عزّت کی نگاہ سے دیکھے جاتے ہیں۔ لہٰذا عمرؓ اور ابوعبیدہ بن جراح دونوں میں سے کسی ایک کی بیعت کر لو۔

عمر فاروقؓ نے کہا نہیں۔ بلکہ ہم آپ کی بیعت کرتے ہیں۔ کیونکہ آپ ہمارے سردار اور ہم میں سے بہتر ہیں۔ ہم میں سے سب سے زیادہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے نزدیک آپ ہی محبوب تھے۔ چنانچہ اُنہوں نے ابوبکرؓ کا ہاتھ پکڑ کر ان کی بیعت کر لی۔ ان کے بعد ابوبکرؓ کی دوسروں نے بھی بیعت کر لی [1]

حضرت ابوبکر الصدّیقؓ کے بروقت صحیح قدم اٹھانے کی وجہ سے اُمّت کا شیرازہ بکھرنے سے بچ گیا۔ سب نے مل کر پھر سے اللہ کے پرچم کو بلند رکھنے کا عزم کر لیا۔

حضرت ابوبکر الصدّیق کی بیعت

پیر کا دن تو اسی طرح گزر گیا منگل کے دن حضرت ابوبکر الصدّیقؓ کی مسجد نبوی میں عام بیعت ہوئی۔ ظاہر ہے کہ اُمّت کو امیر کی ضرورت تھی جو رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کے خلیفہ کی حیثیت سے

---

[1] بخاری ۱ص ۵۱۸۔

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

آپ کے مشن کو آگے بڑھانا۔

سقیفہ بنی ساعدہ میں ان کی بیعت تو ہو چکی تھی لیکن اس میں زیادہ تر انصار شریک ہوئے تھے۔ لہٰذا عامۃ المسلمین سے بیعت لینے کا مرحلہ ابھی باقی تھا۔ چنانچہ ابوبکر الصدّیق منبر پر بیٹھے اور ان کے کچھ کہنے سے پہلے عمر فاروق ؓ نے اللہ تعالیٰ کی حمدوثنا کے بعد کہا۔

لوگو! میں نے کل تم سے ایسی بات کہی تھی جسے میں نے کتاب اللہ سے نہیں لیا تھا اور نہ ہی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے عہد کی صورت میں مجھ سے فرمائی تھی۔ میرا اپنا خیال تھا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ابھی مزید ہمارے معاملے کی اصلاح فرمائیں گے اور ہم میں سے سب سے آخر میں وہی دنیا سے رخصت ہوں گے۔ اللہ تعالیٰ نے جس کتاب کے ذریعے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی راہنمائی فرمائی۔ اللہ نے اس کو تمہارے درمیان محفوظ کر دیا ہے۔ اگر تم مضبوطی سے اس کو تھامے رکھو گے تو اللہ تمہاری اسی طرح راہنمائی کرے گا جس طرح اس نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی فرمائی۔

اللہ تعالےٰ نے تمہارے معاملے کو ان پر جمع کر دیا ہے جو تم میں سے سب سے زیادہ بہتر ہیں۔ جنہیں ہجرت کے دوران غار میں دُوسرا ہونے کا شرف حاصل ہے۔ پس اٹھو اور ان کی بیعت کرو[1]

سقیفہ بنی ساعدہ کے بعد ابوبکر کی یہ دوسری بیعت تھی۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تجہیز و تکفین اور تدفین

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے خلیفہ اوّل کی جب بیعت ہو گئی اور اُمّت افتراق و انتشار سے بچ گئی تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تجہیز و تکفین کا معاملہ آپ کے اہل بیت کے سپرد کر دیا گیا فیصلہ

---

[1] سیرت ابن ہشام: ص ۶۶۰-۶۶۱ ج ۲- البدایۃ والنہایۃ، ص ۲۴۸ ج ۵-

www.KitaboSunnat.com
کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

یہ ہوا کہ آپ کے اہل میں سے عباسؓ بن عبدالمطلب، علیؓ بن ابی طالب، الفضلؓ بن عباسؓ، قثمؓ بن عباسؓ، اسامہؓ بن زید۔ اور آپ کے آزاد کردہ غلام صالحؓ غسل دینے میں شریک ہوں گے۔ دوسری روایت میں شقرانؓ کا بھی نام موجود ہے۔ جب بات طے ہوگئی تو اوسؓ بن خولی انصاری بدری صحابی نے علیؓ کو آواز دی۔ اے علیؓ! میں تم کو اللہ کی قسم دے کر پوچھتا ہوں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ہمارا حصّہ کہاں گیا؟ علیؓ نے ان کو بھی شامل ہونے کی اجازت دے دی۔ [۱]

علیؓ سے مروی ہے کہ جب ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو غسل دینے لگے تو ہم نے لوگوں کو باہر کر کے دروازہ بند کر لیا۔ انصار نے ندا دی کہ ہم لوگ آپ کے ماموں ہیں۔ ہمارا مرتبہ اسلام میں وہ ہے جو سب جانتے ہیں۔ قریش نے پکارا۔ ہم آپ کے جدّی عزیز ہیں۔ یعنی ہمیں بھی شریک ہونے کا موقع دیا جائے۔ لیکن خلیفہ اوّل حضرت ابوبکر الصدّیق نے ان کو سمجھایا۔ اے گروہ مسلمین! ہر قوم اپنے جنازے کی غیر سے زیادہ مستحق ہوتی ہے۔ اس لئے میں تمہیں اللہ کی قسم دے کر روکتا ہوں۔ اگر تم لوگ اندر چلے گئے تو علیؓ، فضلؓ اور اسامہؓ کو غسل دینے سے ہٹا دو گے۔ واللہ! آپ کے پاس وہی جائے گا جسے بلایا جائے گا [۲]

معلوم ہوا کہ اگر حضرت ابوبکر الصدّیق۔ مہاجرین اور انصار کو نہ روکتے تو جن کے بارے میں آپ کو غسل دینے کا فیصلہ ہوا تھا وہ اپنی ذمّہ داری نبھانے میں کامیاب نہیں ہو سکتے تھے۔

عام معمول سے ہٹ کر آپ کو قمیص سمیت غسل دیا گیا پھر تین سفید کپڑوں میں دفنایا گیا۔ عائشہؓ سے مروی ہے۔

لیس فیھا قمیص ولا عمامۃ [۳] ان میں قمیص اور پگڑی نہ تھی۔"

---

[۱] البدایۃ والنہایۃ: ص ۲۶۰ ج ۵ [۲] طبقات ابن سعد، ص ۲۸۱-۲۸۲ ج ۲ (اُردو) [۳] بخاری ص ۱۶۹؛ مسلم ص ۳۰۶ ج ۱۔

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

آپ کو غسل دینے اور کفنانے کے بعد حجرہ کے اندر ہی چارپائی پر رکھ دیا گیا۔ جب آپ کو دفنانے کی بات ہوئی تو صحابہؓ میں پھر اختلاف ہو گیا کوئی کہتا کہ آپ کو مسجد نبوی میں دفن کیا جائے۔ کسی کا خیال تھا کہ آپ کو آپ کے جانثاروں کے پہلو میں دفنایا جائے۔

یہاں بھی حضرت ابوبکر الصدیقؓ کی راہنمائی نے اختلاف کو اتحاد و اتفاق میں بدل دیا۔ انہوں نے کہا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ارشاد فرماتے سنا۔

ما قبض نبی الا دفن حیث یقبض [1]	نبی علیہ السلام جہاں فوت ہوتے ہیں وہیں دفن کئے جاتے ہیں۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد مبارک سن کر جہاں آپ کا بستر پڑا ہوا تھا اُسے اٹھا کر اسی جگہ قبر کی کھدائی کی گئی اُس وقت مدینہ طیبہ میں سیدھی اور لحد والی دونوں قسم کی قبریں کھودی جاتی تھیں حضرت عباسؓ نے دونوں ہی کی طرف پیغام بھیج کر بارگاہِ الٰہ میں دعا کی۔ اے اللہ جیسی قبر تو اپنے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے پسند کرتا ہے اُسی کو بھیج دے۔ چنانچہ ابوطلحہؓ نے آکر آپ کے لئے لحد والی قبر بنائی۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نمازِ جنازہ کیسے پڑھی گئی

محمد بن ابراہیم سے مروی ہے کہ میں نے اپنے باپ کے ہاتھ کی لکھی ہوئی ایک کتاب پائی۔ اس میں انہوں نے لکھا تھا کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو کفنا کر چارپائی پر رکھا گیا تو ابوبکرؓ اور عمرؓ داخل ہوئے اور انہوں نے کہا۔ السلام علیک ایھا النبیؐ ورحمۃ اللہ وبرکاتہ ان دونوں کے ساتھ مہاجرین اور انصار کے اتنے لوگ تھے جو آپ کے کمرے میں آسکتے تھے۔ انہوں نے بھی ابوبکرؓ اور عمرؓ

---

[1] ابن ماجہ: ص ۱۱۷۔ ایضاً ترمذی ص ۱۵۳ ج ۱۔ سیرت ابن ہشام ص ۶۶۳ ج ۲۔ الکامل: ص ۲۲۵ ج ۲۔

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

کی طرح سلام کیا پھر سب نے صفیں بنالیں۔ ان میں کوئی بھی امامت کے لئے آگے نہ بڑھا۔ ابوبکرؓ اور عمرؓ جو پہلی صف میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس ہی کھڑے تھے۔ انہوں نے کہا۔

اے اللہ! ہم لوگ گواہی دیتے ہیں کہ جو کچھ آپ پر نازل کیا گیا۔ آپ نے پہنچا دیا۔ آپ نے اپنی اُمت کی خیر خواہی کی اور اللہ کی راہ میں جہاد کیا۔ یہاں تک کہ اللہ نے دین کو عزت دے دی۔ اور اپنے کلمات کو پُورا کر دیا۔ آپ اُسی پر ایمان لائے۔ جو یکتا ہے جس کا کوئی شریک نہیں۔ اے ہمارے معبود! ہمیں بھی ان لوگوں میں کر دے جو اس کلام کی پیروی کرتے ہیں۔ جو آپ کے ساتھ نازل کیا گیا۔ ہمیں اور آپ کو ایسے جمع کر دے کہ آپ ہمیں اور ہم آپ کو پہچان لیں بے شک آپ مومنوں کے ساتھ بڑے مہربان اور رحم کرنے والے تھے۔ ہم ایمان کے عوض نہ بدل چاہتے ہیں اور نہ ہی اس کے بدلے کوئی قیمت لینے کا خیال رکھتے ہیں۔

نمازِ جنازہ میں شریک ہونے والے ابوبکرؓ اور عمرؓ کی دعاؤں پر آمین آمین کہہ رہے تھے۔ اسی طرح لوگ کمرے میں داخل ہوتے اور نماز سے فارغ ہو کر باہر آتے یہاں تک کہ مردوں، عورتوں اور بچوں نے آپ کی نماز جنازہ پڑھ لی[1]

یہ بھی منقول ہے کہ لوگوں نے الگ الگ نماز جنازہ پڑھی۔ یہاں تک کہ مرد فارغ ہو گئے۔ ان کے بعد عورتوں نے نماز پڑھی۔ جب وہ بھی فارغ ہو گئیں تو بچوں اور غلاموں نے بھی نماز پڑھی۔ لوگوں کی کسی نے امامت نہ کروائی[2] جب اہل بیت اور اہلِ مدینہ نماز جنازہ پڑھنے سے فارغ ہو گئے تو منگل اور بدھ کی درمیانی رات میں آپ کو اسلامی تعلیم کے مطابق دفنا دیا گیا۔ زمین سے ایک بالشت اُونچی قبر بنائی گئی جس پر بلالؓ نے پانی چھڑکا۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔

---

[1] طبقات ابن سعد (اردو) ص ۳۹۱-۳۹۲۔ البدایۃ والنہایۃ: ص ۲۶۵ ۔ ج ۵ ۔ سیرۃ الحلبیہ: ص ۴۷۸ ج ۳۔

[2] طبری: ص ۲۰۵ ج ۲۔ سیرت ابن ہشام: ص ۶۶۳ ج ۲۔

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

مراجع ومصادر

نمبر شمار	مصنّف	کتاب	مطبع
۱	تَنْزِيْلٌ مِّنْ رَّبِّ الْعَالَمِيْنَ	القرآن الحکیم	الازہر۔ القاہرہ
۲	ابوجعفر محمد بن جریر الطبری	تفسیر ابن جریر	مصطفیٰ البابی۔ مصر
۳	ابوالفداء اسمٰعیل بن کثیر القرشی دمشقی	تفسیر ابن کثیر	سہیل اکیڈمی۔ لاہور
۴	فخرالدین رازی	تفسیر کبیر	مطبعۂ عامرہ۔ استنبول
۵	احمد مصطفیٰ المراغی	تفسیر المراغی	مصطفیٰ البابی۔ مصر
۶	جلال الدین السیوطی	تفسیر درمنثور	مطبوعہ فی بیروت
۷	ناصرالدین ابوالخیر عبداللہ بن عمر البیضاوی	تفسیر البیضاوی	مصطفیٰ البابی۔ مصر
۸	محمّد بن اسمٰعیل البخاری	صحیح بخاری	اصح المطابع۔ کراچی
۹	مسلم بن الحجاج بن مسلم القشیری	صحیح مسلم	اصح المطابع۔ کراچی
۱۰	ابوعبدالرحمٰن احمد بن شعیب النسائی	السنن النسّائی	المکتبۃ السّلفیۃ لاہور
۱۱	ابوعبداللہ محمد بن یزید بن ماجہ	السنن ابن ماجہ	اصح المطابع۔ کراچی
۱۲	الحافظ سلیمان بن الاشعث ابوداؤد السجستانی	السنن ابوداؤد	اصح المطابع۔ کراچی
۱۳	الحافظ ابوعیسیٰ محمد بن عیسیٰ بن سورۃ الترمذی	الجامع الصحیح	قرآن محل۔ کراچی
۱۴	ولی الدین محمّد بن عبداللہ الخطیب	مشکوٰۃ المصابیح	اصح المطابع۔ کراچی
۱۵	محمد بن علی بن محمد الشوکانی	نیل الاوطار	مصطفیٰ البابی۔ کراچی
۱۶	علاّمہ برہان الدین المرغینانی	الہدایۃ	نعمانی کتب خانہ۔ لاہور

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

۱۷	عبدالرحمٰن المبارکپوری	تحفۃ الاحوذی	مطبوعہ۔ بیروت
۱۸	محمد بن عبداللہ بن عبدالرحمٰن بن الفضل بن بہرام بن عبدالصمد التمیمی السمرقندی الدارمی	سنن الدارمی	النظام الواقع۔ بیروت
۱۹	الشیخ علی بن سلطان محمد القاری	مرقاۃ	مکتبہ امدادیہ۔ ملتان
۲۰	ابوطیب شمس الحق	عون المعبود	مطبوعہ۔ بیروت
۲۱	ابن عبدالبر القرطبی	جامع بیان العلم	مطبوعہ المدینہ المنورۃ
۲۲	منسوب الی علیؓ	نہج البلاغہ	غلام علی اینڈ سنز۔ لاہور
۲۳	امام احمد بن حنبلؒ	مسند احمد	المکتبۃ الاسلامی۔ بیروت
۲۴	علامہ جلال الدین السیوطی	تنویر الحوالک شرح مؤطا امام مالکؒ	مصطفیٰ محمد۔ مصر
۲۵	ابوعبداللہ الحاکم نیشاپوری	المستدرک	المطبوعات الاسلامیہ بیروت
۲۶	احمد عبدالرحمٰن البناساعاتی	الفتح الربّانی	دار الحدیث۔ القاہرہ
۲۷	الحافظ ابن کثیر	البدایۃ والنہایۃ	مکتبۃ المعارف بیروت
۲۸	علامہ عبدالرحمٰن بن محمد بن خلدون	تاریخ ابن خلدون	مؤسسۃ الاعلمی للمطبوعات بیروت
۲۹	الحافظ احمد بن علی بن حجر عسقلانی	فتح الباری	المطبعۃ السلفیہ القاہرہ
۳۰	ابوبکر احمد بن الحسین بن علی البیہقی	السنن الکبریٰ	دار صادر۔ بیروت
۳۱	الحافظ ابوبکر عبدالرزاق بن ہمام الصنعانی	المصنف	دار القلم۔ بیروت
۳۲	ابوبکر عبداللہ بن محمد بن ابراہیم بن عثمان بن ابی شیبۃ الکوفی العبسی	الکتاب المصنف	العلوم الشرقیہ حیدرآباد دکن
۳۳	محمد بن اسمٰعیل الکحلانی ثم الصنعانی	سبل السّلام	المکتبۃ التجاریۃ۔ مصر
۳۴	علامہ ابن اثیر ابوالحسن علی بن محمّد الجزری	تاریخ الکامل	دار الکتاب العربیہ۔ بیروت

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

۳۵	ابوجعفر محمد بن جریر الطبری	تاریخ الطبری	دار العلم ۔ بیروت
۳۶	ابوالقاسم عبدالرحمٰن بن ابی الحسن الخثعمی السہیلی	الروض الانف	الجمالیہ ۔ مصر
۳۷	علامہ شمس الدین السرخسی	المبسوط	دار المعرفہ ۔ بیروت
۳۸	علامہ علاؤالدین بکر بن مسعود الکاسانی الحنفی	بدائع الصنائع	دار الکتاب ۔ بیروت
۳۹	علی بن عمر الدارقطنی	سنن الدارقطنی	مطبوعہ المدینۃ المنورۃ
۴۰	عبدالرحمٰن الجزیری	کتاب الفقہ علی المذاہب الاربعہ	المکتبۃ التجاریۃ الکبریٰ ۔ مصر
۴۱	ابومحمد علی بن احمد بن سعید بن حزم	المحلّی ابن حزم	مطبعۃ النہضۃ ۔ مصر
۴۲	الشیخ حسین بن محمد بن الحسن الدیار بکری	تاریخ الخمیس	مؤسسۃ شعبان ۔ بیروت
۴۳	ابوالولید محمد بن احمد بن محمد بن احمد بن رشد القرطبی الاندلسی	بدایۃ المجتہد	المکتبۃ العلمیہ ۔ لاہور
۴۴	ابن ہشام	السیرۃ النبویہ	مصطفیٰ البابی ۔ مصر
۴۵	علی بن برہان الدین الحلبی	السیرۃ الحلبیہ	مصطفیٰ البابی ۔ مصر
۴۶	الشیخ محمد الخضری بک	نور الیقین	دار الجمیل ۔ مصر
۴۷	ابوعبداللہ شمس الدین الذہبی	تذکرۃ الحفاظ	دار احیاء التراث ۔ بیروت
۴۸	احمد بن محمد بن اسمٰعیل الطحطاوی الحنفی	حاشیۃ الطحطاوی	مصطفیٰ البابی ۔ مصر
۴۹	الامام محمد بن ادریس الشافعی	الام	دار المعرفہ ۔ بیروت
۵۰	علامہ شمس الدین محمد بن ابی بکر ابن قیم	جلاء الافہام	مکتبۃ القاہرہ ۔ مصر
۵۱	ابوبکر محمد بن اسحاق بن خزیمہ السلمی	صحیح ابن خزیمہ	المکتب الاسلامی ۔ بیروت
۵۲	عبدالعظیم بن عبدالقوی المنذری	الترغیب والترہیب	مصطفیٰ الحلبی ۔ مصر
۵۳	شمس الدین ابوعبداللہ محمد بن ابی بکر ابن قیم	زاد المعاد	مصطفیٰ البابی ۔ مصر

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

۵۴	شہاب الدین ابوالفضل احمد بن علی بن محمد بن محمد العسقلانی	الاصابۃ	مطبعۃ السعادۃ مصر
۵۵	محمد بن سعد۔ المتوفی ۲۳۰ھ	طبقات ابن سعد	نفیس اکیڈمی۔ کراچی
۵۶	ابونعیم احمد بن عبداللہ الاصبہانی	حلیۃ الاولیاء	دارالکتاب۔ بیروت
۵۷	حافظ نورالدین علی بن ابی بکر الہیثمی	زوائد ابن حبان	مطبعۃ السلفیہ۔ سعودی عرب
۵۸	علامہ جمال الدین ابومحمد عبداللہ بن یوسف الحنفی الزیلعی	نصب الرایۃ	دار نشر الکتب الاسلامیہ۔ لاہور
۵۹	امام ابوزکریا یحییٰ بن شرف النووی الدمشقی	روضۃ الطالبین	المکتب الاسلامی
۶۰	امام عبداللہ بن المبارک المروزی	کتاب الزہد	علی پریس۔ مالیگاؤں
۶۱	امام ابوداؤد الطیالسی	ابوداؤد الطیالسی	انجمن اہلحدیث۔ گجرات
۶۲	مولانا شیخ نظام وجماعۃ من علماء الہند	الفتاوی الہندیۃ	حاجی فقیر محمد۔ پشاور
۶۳	حافظ ابن عبدالبر ابوعمر یوسف بن عبداللہ	الاستیعاب	دائرۃ المعارف حیدرآباد دکن
۶۴	عزالدین بن الاثیر ابوالحسن علی بن محمد الجزری	اسد الغابہ	دارالشعب
۶۵	الشیخ قاضی خان	الفتاوی القاضی خان	بلوچستان بکڈپو۔ کوئٹہ
۶۶	قاضی ابوالفضل عیاض الیحصبی	الشفا	المکتبۃ التجاریۃ الکبریٰ مصر
۶۷	الشیخ اسمعیل بن محمد العجلونی الجراحی المتوفی ۱۱۶۲ھ	کشف الخفاء ومزیل الالباس	دار احیاء التراث العربی بیروت

المکتبۃ عثمانیۃ
۹۹۔ بی ماڈل ٹاؤن۔ لاہور
15490

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

مصنّف کی دُوسری تصنیفات

- کسبِ حلال
- رجم کے بارے میں وفاقی شرعی عدالت کے غیر شرعی فیصلے کا علمی جائزہ
- قادیانی لاہوری مرزائی دائرہ اِسلام سے خارج کیوں ہیں؟ ۔
- رجب کے کونڈے ۔
- آخری چہار شنبہ کی تاریخی حقیقت
- شیخ الاسلام مولانا ثناء اللہ امرتسریؒ ۔
- انکم ٹیکس کی شرعی حیثیّت
- پریس پر پابندی کے بارے میں اسلامی نقطۂ نظر ۔
- کفن پر دُعائیہ کلمات لکھنے کی اصل ۔

ملنے کا پتہ
رِیز مشینری سٹور۔ ۵۳ نشتر روڈ لاہور فون ۵۰۵۳۵ / ۶۲۳۰۲
دارالدعوۃ السلفیہ شیش محل روڈ لاہور ۲ فون ۵۴۴۰۶

www.KitaboSunnat.com

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

تركت فيكم أمرين لن تضلوا ما تمسكتم بهما

كتاب الله

و

سنة رسوله

دار الدعوة السلفية

شیش محل روڈ لاہور پاکستان